

خیال

گریڈ 8 کے لیے اردو کی درسی کتاب



4871

विद्यया ऽ मृतमश्नुते



एन सी ई आर टी
NCERT

नیشنल کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ

NATIONAL COUNCIL OF EDUCATIONAL RESEARCH AND TRAINING

جملہ حقوق محفوظ

- ناشر کی پیشگی اجازت کے بغیر اس کتاب کے کسی بھی حصے کو دوبارہ جیش کرنا،
یادداشت کے ذریعے یا بازیافت کے سسٹم میں اس کو محفوظ کرنا یا برقیاتی، میکانیکی، فوٹو کاپی،
ریکارڈنگ کے کسی بھی وسیلے سے اس کی ترسیل کرنا منع ہے۔
- اس کتاب کو اس شرط کے ساتھ فروخت کیا جا رہا ہے کہ اسے ناشر کی اجازت کے بغیر،
اس شکل کے علاوہ جس میں کہ یہ چھاپی گئی ہے یعنی اس کی موجودہ جلد بندی اور
سرورق میں تبدیلی کر کے، تجارت کے طور پر نہ تو مستعار دیا جا سکتا ہے، نہ دوبارہ
فروخت کیا جا سکتا ہے، نہ کرایہ پر دیا جا سکتا ہے اور نہ ہی تلف کیا جا سکتا ہے۔
- کتاب کے صفحے پر جو قیمت درج ہے وہ اس کتاب کی صحیح قیمت ہے۔ کوئی بھی نظر
ثانی شدہ قیمت چاہے وہ بربر کی مہر کے ذریعے یا اسٹیکر یا کسی اور ذریعہ سے ظاہر کی
جائے تو وہ غلط ہوگی اور قابل قبول نہیں ہوگی۔

پہلا ایڈیشن

جیش 1947

جون 2025

PD 25T

این سی ای آر ٹی کے پہلی کیشن ڈویژن کے دفاتر

این سی ای آر ٹی کیپس شری اربند مارگ نئی دہلی - 110016 فون: 011-26562708	ایکسٹینشن بنا شکری III اسٹیج مینگلورو - 560085 نوجیون ٹرسٹ بھون ڈاک گھر، نوجیون احمد آباد - 380014 سی ڈبلیو سی کیپس بالمقابل ڈھانگل بس اسٹاپ، پانی ہائی کولکاتا - 700114 سی ڈبلیو سی کاپلیکس مالی گاؤں گوالہٹی - 781021
فون: 080-26725740	
فون: 079-27541446	
فون: 033-25530454	
فون: 0361-2674869	

© نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ، 2025

قیمت: ₹ 65.

اشاعتی ٹیم

ایم وی سری نواسن	:	ہیڈ، پہلی کیشن ڈویژن
بکیان ستار	:	چیف ایڈیٹر
جہاں لال	:	چیف پروڈکشن آفیسر (انچارج)
ایتیاجھ مکد	:	چیف بزنس مینجر
دیپک جیسوال	:	پروڈکشن آفیسر
عظمت النساء	:	ایڈیٹوریل اسسٹنٹ

سرورق، لے آؤٹ اور آرٹ ورک

لٹل تھنگس اسٹوڈیو

تصاویر

لٹل تھنگس اسٹوڈیو اور جنید ڈیجیٹل آرٹس

این سی ای آر ٹی واٹر مارک 80 جی ایس ایم کاغذ پر شائع شدہ

سکریٹری، نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ،
شری اربند مارگ، نئی دہلی نے شگن آفیسٹ پریس، پلاٹ
نمبر 82، ایکو ٹیک 12، گریٹر نوئیڈا - 201009 (یو پی)
میں چھپوا کر پہلی کیشن ڈویژن سے شائع کیا۔

پیش لفظ

قومی تعلیمی پالیسی 2020 میں، ملک میں ایک ایسا تعلیمی نظام قائم کرنے کی سفارش کی گئی ہے جس کی جڑیں ہندوستانی روایات میں پیوست ہوں اور جو انسانی کوششوں اور معلومات کے تمام شعبوں میں تہذیبی اقدار سے بھی وابستہ ہو، ساتھ ہی طلباء کو اس طرح تیار کیا جائے کہ وہ اکیسویں صدی کے امکانات اور چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے تعمیری طور پر تیار ہو سکیں۔ چیلنجوں سے پُر اس تصور کو سبھی سطحوں کے درسیاتی شعبوں میں ’قومی درسیات کا خاکہ برائے اسکولی تعلیم-2023‘ کی بنیاد بنایا گیا ہے۔ اساسی اور ابتدائی سطحوں میں انسانی وجود کی تمام پانچ فطری جبلتوں ’پنچ کوش‘ پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے، طلباء کی موروثی صلاحیتوں کی پرورش و پرداخت اس طرح کیے جانے کی بات کی گئی ہے جس سے مڈل سطح پر ان کی آموزش میں مزید ترقی کی راہ ہموار ہو سکے۔

’قومی درسیات کا خاکہ برائے اسکولی تعلیم-2023‘ ایک تفصیلی لائحہ عمل پیش کرتا ہے تاکہ اساسی سطح اور اس کے بعد کی سطحوں کے درمیان وابستگی کو مضبوطی مل سکے، جس سے ایک سطح سے اگلی سطح تک بچوں کی بلار کاوٹ منتقلی کو یقینی بنایا جاسکے۔ مڈل سطح پر خاکہ طلباء کو ان مہارتوں سے آراستہ کرنے کی بات کرتا ہے جو ان کے آگے بڑھنے کے لیے اس وقت ضروری ہیں جب وہ اپنی زندگی کے مراحل میں آگے بڑھیں تو تجزیاتی، توضیحی اور بیانیہ سے متعلق اپنی صلاحیتوں کو فروغ دے سکیں اور ان چیلنجوں اور مواقع کے لیے خود کو تیار کر سکیں جو ان کی زندگی میں آنے والے ہیں۔ نو مضامین پر مشتمل ایک متنوع نصاب جن میں تین زبانیں بشمول دو ہندوستانی زبانوں کے علاوہ سائنس، ریاضی، سماجی علوم، آرٹ کی تعلیم، جسمانی تعلیم، صحت و تندرستی اور پیشہ ورانہ تعلیم طلباء کی ہمہ جہت نشوونما کو فروغ دیتے ہیں۔

یکسر تبدیلی لانے والے آموزشی کلچر کے لیے کچھ شرائط کی پابندی ضروری ہے۔ ان میں سے ایک مختلف درسیاتی شعبوں میں مناسب نصابی کتابوں کو تیار کرنا ہے۔ کیوں کہ یہ نصابی کتب شمولات یا مواد اور تدریسیات کے درمیان ثالثی میں

مرکزی کردار ادا کریں گی۔ ایک ایسا کردار جو براہ راست ہدایات اور جستجو و استفسار کے مواقع کے درمیان ایک منصفانہ توازن قائم کر سکے گا۔ دیگر شرائط کا تعلق کمرہ جماعت کے انتظام اور اساتذہ کو درسیات کے تمام شعبوں اور دیگر عوامل کے ساتھ اپنے تصورات کو وابستہ کرنے کے لیے تیار کرنے سے ہے۔

این سی ای آر ٹی اپنی جانب سے طلباء کو معیاری نصابی کتب فراہم کرانے کے لیے پابند عہد ہے۔ ان کتابوں کو مختلف مراحل سے گزر کر موجودہ شکل میں آنے تک مختلف درسیاتی شعبوں سے وابستہ ماہرین پر مشتمل کمیٹیاں تشکیل دی گئی تھیں جن کی تدریسی مہارت اور محنت سے ان درسی کتابوں کو تیار کیا گیا ہے۔ اس مقصد سے تشکیل دی گئی کمیٹی میں تدریسیات کے ماہرین اور تدریس سے وابستہ شخصیات بطور اراکین شامل تھے۔ سبھی نے معیاری نصابی کتابیں تیار کرنے کی ہر ممکن کوشش کی ہے۔ گریڈ-8 کے لیے اردو زبان کی درسی کتاب ’خیال‘ ان میں سے ایک ہے۔ ’قومی تعلیمی پالیسی 2020‘ اور ’قومی درسیات کا خاکہ برائے اسکولی تعلیم-2023‘ کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے غور و فکر کے ساتھ اس کی منصوبہ بندی کی گئی اور اس کے تمام پہلوؤں کو باریک بینی کے ساتھ تیار کیا گیا ہے تاکہ طلباء آموزشی تجربات کے سفر کا لطف اٹھا سکیں۔ اس کتاب کے مضمولات میں کہانیاں، نظمیں اور ایسے مضامین شامل ہیں جو بچوں کے سماجی، ثقافتی اور جغرافیائی منظر نامے کی عکاسی کرتے ہیں، جن میں یقینی طور پر ان کی زندگی کے لیے بڑا سامان موجود ہے۔ ’خیال‘ میں مضمولات کی تشکیل کے لیے ہندوستانی فکر و فلسفہ، فنی اور ثقافتی ورثہ کے عظیم خزانوں سے استفادہ کیا گیا ہے اور ماحولیاتی نقطہ نظر سے بھی بچوں کو حساس کرنے اور صنفی مساوات وغیرہ کے تصورات کے بارے میں بعض مفروضات کو درست کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کتاب کی دلکش پیش کش اور انفرادیت عطا کرنے میں آئی سی ٹی (ICT) کا بڑا اہم حصہ ہے۔ اولاً مجھے یقین ہے کہ ہماری اس نصابی کتاب سے ان تمام درسی اہداف کو کامیابی کے ساتھ حاصل کیا جاسکے گا جو ہمارے پیش نظر رہے ہیں یعنی طلباء میں فطری تجسس کا فروغ اور دانشوروں کی مدد سے وضع کی گئی سرگرمیاں مثلاً سننا، بولنا، پڑھنا، لکھنا اور معنی قواعد پر کسی قدر عبور حاصل کیا جانا، جنہیں اس کتاب میں مرحلہ وار اور ترتیب وار مربوط انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ کوشش یہ کی گئی ہے کہ یہ ہماری نصابی کتاب درسیات کے بنیادی مقاصد یعنی طلباء میں تنقیدی زاویہ نظر، غور و فکر، مدلل اظہار اور فیصلہ کی صلاحیت کو فروغ دے سکے۔ ہم جماعت طلباء کے ساتھ آموزش میں معاون ہو، تاکہ کمرہ جماعت کا ماحول زندگی سے بھرپور اور اساتذہ و طلباء دونوں کے لیے یکساں طور پر سودمند ہو۔



اس نصابی کتاب کی اہمیت اور ضرورت سے صرف نظر کیے بغیر بی ضروری ہے کہ طلباء و طالبات آموزش کے دیگر وسائل سے بھی خاطر خواہ استفادہ کریں۔ ان میں مقامی لائبریری، والدین کی تربیت اور رہنمائی کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ بلاشبہ مؤثر آموزشی ماحول ہی طلباء و طالبات کو کلی طور پر تعلیمی مقاصد سے آشنا کر سکتا ہے اور اس میں نصابی کتاب کے ساتھ ساتھ گھریلو ماحول اور تدریس و آموزش سے بھرپور فضا سے اس مقصد میں کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے۔

میں ان تمام ماہرین، اساتذہ اور اسکالروں کا نہایت ممنون ہوں جو اس نصابی کتاب کی تیاری میں شامل تھے اور جنہوں نے اپنی تخلیقی و دانشورانہ صلاحیتوں سے اس اہم کام کو مکمل کرنے میں ہماری مدد کی ہے۔

توقع کی جاتی ہے کہ اس درسی کتاب سے استفادہ کرنے والے تمام افراد اس کے بارے میں اپنی قیمتی رائے اور مفید مشوروں سے ہمیں آگاہ کریں گے تاکہ اگلی اشاعت کو مزید بہتر بنایا جاسکے۔

دینش پرساد سکلائی

ڈائریکٹر

نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ

یکم مارچ 2025

نئی دہلی

© NCERT
not to be republished

بھارت کا آئین

تمہید

ہم بھارت کے عوام متانت و سنجیدگی سے عزم کرتے ہیں کہ بھارت کو ایک مقتدر، سماج وادی، غیر مذہبی عوامی جمہوریہ بنائیں اور اس کے تمام شہریوں کے لیے حاصل کریں۔

انصاف سماجی، معاشی اور سیاسی

آزادی خیال، اظہار، عقیدہ، دین اور عبادت

مساوات بہ اعتبار حیثیت اور موقع اور ان سب میں

اخوت کو ترقی دیں جس سے فرد کی عظمت اور قوم کے اتحاد اور سالمیت کا یقین ہو۔

اپنی آئین ساز اسمبلی میں آج چھبیس نومبر 1949ء کو یہ آئین ذریعہ ہذا اختیار کرتے ہیں، وضع کرتے ہیں اور اپنے آپ پر نافذ کرتے ہیں۔

1- آئینی (پالیسویں ترمیم) ایکٹ، 1976 کے سیکشن 2 کے ذریعہ ”مقتدر عوامی جمہوریہ“ کی جگہ (1977-1-3 سے)

2- آئینی (پالیسویں ترمیم) ایکٹ، 1976 کے سیکشن 2 کے ذریعہ ”قوم کے اتحاد“ کی جگہ (1977-1-3 سے)



اس کتاب کے بارے میں



’قومی تعلیمی پالیسی 2020‘ کی سفارشات پر مبنی ’قومی درسیات کا خاکہ برائے اسکولی تعلیم-2023‘ کے تحت پیش کی جانے والی یہ درسی کتاب ’خیال‘ گریڈ 8 کے طالب علموں کی مادری زبان کے طور پر اردو پڑھانے کے لیے تیار کی گئی ہے۔ اس کا بنیادی مقصد اردو زبان سے متعلق ضروری معلومات فراہم کر کے طلباء کی علمی، فکری اور تخلیقی صلاحیتوں میں اضافہ کرنا ہے۔ تدریسی و آموزشی ضرورتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسباق کے انتخاب میں طالب علموں کی ذہنی سطح، نفسیات اور قومی مقاصد کے ساتھ ساتھ زبان و اسلوب کی دل چسپی پر بھی خاص توجہ دی گئی ہے اور اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ طلباء میں زبان و ادب کی اچھی صلاحیت پیدا ہو اور ان کے اندر سماجی، قومی، تہذیبی اور سائنسی شعور کی تربیت ہو۔

اس کتاب میں مضامین کے علاوہ دل چسپ کہانیاں، نظمیں، گیت، خاکہ اور آپ بیتی وغیرہ شامل کیے گئے ہیں۔ ہر سبق کے بعد مشکل الفاظ کے معنی، غور کیجیے، سوچیے اور بتائیے، پڑھیے، سمجھیے اور لکھیے، تلاش کیجیے، تخلیقی اظہار اور عملی کام کے تحت طلباء کی فکری اور تخلیقی صلاحیتوں کو ابھارنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ نظمیں ’مٹی‘، ’عزم و عمل‘، ’نیتی شتکم‘ اور مضمون ’زعفران‘، ’اسٹیفن ہاکنگ‘ بھی دیے گئے ہیں۔ یہ صرف پڑھنے کے لیے شامل کیے گئے ہیں۔ ان میں نہ تو مشقیں وضع کی گئی ہیں اور نہ ہی ان سے متعلق سوالات پوچھے گئے ہیں۔ اس بات کا بھی خیال رکھا گیا ہے کہ کثیر لسانی عمل نیز ہندوستانی سماج اور تہذیب کا مکمل عکس بھی ابھر کر سامنے آئے۔ قومی ثقافتی ورثے، ہندوستانی آئین کی خصوصیات، مشترکہ اقدار اور تصورات، ماحولیات، ہمارے روایتی کھیل نیز جدید ٹیکنالوجی سے بھی طلباء کو واقف کرانے کی کوشش کی گئی ہے۔



ہماری کوشش ہے کہ کم مواد کے ذریعے زیادہ سے زیادہ مہارتوں کو فروغ دیا جاسکے اور مثبت فکر کے ذریعے معاشرتی اصلاح و ترقی کے لیے ذہن سازی کی جاسکے۔ طالب علم اپنی ترسیلی، تجریدی اور انفرادی مہارت کی زرخیزی کے لیے ملک کی کثیر لسانی و ثقافتی ورثہ اور ادب میں پوشیدہ خیر و برکت اور شعور و آگہی کے خزانوں سے زیادہ سے زیادہ باخبر اور مستفید ہو سکیں۔ اس کتاب کے ذریعے بچوں کی نہ صرف آموزشی اور قرأت کی صلاحیتوں کو جلا ملے گی بلکہ ان میں تنقیدی نظر، غور و فکر کی عادت، استدلال اور شعر و ادب سے لطف اندوز ہونے کا قوی جذبہ بھی پیدا ہو گا۔ یہ کتاب اردو اساتذہ اور ماہرین تعلیم کے مشورے اور باہمی تعاون سے ترتیب دی گئی ہے۔ امید ہے کہ یہ گریڈ 8 کے طلباء و طالبات کی ادبی صلاحیتوں کے فروغ میں معاون ہوگی اور ان کے علم و ہنر میں اضافے کا باعث ہوگی۔

اساتذہ اور ماہرین تعلیم سے درخواست ہے کہ وہ اس کتاب سے متعلق اپنے عملی اور تدریسی تجربات کی روشنی میں ہمیں مفید مشوروں سے نوازیں تاکہ آئندہ اس کتاب کو مزید بہتر بنایا جاسکے۔

محمد فاروق انصاری

پروفیسر اینڈ ہیڈ

ڈپارٹمنٹ آف ایجوکیشن ان لیٹریچر، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی



کمٹی برائے قومی نصاب اور تدریسی و آموزشی مواد (NSTC)

مہیش چندر پنت، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ایجوکیشنل پلاننگ اینڈ ایڈمنسٹریشن (چئیر پرسن)

منجیل بھارگو، پروفیسر، پرنسٹن یونیورسٹی (کو- چئیر پرسن)

سدھامورتی، مشہور ادیبہ اور ماہر تعلیم

بیک دیب رائے، چیئر پرسن، اکنامک ایڈوائزری کونسل-ٹودی پرائم منسٹر (EAC-PM)

شیکھر مانڈے، سابق ڈی جی، سی ایس آئی آر، ممتاز پروفیسر سواتری ہائی پھولے، پونا یونیورسٹی، پونا

سجیاتارام دورائی، پروفیسر، یونیورسٹی آف برٹش، کولمبیا، کناڈا

شکر مہادیون، میوزک مائسٹرو، ممبئی

یو. ول کمار، ڈائریکٹر، پرکاش پاڈوکون بیڈمنٹن اکادمی، بنگلورو

مشیل ڈینیو، وزیٹنگ پروفیسر، آئی آئی ٹی، گاندھی نگر

سریناراجن، آئی اے ایس (ریٹائرڈ)، ہریانہ، سابق ڈی جی، ایچ آئی پی اے

چامو کرشناستری، چیئر پرسن، بھارتیہ بھاشا سمیٹی، وزارت تعلیم

سنبھو سانیال، ممبر، اکنامک ایڈوائزری کونسل-ٹودی پرائم منسٹر (EAC-PM)

ایم ڈی شری نواس، چیئر پرسن، سینٹر فار پالیسی اسٹڈیز، چنئی

گجانب لونڈھے، ہیڈ، پروگرام آفس، این ایس ٹی سی

راہن چھتیری، ڈائریکٹر، ایس سی ای آر ٹی، سکم

پریتوش کمار منڈل، پروفیسر، ڈپارٹمنٹ آف ایجوکیشن ان شول سائنسز، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی

دیش کمار، پروفیسر اینڈ ہیڈ، ڈپارٹمنٹ آف ایجوکیشن ان سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی

کیرتی کپور، پروفیسر، ڈپارٹمنٹ آف ایجوکیشن ان لینگویجز، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی

رجناروڑہ، پروفیسر اینڈ ہیڈ، ڈپارٹمنٹ آف کری کولم اسٹڈیز اینڈ ڈیولپمنٹ، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی

(ممبر- سکریٹری)

بھارت کا آئین

حصہ III (دفعہ 12 سے 35)

(بعض شرائط، چند مستثنیات اور واجب پابندیوں کے ساتھ)

بنیادی حقوق

کے ذریعہ منظور شدہ

حق مساوات

- قانون کی نظر میں اور قوانین کا مساویانہ تحفظ
- مذہب، نسل، ذات، جنس یا مقام پیدائش کی بنا پر عوامی جگہوں پر مملکت کے زیر انتظام
- سرکاری ملازمت کے لیے مساوی موقع
- چھوٹ چھات اور خطابات کا خاتمہ

حق آزادی

- اظہار خیال، مجلس، انجمن، تحریک، بود و باش اور پیشے کا
- سزا کے جرم سے متعلق بعض تحفظات کا
- زندگی اور شخصی آزادی کے تحفظ کا
- 6 سے 14 سال کی عمر کے بچوں کے لیے مفت اور لازمی تعلیم کا
- گرفتاری اور نظر بندی سے متعلق بعض معاملات کے خلاف تحفظ کا

استعمال کے خلاف حق

- انسانوں کی تجارت اور جبری خدمت کی ممانعت کے لیے
- بچوں کو خطرناک کام پر مامور کرنے کی ممانعت کے لیے

مذہب کی آزادی کا حق

- آزادی ضمیر اور قبول مذہب اور اس کی پیروی اور تبلیغ
- مذہبی امور کے انتظام کی آزادی
- کسی خاص مذہب کے فروغ کے لیے ٹیکس ادا کرنے کی آزادی
- کلی طور سے مملکت کے زیر انتظام تعلیمی اداروں میں مذہبی تعلیم یا مذہبی عبادت کی آزادی

ثقافتی اور تعلیمی حقوق

- اقلیتوں کی اپنی زبان، رسم خط یا ثقافت کے مفادات کا تحفظ
- اقلیتوں کو اپنی پسند کے تعلیمی ادارے کے قیام اور ان کے انتظام کا حق

قانونی چارہ جوئی کا حق

- سپریم کورٹ یا کورٹ کی جانب سے ہدایات، احکام یا رٹ کے اجرا کو تبدیل کرانے کا حق

کمیٹی برائے تشکیل درسی کتاب

اراکین

قاضی عبدالرحمن ہاشمی، سابق پروفیسر، شعبہ اردو، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی (ٹیم لیڈر)
ابوبکر عباد، پروفیسر، شعبہ اردو، دہلی یونیورسٹی، دہلی
بے بی تبسم محمد عمر انصاری، پرنسپل، انجمن اسلام انٹرنل اسلام ہائی اسکول، ممبئی
توصیف احمد، ممبر پروگرام آفس، این ایس ٹی سی
چمن آراخان، پروفیسر، ڈپارٹمنٹ آف ایجوکیشن ان لیٹنگویجز، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی
دیوان حنا خاں، پروفیسر، ڈپارٹمنٹ آف ایجوکیشن ان لیٹنگویجز، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی
راجیش مشرا، پروفیسر، ریجنل انسٹی ٹیوٹ آف ایجوکیشن، این سی ای آر ٹی، اجیر
سلمان فیصل، ٹی جی ٹی (اردو)، سرودیال ودیالیہ، گیتا کالونی، نئی دہلی
شمیم احمد، ایسوسی ایٹ پروفیسر، سینٹ اسٹیفنس کالج، دہلی یونیورسٹی، دہلی
غزالہ پروین، پی جی ٹی (ریٹائرڈ)، خدیجہ الکبریٰ پبلک اسکول، نئی دہلی
محمد ارشد، ٹی جی ٹی (اردو) گورنمنٹ سرودیال ودیالیہ، پٹودی ہاؤس، نئی دہلی
نغمہ پروین، لیکچرر، ڈی آئی ای ٹی (ڈاٹ)، سارناتھ، وارانسی

ممبر کوآرڈینیٹر

محمد فاروق انصاری، پروفیسر اینڈ ہیڈ، ڈپارٹمنٹ آف ایجوکیشن ان لیٹنگویجز، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی

بھارت کا آئین

حصہ 4 الف

بنیادی فرائض

بنیادی فرائض : 51 الف۔ بھارت کے ہر شہری کا یہ فرض ہوگا کہ وہ —

- (الف) آئین پر کاربند رہے اور اس کے نصب العین اور اداروں، قومی پرچم اور قومی ترانے کا احترام کرے؛
- (ب) ان اعلیٰ نصب العین کو عزیز رکھے اور ان کی تقلید کرے جو آزادی کی تحریک میں قوم کی رہنمائی کرتے رہے ہیں؛
- (ج) بھارت کے اقتدار اعلیٰ، اتحاد اور سالمیت کو مستحکم بنیادوں پر استوار کر کے ان کا تحفظ کرے؛
- (د) ملک کی حفاظت کرے اور جب ضرورت پڑے، قومی خدمت انجام دے؛
- (ه) مذہبی، لسانی اور علاقائی و طبقاتی تفرقات سے قطع نظر بھارت کے عوام الناس کے مابین یک جہتی اور عام بھائی چارے کے جذبے کو فروغ دے نیز ایسی حرکات سے باز رہے جن سے خواتین کے وقار کو ٹھیس پہنچتی ہو؛
- (و) ملک کی ملی جلی ثقافت کی قدر کرے اور اسے برقرار رکھے؛
- (ز) قدرتی ماحول کو جس میں جنگلات، جھیلیں، دریا اور جنگلی جانور شامل ہیں، محفوظ رکھے اور بہتر بنائے اور جانداروں کے تئیں محبت و شفقت کا جذبہ رکھے۔
- (ح) دانشورانہ رویے سے کام لے کر انسان دوستی اور تحقیقی و اصلاحی شعور کو فروغ دے؛
- (ط) قومی جائیداد کا تحفظ کرے اور تشدد سے گریز کرے؛
- (ی) تمام انفرادی اور اجتماعی شعبوں کی بہتر کارکردگی کے لیے کوشاں رہے تاکہ قوم متواتر ترقی و کامیابی کی منازل طے کرنے میں سرگرم عمل رہے؛
- (ک) ماں، باپ یا سرپرست جو بھی ہے، چھ سے چودہ سال تک کی عمر کے اپنے بچے یا زیروالایت، کو تعلیم کے مواقع فراہم کرے۔

اظہارِ تشکر

نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ درسی کتب میں 'قومی درسیات کا خاکہ برائے اسکولی تعلیم-2023' کے تصورات کے اطلاق کے لیے تشکیل کیے گئے این سی ایف اوور سائٹ کمیٹی (NCF Oversight Committee) کے چیئر پرسن اور اراکین کی ممنون ہے۔ این سی ای آر ٹی نیشنل سلیبس اینڈ ٹیچنگ لرننگ میٹریل ڈیولپمنٹ کمیٹی (NSTC) کے چیئر پرسن، شریک چیئر پرسن اور اراکین کی بھی ممنون ہے جنہوں نے درسی کتب کی تیاری کے عمل کی مسلسل نگرانی اور سیر حاصل محکمہ کیا۔ مزید برآں اس درسی کتب کی تیاری اور کراس کٹنگ موضوعات پر رہنمائی اور مشورے کے لیے زبانوں اور دیگر مضامین کے لیے تشکیل کیے گئے ذیلی گروپ (اردو) کے چیئر پرسن اور ممبران کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہے۔

اس کتاب میں اختر شیرانی کی نظم 'وادی گنگا میں ایک رات'، خلیل الرحمن اعظمی کا گیت 'مٹی'، جگن ناتھ آزاد کی نظم 'کسانوں کا گیت'، اسرار الحق مجاز کی نظم 'رات اور ریل'، شوکت پردیسی کی نظم 'عزم و عمل'، ساحر لدھیانوی کی نظم 'اے شریف انسانو!'، اکبر رحمانی کی کہانی 'حاضر جواب' (جو بچوں کی کہانیاں حصہ 1 میں شامل کہانی 'حکم کا غلام' سے ماخوذ ہے)، لیوٹالسائی کی کہانی کا اردو ترجمہ 'تین سوال'، مولوی عبدالحق کا خاکہ 'نام دیو مائی' شامل ہیں۔ کونسل ان سبھی کے وارثین کا شکریہ ادا کرتی ہے۔ سبق ایوریسٹ کی فتح، جو بچندری پال کی آپ بیتی سے ماخوذ ہے اور ڈاکٹر محمد اسلم پرویز کا مضمون 'مصنوعی ذہانت' بھی اس کتاب میں شامل ہے، کونسل ان کا بھی شکریہ ادا کرتی ہے۔

کونسل مضمون 'سیم مانک شا' کے لیے نیشنل واریمیوریل، نئی دہلی کے ذمہ داران کے خصوصی تعاون کی تہہ دل سے شکر گزار ہے۔

کونسل امریندر بہرا، پروفیسر اینڈ جوائنٹ ڈائریکٹر، سی آئی ای ٹی؛ پرتیش کمار منڈل، پروفیسر اینڈ ہیڈ، ڈی ای ای ایس؛ ستیا فرکیا، پروفیسر اینڈ ہیڈ، ڈی ای ای ایس ایم؛ اندرانی بھادری، پروفیسر اینڈ ہیڈ، ای ایس ڈی؛ وئے سنگھ، پروفیسر اینڈ ہیڈ، ڈی ای جی ایس این؛ ملی رائے، پروفیسر اینڈ ہیڈ، ڈی ای جی ایس اور جیو تسنا تیواری، پروفیسر اینڈ ہیڈ، ڈی ای اے اے اور ان کی تمام ٹیموں کو پوری درسی کتاب میں اہم نصابی پہلوؤں کے متوازن انضمام اور دوسرے نصابی شعبوں کے ساتھ روابط کو یقینی بنانے کے لیے ان کی کوششوں کا اعتراف کرتی ہے۔

کونسل محمد نعمان خان، پروفیسر (ریٹائرڈ) این سی ای آر ٹی، نئی دہلی؛ نعیمہ جعفری، مشہور ادیبہ، نئی دہلی؛ انور خان، پرنسپل، گورنمنٹ ہائر سیکنڈری اسکول منڈی، ضلع پونچھ اور سہیل انجم، معروف کالم نگار و ادیب، ذاکر نگر، نئی دہلی کا شکریہ ادا کرتی ہے جنہوں نے کتاب کی تیاری کے سلسلے میں منعقدہ ورکشاپ میں شرکت کی اور اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا۔ اس کتاب کی تیاری کے لیے محمد عرفان، سینئر ریسرچ ایسوسی ایٹ (کانٹریکچر)، ظفر الاسلام، انجم آرا، محمد جلیل اقبال خاکی، حسن اصغر، جونیئر پروجیکٹ فیلو (سبھی کانٹریکچر)، ریاض احمد، محمد عارض، ڈی ٹی پی آپریٹر (سبھی کانٹریکچر) کی ممنون ہے۔ ان کے علاوہ کتاب کی حتمی شکل اور ایڈیٹنگ میں پہلی کیشن ڈویژن کی جانب سے مسعود احمد اسسٹنٹ ایڈیٹر (کانٹریکچر)، محمد نظام الدین اسسٹنٹ ایڈیٹر (کانٹریکچر)، جاوید احمد، صدر الدین، واعظ الرحمن صدیقی پروف ریڈر (سبھی کانٹریکچر)، مسیح الدین، ڈی ٹی پی آپریٹر (کانٹریکچر) اور پون کمار بریار، انچارج، ڈی ٹی پی سیل نے پوری دل چسپی سے حصہ لیا۔ کونسل ان سبھی کا شکریہ ادا کرتی ہے۔



ترتیب

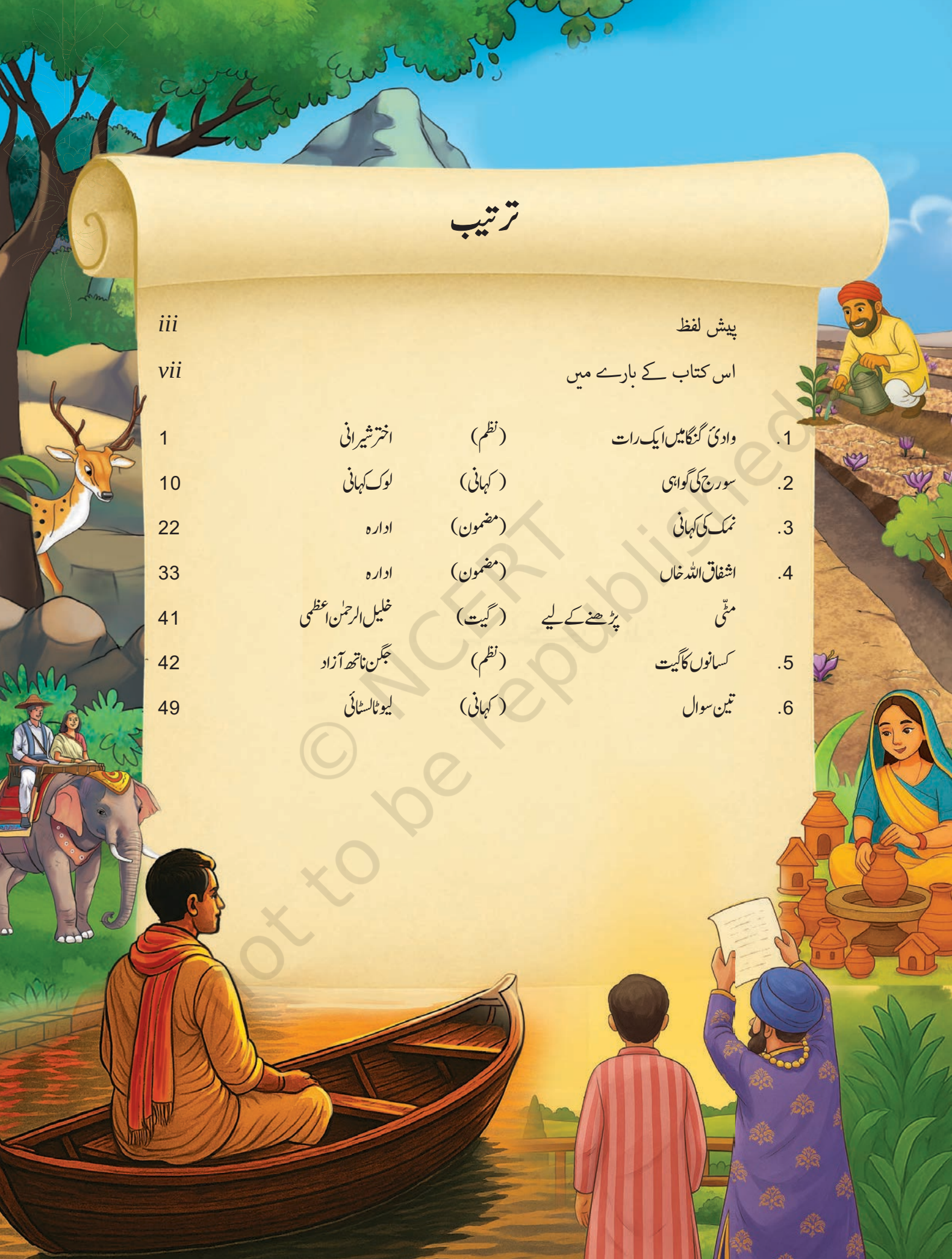
iii

پیش لفظ

vii

اس کتاب کے بارے میں

- | | | | | |
|----|-------------------|---------|-----------------------|----|
| 1 | اختر شیرانی | (نظم) | وادی گنگا میں ایک رات | 1. |
| 10 | لوک کہانی | (کہانی) | سورج کی گواہی | 2. |
| 22 | ادارہ | (مضمون) | نمک کی کہانی | 3. |
| 33 | ادارہ | (مضمون) | اشفاق اللہ خاں | 4. |
| 41 | خلیل الرحمن اعظمی | (گیت) | مٹی پڑھنے کے لیے | |
| 42 | جگن ناتھ آزاد | (نظم) | کسانوں کا گیت | 5. |
| 49 | لیونا لستائی | (کہانی) | تین سوال | 6. |





60	ادارہ	(مضمون)	کازی رنگ نیشنل پارک	7.
71	مولوی عبدالحق	(خاکہ)	نام دیوالی	8.
81	ادارہ	(مضمون)	پڑھنے کے لیے زعفران	
83	اسرار الحق مجاز	(نظم)	رات اور ریل	9.
93	لوک کہانی	(کہانی)	حاضر جواب	10.
106	ادارہ	(مضمون)	سیم مانک شا	11.
117	بچندری پال	(آپ بیتی)	ایوریسٹ کی فتح	12.
127	شوکت پردیسی	(نظم)	عزم و عمل پڑھنے کے لیے	
129	ساحر لدھیانوی	(نظم)	اے شریف انسانو!	13.
137	ادارہ	(مضمون)	ہاکی کا جادوگر	14.
147	ڈاکٹر محمد اسلم پرویز	(مضمون)	مصنوعی ذہانت	15.
157	ادارہ	(مضمون)	اسٹیفن ہاکنگ پڑھنے کے لیے	
159	ادارہ	(مضمون)	پیغام رسانی	16.
168	بھرتی ہری	(مضمون)	نیتی شتکم پڑھنے کے لیے	





4871CH01

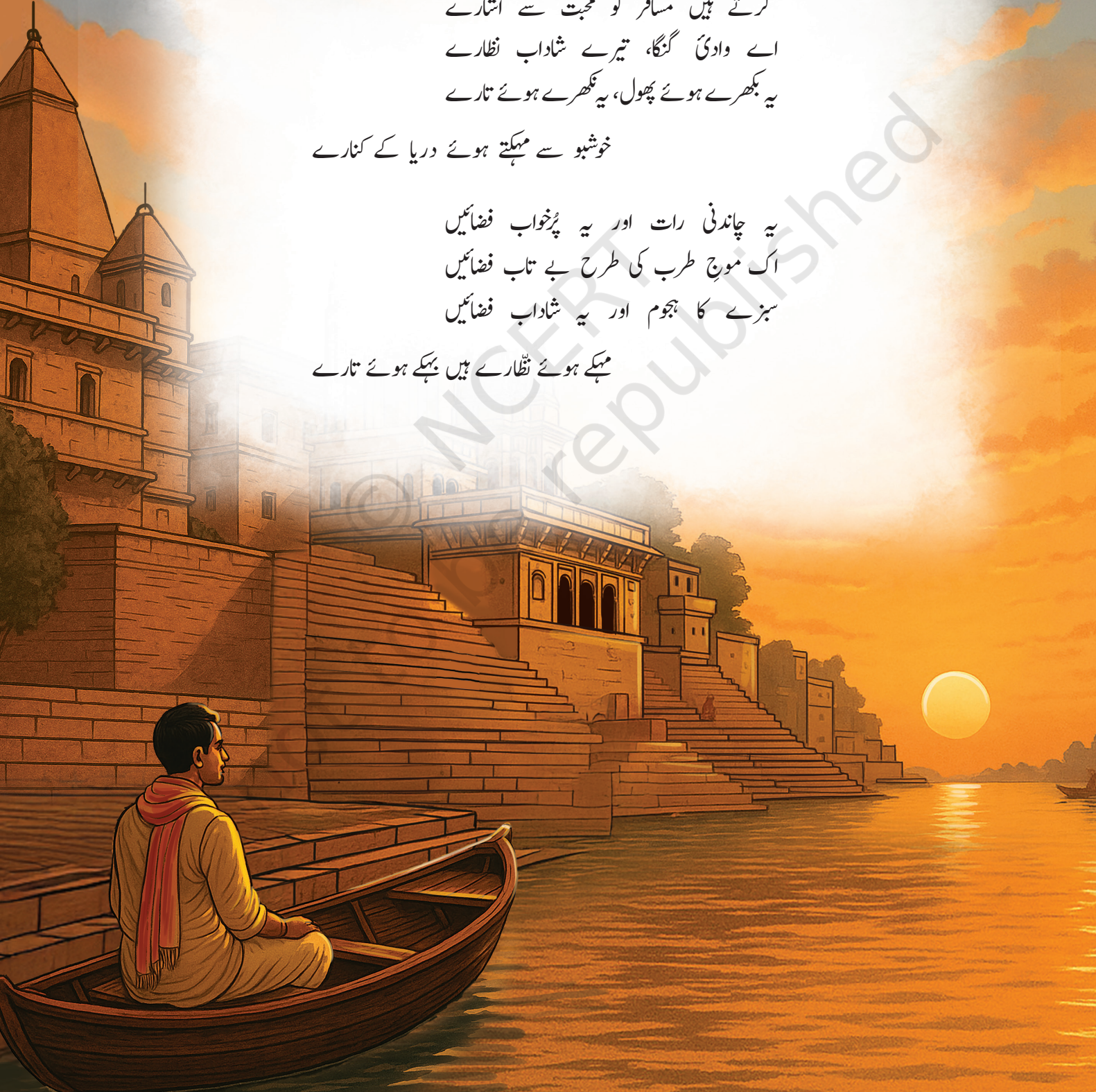


وادی گنگا میں ایک رات

1

کرتے ہیں مسافر کو محبت سے اشارے
اے وادی گنگا، تیرے شاداب نظارے
یہ بکھرے ہوئے پھول، یہ نکھرے ہوئے تارے
خوشبو سے مہکتے ہوئے دریا کے کنارے

یہ چاندنی رات اور یہ پر خواب فضا میں
اک موجِ طرب کی طرح بے تاب فضا میں
سبزے کا ہجوم اور یہ شاداب فضا میں
مہکے ہوئے نظارے ہیں مہکے ہوئے تارے



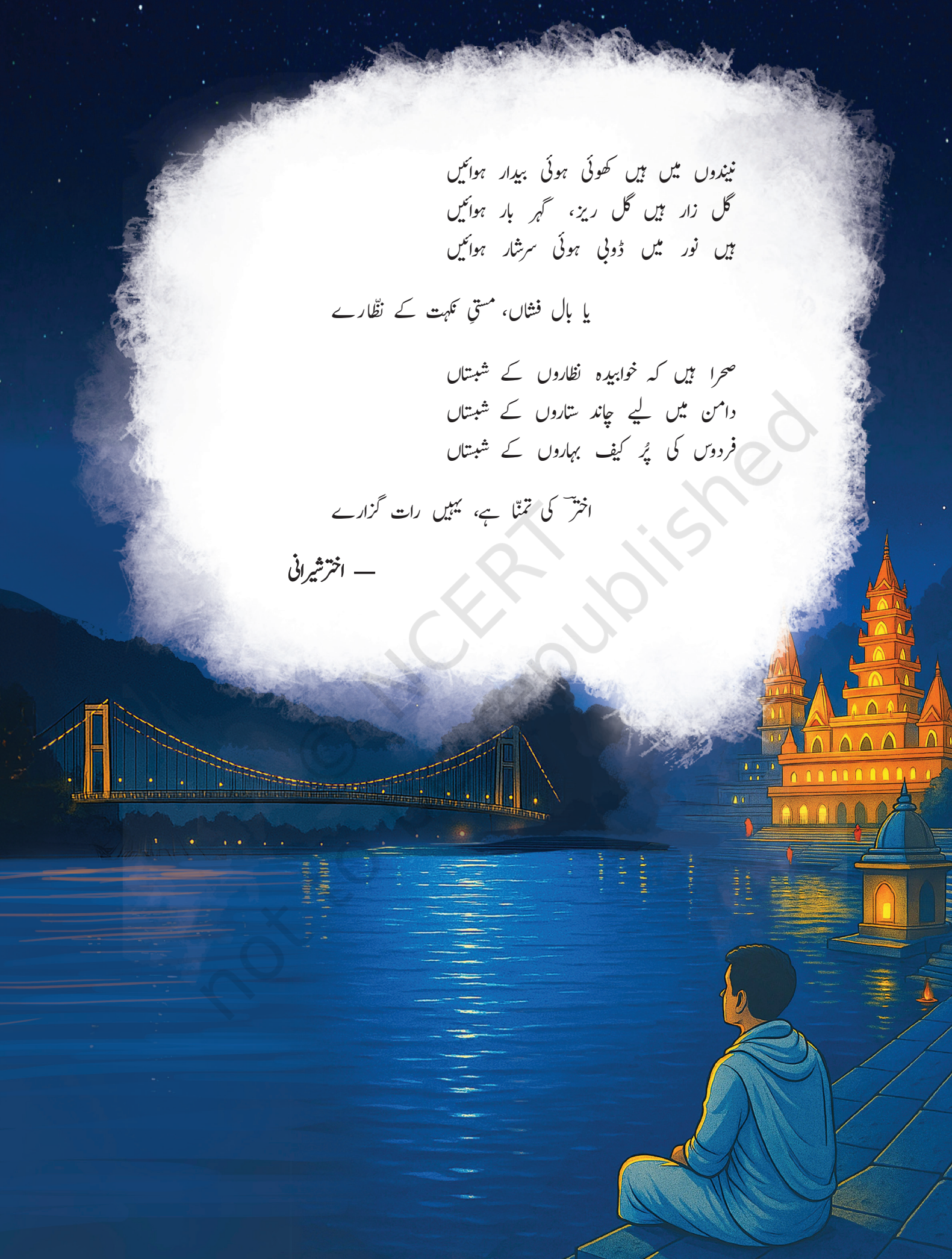
نیندوں میں ہیں کھوئی ہوئی بیدار ہوائیں
گل زار ہیں گل ریز، گھر بار ہوائیں
ہیں نور میں ڈوبی ہوئی سرشار ہوائیں

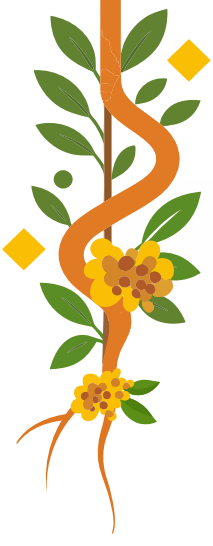
یا بال فشاں، مستی نکہت کے نظارے

صحرا ہیں کہ خوابیدہ نظاروں کے شبستاں
دامن میں لیے چاند ستاروں کے شبستاں
فردوس کی پُر کیف بہاروں کے شبستاں

اختر کی تمنا ہے، یہیں رات گزارے

— اختر شیرانی





لفظ و معنی



شاداب	:	ہر ابھرا
پُر خواب	:	نیند سے بوجھل، خواب آلود
موجِ طرب	:	خوشی کی لہر
نظارہ	:	منظر
گل ریز	:	پھول بکھیرنا
گہر باد	:	موتی برسانا
سرشار	:	مست
بال فشاں	:	بال پھیلائے ہوئے
نکھت	:	خوشبو
خوابیدہ	:	سویا ہوا
شبستاں	:	خواب گاہ، سونے کی جگہ
پُر کیف	:	مستی سے بھرا ہوا
صحرا	:	ریگستان

غور کیجیے



- دریا کے کنارے پر لطف مناظر ہوتے ہیں۔ ٹھنڈی ہوائیں، کھلا آسمان، رات کے وقت پانی میں جھللاتے تاروں کا عکس ایسے خوش نما مناظر ہیں جنہیں نظم میں بڑی خوب صورتی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔
- رات کے وقت چاندنی کھلی ہوئی ہے اور فضا پر سکون ہے جسے نظم میں پر خواب فضا سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یہی فضائے تاب دیکھنے والوں کے دل میں خوشی کی لہر پیدا کر رہی ہے۔





- دریائے گنگا کا شمار ہماری قدیم ترین ندیوں میں ہوتا ہے۔ اس کا ہندوستانی تہذیب سے بہت گہرا تعلق ہے۔ یہ ہماری وراثت اور تہذیب کی بہت بڑی علامت ہے۔ گنگا جمنی تہذیب رواداری کے ساتھ رہنے کا درس دیتی ہے۔
- انسانیت کی بقا کا انحصار پانی پر ہے۔ انسانوں، مویشیوں کے پینے کے لیے اور کھیتی باڑی کے لیے پانی کا سب سے بڑا ذریعہ ندیاں ہی ہیں۔ ابتدا میں دریاؤں کے کنارے ہی انسانوں نے بستیاں بسائیں۔ انھیں دریاؤں کے آس پاس انسانی تہذیب پھلی پھولی۔ یہی سبب ہے کہ ہمارے ملک میں دریاؤں کو مقدس مانا جاتا ہے اور مختلف موقعوں پر ان کے کنارے میلے بھی لگتے ہیں۔

سوچیے اور بتائیے



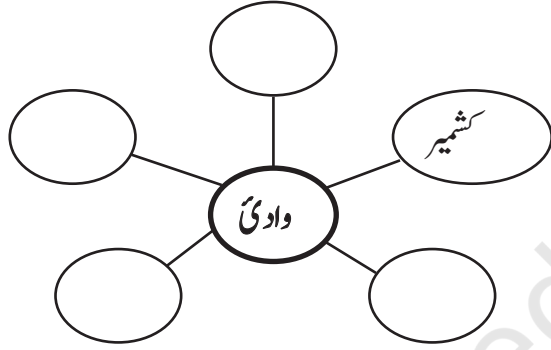
1. وادی گنگا کے شاداب نظارے ہمیں کس طرح کی نظر آتے ہیں؟
2. دریا کے کنارے واقع میدانی علاقوں کے نظارے دیکھ کر دل میں کیا تمنّا پیدا ہوتی ہے اور کیوں؟
3. 'بیدار ہوا' سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟
4. آپ گنگا کے نظارے کو کس طرح بیان کریں گے؟

◆ نظم کو دوبارہ پڑھیے اور خالی جگہوں میں صحیح لفظ بھریئے اور مصرعے مکمل کیجیے:

1. اے وادی گنگا ترے _____ نظارے (پرخواب / شاداب / بے تاب)
2. یہ چاندنی رات اور یہ _____ فضائیں (سروش / پر کیف / پر خواب)
3. گلزار ہیں گل ریز گہر بار _____ (فضائیں / ہوائیں / صدائیں)
4. دامن میں لیے _____ ستاروں کے شبستار (چاند / سورج / خوابیدہ)
5. اختر کی تمنّا ہے یہیں _____ گزارے (رات / شام / دن)



◆ نظم کا عنوان ہے 'وادی گنگا' یعنی گنگا کی وادی۔ آپ بھی 'وادی' لفظ کے ساتھ اضافت کا استعمال کرتے ہوئے نئے الفاظ بنائیے اور ان کے معنی معلوم کر کے لکھیے:



◆ دی گئی مثال کے مطابق درج ذیل الفاظ کے متضاد الفاظ لکھیے:

الفاظ	متضاد الفاظ
مثال: کنارہ	درمیان
i. نور	
ii. هجوم	
iii. امن	
iv. خواب	
v. شاداب	

◆ 'اُلٹی گنگا بہانا' محاورہ ہے جس کے معنی ہیں 'اُلٹی بات یا الٹا کام کرنا'۔ دریائے گنگا سے متعلق کئی اور محاورے بھی ہیں۔ اپنے ساتھیوں سے گفتگو کر کے کچھ اور محاورے تلاش کر کے لکھیے اور ان کے معنی بھی بتائیے:

- i. _____
- ii. _____



- _____ .iii
 _____ .iv
 _____ .v

پڑھیے، سمجھیے اور لکھیے



● نظم میں لفظ 'پُر کیف' استعمال ہوا ہے۔ یہ دو لفظوں سے مل کر بنا ہے۔ 'پُر' کے معنی بھر پور یا بھرا ہوا اور 'کیف' کے معنی ہیں مستی یا سرور۔ دو مختلف معنی والے الفاظ سے مل کر جو نیا لفظ بنتا ہے، اسے 'مرکب' لفظ کہتے ہیں۔ سبق سے پانچ مرکب الفاظ تلاش کر کے لکھیے:

- _____ .i
 _____ .ii
 _____ .iii
 _____ .vi
 _____ .v

● اس نظم میں قدرتی مناظر جیسے شاداب نظارے، بکھرے ہوئے پھول، مہکتے ہوئے دریا کے کنارے وغیرہ کا ذکر آیا ہے۔ اس میں 'شاداب'، 'بکھرے ہوئے' اور 'مہکتے ہوئے' الفاظ نظارے، پھول اور دریا کی خصوصیات کا بیان کرتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ وہ الفاظ جن سے کسی اسم کی خصوصیات کا علم ہوتا ہے انھیں 'صفت' کہتے ہیں۔ نظم کو دوبارہ پڑھیے اور نیچے دیے ہوئے اسم کے ساتھ صفت تلاش کر کے لکھیے:



- _____ .i فضائیں
 _____ .ii نظارے
 _____ .iii تارے
 _____ .iv ہوائیں
 _____ .v بہاریں



● نظم میں ’موجِ طرب‘ مرکب لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس میں زیرِ اضافت کا استعمال ہوا ہے۔ اضافت دو لفظوں کا آپس میں تعلق ظاہر کرتے ہیں جیسے موجِ طرب کا مطلب طرب کی موج یعنی خوشی کی لہر۔ ایسے پانچ مرکب الفاظ تلاش کر کے لکھیے جن میں زیرِ اضافت کا استعمال ہوا ہو:

- i. _____
- ii. _____
- iii. _____
- iv. _____
- v. _____



تلاش کیجیے



● جس طرح گنگا ندی روحانیت اور ثقافت کی علامت ہے اور ہندوستانی تہذیب میں اس کی بڑی اہمیت ہے۔ اسی طرح کسی دوسری ندی کے بارے میں معلوم کر کے لکھیے۔

● مختلف شاعروں نے دریائے گنگا کے حوالے سے کئی نظمیں لکھی ہیں۔ چند نظمیں تلاش کیجیے اور پڑھیے۔ قدیم شہر ندیوں کے کنارے ہی کیوں آباد ہیں اس پر غور کیجیے۔

● ہمارے ملک میں بہنے والی زیادہ تر ندیاں ہمالیہ سے نکلی ہیں جیسے گنگا، سندھ اور برہم پتر وغیرہ۔ گنگا کا منبع (نکٹے کی جگہ) گنگو تری ہے۔ ہمارے ملک کی بڑی ندیوں کے نام اور ان کے نکٹے کی جگہوں کے بارے میں معلوم کر کے لکھیے۔

نظم میں آئے ہوئے الفاظ تلاش کیجیے اور نیچے دی گئی جگہ پر لکھیے:

س	گ	ا	گ	ن	گ	گ
ت	ہ	د	ن	ا	چ	ہ
ا	ا	ہ	ب	خ	ے	ر
ر	ن	ے	ر	ا	ظ	ن
و	ن	ء	ا	ر	ح	ص
ن	و	س	و	د	ر	ف
ن	ر	گ	ت	ہ	ک	ن

1. _____
2. _____
3. _____
4. _____
5. _____
6. _____
7. _____
8. _____

تخلیقی اظہار



- آپ نے ناؤ میں بیٹھ کر کسی دریا کی سیر کی ہوگی۔ اپنے سفر کی روداد لکھیے اور اپنے ساتھیوں کو سنائیے۔
- اس نظم میں شاعر نے گنگا کے کنارے کا منظر پیش کیا ہے۔ آپ کو بھی ایسے کئی مناظر بہت پسند آئے ہوں گے جو آپ کی یادوں کا حصہ ہوں گے۔ ہو سکتا ہے کوئی منظر آپ کے لیے یادگار ہو مثلاً آسمان پر منڈلاتے بادل، اُڑتے پرندے یا قوس و قزح کا منظر۔ ایسے کسی پسندیدہ منظر کو بنیاد بنا کر ایک پیرا گراف لکھیے جو پڑھنے والوں کے لیے دل چسپ ہو۔



خیال

- اپنے گھر کے افراد یا علاقے کے لوگوں سے بات چیت کیجیے اور آپ کے آس پاس بہنے والی ندی کے بارے میں معلوم کر کے اپنی کاپی میں لکھیے۔ جیسے ندی کہاں سے نکلتی ہے؟ کہاں کہاں سے گزرتی ہے؟ ندی کے پانی کا استعمال کن کاموں میں ہوتا ہے اور اس کے تحفظ کی کیا تدابیر کی جا رہی ہیں؟

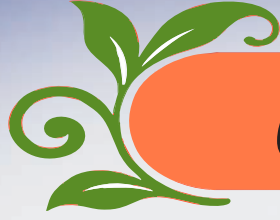


- ہندوستان میں ندیوں کا جال بچھا ہوا ہے۔ آپ کے علاقے سے بھی کوئی ندی بہتی ہوگی۔ ندی ہمارے لیے کس طرح مفید ہے اور اس سے کون کون سی چیزیں حاصل ہوتی ہیں، اس کی ایک رپورٹ تیار کیجیے۔
- ندیوں کو سب سے بڑا خطرہ آلودگی سے ہے۔ کل کارخانوں سے نکلنے والا فضلہ، گھروں کی گندگی، کھیتی میں ملائی جا رہی کیمیائی دوائیں اور کھادیں، زمین کا کٹاؤ اور بھی کئی ایسے عناصر ہیں جو ندی کے پانی کو آلودہ کر رہے ہیں۔ آلودگی کم کرنے اور گنگا کے تحفظ اور بحالی کے لیے حکومت کے ذریعے قومی مشن برائے صاف گنگا (NMCG) اور نامی گنگے پروگرام جاری کیا گیا ہے۔ دیے گئے لنک کے ذریعے اس بارے میں مزید معلومات حاصل کیجیے اور ایک مضمون لکھیے:

<https://nmcg.nic.in/NamamiGanga.aspx>

◆ اپنے استاد اور ساتھیوں کی مدد سے درج ذیل پہیلیوں کا حل تلاش کیجیے:

1. امرت ہے، جل کی دھارا
جاتے ہیں سب اس کے درشن کو
گرٹھ میں بھی ہے کنار
موہ لیتے ہیں نظارے اس کے من کو
2. وہ اک شے انمول بڑی ہے
خاص ہے رب کی نعمت بچو!
ساری دنیا پیچھے اس کے پڑی ہے
سنجھال کر اسے ہمیشہ رکھو
3. پہاڑ سے میں چلی گنگاتی
میدان میں آکر روپ نکھراتی
قدم قدم پر لہراتی بل کھاتی
سب ہی جگہ میں پائی جاتی



آدھی رات کا وقت تھا۔ ساری دنیا سناٹے میں ڈوبی ہوئی تھی۔ اچانک کسی کے رونے کی آواز آئی۔
راجہ رائے دیسل رعایا کے دکھ سکھ سے باخبر رہنے کے لیے رات کے سناٹے میں بھیس بدل کر گھوم رہے تھے۔
جہاں سے آواز آرہی تھی اُن کے قدم اسی جانب اٹھنے لگے۔ وہ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سنسان چوراہے پر ایک شخص بیٹھا سر پکڑ
کر رو رہا ہے۔

”کیا بات ہے؟ روتے کیوں ہو؟“ رائے دیسل نے پوچھا۔
”کیا بتاؤں؟ اس دنیا میں دین ایمان نام کی کوئی چیز رہی ہی نہیں۔ کس سے کہوں؟ کس کو بتاؤں؟“ اس شخص
نے کہا۔

”تم رائے دیسل کے پاس کیوں نہیں جاتے؟“ رائے دیسل نے کہا۔
”کیسے جاؤں؟ پہرے دار مجھے باہر ہی سے ڈھکیل نہ دیں گے۔“



”نہیں ڈھکیلیں گے؟ لو یہ انگوٹھی! کل رائے دیسل کے سامنے جا کر دہائی دینا۔“ رائے دیسل نے یہ کہتے ہوئے اسے اپنی انگوٹھی پکڑادی۔

اگلے روز وہ شخص پہرے داروں کو انگوٹھی دکھا کر رائے دیسل کے دربار میں جا پہنچا اور یوں فریاد کرنے لگا۔
”باپو! میں ایک کسان ہوں۔ میں نے نگرسیٹھ سے ایک ہزار کوڑیاں اُدھار لی تھیں۔ سود سمیت میں ساری کوڑیاں لوٹا چکا ہوں لیکن نگرسیٹھ کہتے ہیں کہ میں جوں کا توں قرض دار ہوں۔ سود سمیت سو ہزار کوڑیاں میں پھر کہاں سے لاؤں؟“
”میرے پاس تو کافی کوڑی بھی نہیں ہے۔“

”کیا کوئی ثبوت یا گواہ ہے تمہارے پاس کہ تم اپنا قرض ادا کر چکے ہو؟“ رائے دیسل نے سوال کیا۔
”مہاراج! میں نے نگرسیٹھ کو رقعہ لکھ کر دیا تھا۔ اور اس رقعے پر دستور کے مطابق سورج کی گواہی لکھ دی تھی۔ رقم لوٹتے وقت میں نے اس کا مضمون خود اپنے ہاتھ سے کاٹ دیا تھا!“ اس شخص نے جواب دیا۔
”پھر نگرسیٹھ تم سے دوبارہ کیوں مانگ رہا ہے؟“ رائے دیسل نے پوچھا۔
”باپو! نگرسیٹھ نے کوئی چالاکی کی ہے۔ کیسے کی ہے؟ میں نہیں جانتا۔“ اس شخص نے کہا۔
رائے دیسل سوچ میں پڑ گئے۔ انھوں نے کسان کو اگلے روز آنے کو کہا۔



کسان چلا گیا۔ رائے دیسل نے نگر سیٹھ کے نام پیغام بھجوادیا کہ کل تم کو دربار میں حاضر ہونا ہے۔ دوسرے دن نگر سیٹھ اور کسان دونوں رائے دیسل کے سامنے کھڑے تھے۔ رائے دیسل نے آنکھیں دکھاتے ہوئے نگر سیٹھ سے کہا۔ ”کیا چال چلی ہے تم نے؟ ایسی سزا دوں گا کہ ساری زندگی یاد رکھو گے؟“

نگر سیٹھ نے ہاتھ جوڑ کر جواب دیا۔ ”گستاخی معاف حضور“ جھوٹا میں نہیں، یہ کسان ہے۔ میں نے اسے قرض کے طور پر ہزار کوڑیاں دی تھیں، اس نے نہ تو اب تک اصل رقم لوٹائی اور نہ ہی سود۔ اب یہ رور و کر اپنے بے قصور ہونے کا نالک کر رہا ہے اور آپ کی ہمدردی چاہتا ہے۔“

”جس مضمون کو کسان نے کاٹ دیا تھا کیا تم وہ رقعہ مجھے دکھا سکتے ہو؟“ رائے دیسل نے پوچھا۔

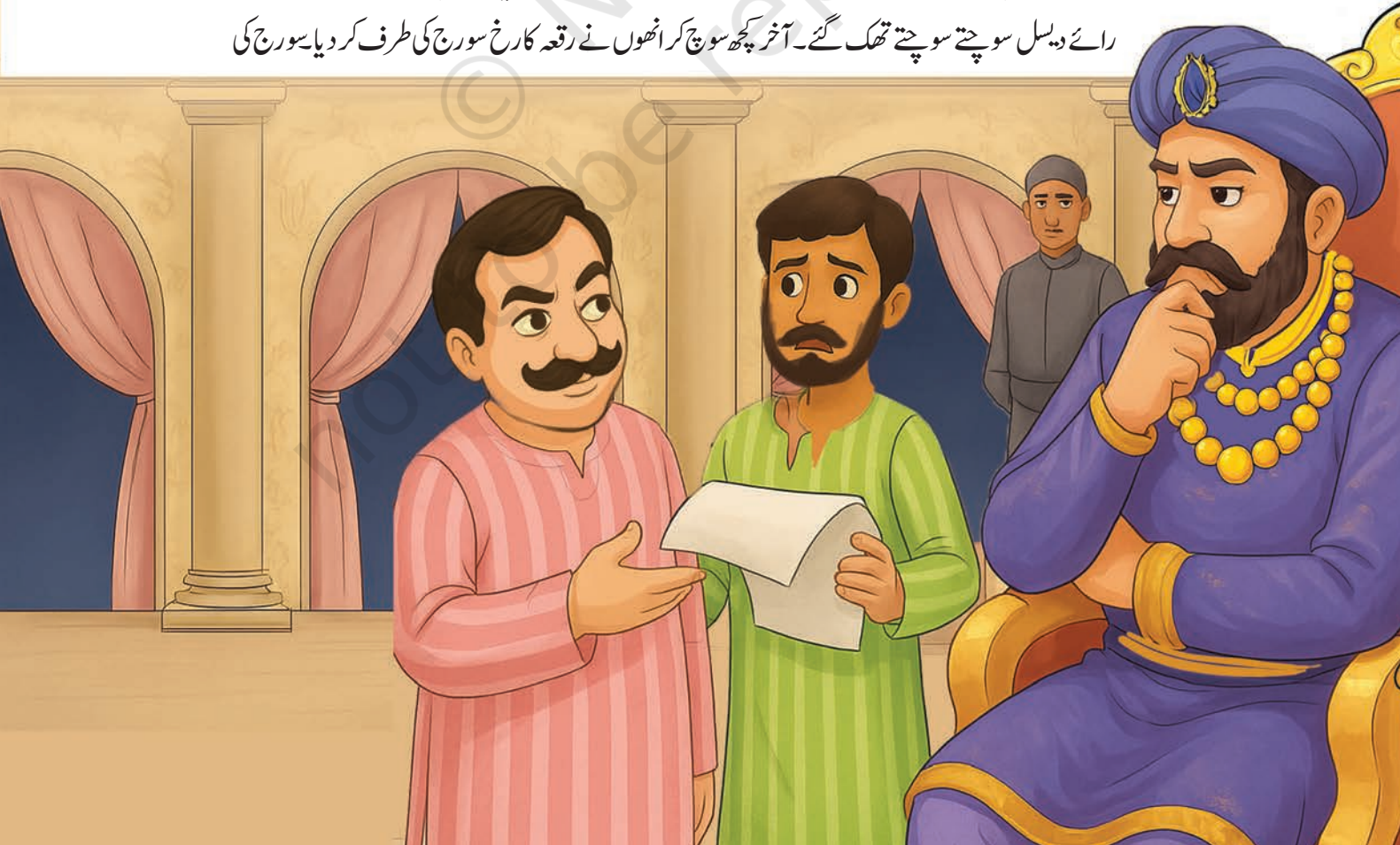
”آقا! میرے پاس ایسا کوئی رقعہ نہیں جس کا مضمون کسان نے کاٹا ہو۔ البتہ وہ رقعہ ضرور میرے پاس ہے جس کا مضمون کٹا ہوا نہیں ہے!“ یہ کہتے ہی نگر سیٹھ نے رقعہ نکال کر بھرے دربار میں رائے دیسل کے سامنے رکھ دیا۔

مضمون کے کاٹے جانے کا واقعی کوئی نشان نہ تھا۔ لیکن رائے دیسل کو نہ جانے کیوں یہ یقین ہو گیا تھا کہ کسان سچا ہے۔

اگلے دن بھی رائے دیسل کو کوئی تدبیر نہ سوجھی۔

آخر رائے دیسل نے سوچنا شروع کیا۔ ”کسان نے رقعے پہ سورج کی گواہی کا ذکر کیوں کیا ہے؟ کسی جیتے جاگتے شخص کی گواہی رکھی جاتی تو وہ شخص دربار میں آکر اس کی مدد کرتا! سورج کو دربار میں کیسے بلایا جائے۔“

رائے دیسل سوچتے سوچتے تھک گئے۔ آخر کچھ سوچ کر انھوں نے رقعہ کا رخ سورج کی طرف کر دیا۔ سورج کی



شعاعوں کو انھوں نے رقعے کے آر پار دیکھنے کی کوشش کی، شعاعیں بھلا رقعے کے آر پار کیسے نکلیں! لیکن اس وقت سورج نے گواہی دے دی۔ کیسی تھی یہ گواہی!

رائے دیسل لمبے قدم بھرتے ہوئے دربار میں پہنچے۔ حاضرین دربار اٹھ کر آداب بجالائے۔

رائے دیسل نے نگر سیٹھ سے پوچھا۔ ”رقعے پر سورج کی گواہی کیوں لکھا ہے؟“

”مہاراج آپ جانتے ہیں ایسا لکھنا محض ایک دستور ہے۔ اس کا کوئی خاص مطلب نہیں ہوتا۔“ نگر سیٹھ نے

جواب دیا۔

”لیکن نگر سیٹھ! اس بار سورج نے سچ مچ گواہی دے دی ہے۔ میں تم کو پانچ سال کی قید بامشقت کی سزا دیتا ہوں۔

تم نے ایک بھولے بھالے کسان کے خون پسینے کی کماٹی ہڑپ کرنی چاہی ہے۔“ رائے دیسل نے آن واحد میں اپنا فیصلہ

سناتے ہوئے کڑک کر کہا۔ ”ادھر آؤ! رقعہ ہاتھ میں لو، اسے سورج کی طرف کرو، رقعے کے آر پار سورج کو دیکھو۔ بتاؤ کیا

نظر آ رہا ہے؟“

رائے دیسل کی زبان سے یہ الفاظ سنتے ہی نگر سیٹھ کا رنگ اڑ گیا۔

سورج نے صاف صاف گواہی دے دی۔ کسان نے مضمون اپنے ہاتھ سے کاٹ تو دیا تھا لیکن وہ لکیریں نظر نہیں

آتی تھیں۔ نظر بھی آتیں جب رقعہ سورج کی طرف اٹھایا جاتا۔



رائے دیسل کا اشارہ ہوتے ہی نگر سیٹھ کو گرفتار کر لیا گیا۔ رائے دیسل نے کہا۔ ”اگر تم یہ بتاؤ کہ کٹے ہوئے مضمون کی لکیریں تم نے کیسے غائب کیں تو میں تمہاری سزا کم کر سکتا ہوں۔“

مہاراج! ”میں نے کیا طریقہ اپنایا تھا، میں سب بتائے دیتا ہوں لیکن میں نے ایک غریب اور بھولے بھالے کسان کو دھوکہ دیا ہے۔ اس لیے میری سزا میں کوئی کمی نہ کی جائے۔“ نگر سیٹھ نے اقبال جرم کرتے ہوئے کہا۔

”بتاؤ! کیا تھا وہ طریقہ؟“ رائے دیسل نے پوچھا۔

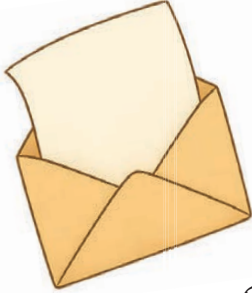
نگر سیٹھ نے بیان کرنا شروع کیا۔

”مہاراج! جب یہ کسان رقعے کا مضمون کاٹنے آیا تو میں نے روشنائی میں ملانے کے لیے باریک شکر پیس کر تیار کر لی تھی۔ میں نے کسان سے آنکھ بچا کر اس گیلی سیاہی میں پسی ہوئی شکر ڈال دی۔ چیونٹیوں نے ساری شکر کھالی تھی۔ شکر گیلی سیاہی کو چوس چکی تھی۔ جب شکر چیونٹیوں نے کھائی تو اس کے ساتھ ساتھ سیاہی بھی کھالی۔ اس سے مضمون پر ڈالی گئی لکیریں اڑ گئیں۔ لیکن میں نے سوچا بھی نہ تھا کہ چیونٹیوں نے رقعے کا کاغذ بھی اس طرح چاٹ ڈالا ہو گا کہ سارے مضمون پر دھاریاں پڑ گئی ہوں گی۔ یہ دھاریاں مجھے بھی نظر نہیں آئیں کیوں کہ میں نے رقعے کو سورج کی کرنوں کے سامنے رکھ کر نہیں دیکھا تھا۔“

نگر سیٹھ کو سزا بھگتنے کے لیے بھیج دیا گیا۔ سب نے رائے دیسل کی انصاف پروری کی بڑی تعریف کی۔ رائے دیسل نے کہا ”انصاف میں نے نہیں، سورج نے کیا ہے۔“

— لوک کہانی





رعایا	:	محکوم، عوام
تدبیر	:	ترکیب
آن واحد	:	لمحہ بھر میں
انصاف پروری	:	انصاف پسندی
قید بامشقت	:	ایسی سزا جس میں قید کے ساتھ سخت محنت بھی کرنی پڑے
اقبال جرم	:	جرم قبول کرنا
رقعہ	:	خط، چٹھی

غور کیجیے



- ملک، قوم اور معاشرہ کی ترقی اور فلاح کے لیے امن اور انصاف کا ہونا بہت ضروری ہے۔ اس کہانی میں سورج کی گواہی کسان کو انصاف دلانے میں معاون ثابت ہوئی ہے۔
- عدالتی نظام کا بنیادی مقصد ہر شہری کو انصاف فراہم کرنا ہے۔ ہندوستان میں الگ الگ سطحوں پر مختلف قسم کی عدالتیں ہیں۔ عدالت عظمیٰ یعنی سپریم کورٹ ملک کی سب سے بڑی عدالت ہے۔ ہر ریاست میں عدالت عالیہ یعنی ہائی کورٹ ہے۔ ان عدالتوں کے تحت عدالتیں اور ان کے تحت بھی عدالتیں ہیں جنہیں نچلی عدالت کہتے ہیں۔
- کہانی میں 'کوڑی' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ پرانے زمانے میں لین دین کے لیے کرنسی کی شکل میں کوڑی، آنا، ٹکا اور دھیلا وغیرہ استعمال ہوتا تھا۔ 'پھوٹی کوڑی' ایک ٹوٹی ہوئی کوڑی ہوتی تھی جس کی قیمت بہت معمولی ہوتی تھی۔ کافی کوڑی میں سو راختا تھا جو پھوٹی کوڑی کے مقابلے میں بہت کم قیمت کی ہوتی تھی۔
- قدیم زمانے میں کرنسی کا کوئی تصور نہیں تھا۔ لوگ اپنی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے چیزوں کے بدلے چیزوں کا لین دین کرتے تھے۔ مثال کے طور پر ایک کسان گندم اگاتا اور اگر اسے کپڑوں کی ضرورت ہوتی تو وہ درزی کو گندم دے کر کپڑے حاصل کر لیتا تھا۔ اسے تبادلہ اشیا (Barter Trading) کا نظام کہا جاتا ہے۔

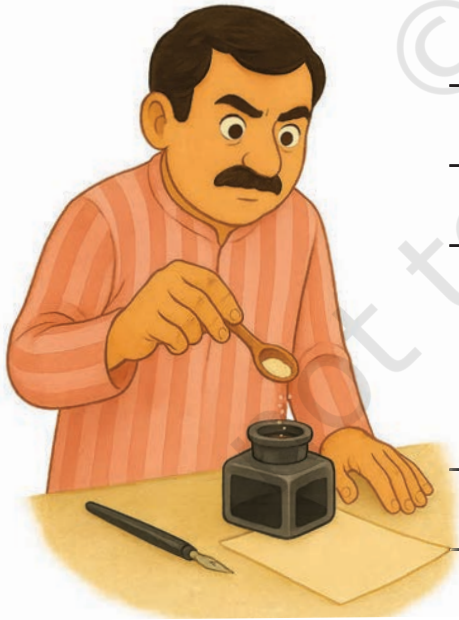
● موجودہ زمانے میں لین دین کے لیے کرنسی کے طور پر روپے، پیسے کا استعمال عام ہے ساتھ ہی ڈیجیٹل طریقے سے بھی لین دین کی مختلف سہولتیں دستیاب ہیں جیسے RTGS، NEFT، IMPS وغیرہ۔

سوچیے اور بتائیے



1. کیا کسان اپنے قرض کی ادائیگی ثابت کرنے کا کوئی اور طریقہ استعمال کر سکتا تھا؟
2. نگرسیٹھ نے رقعے کی لکیریں غائب کرنے کے لیے روشنائی میں شکر کیوں ملائی؟ یہ عمل کس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے؟
3. کسان نے دعویٰ کیا کہ اس نے اپنا قرض ادا کر دیا ہے، جب کہ نگرسیٹھ نے دوبارہ رقم کا مطالبہ کیا۔ اس تضاد کو سلجھانے کے لیے رائے دیسل نے کیا حکمت عملی اختیار کی؟
4. سکوں اور روپیوں کی بہ نسبت غیر کاغذی کرنسی (Paperless Currency) استعمال کرنے کے کیا فائدے ہیں؟
5. موجودہ دور میں خریداری کے رائج طریقوں میں سے آپ کو کون سا طریقہ پسند ہے؟ وجہ بھی بتائیے۔

کس نے کہا؟ کس سے کہا؟ کیوں کہا؟



1. کیا بات ہے روتے کیوں ہو؟

• کس نے کہا

• کس سے کہا

• کیوں کہا

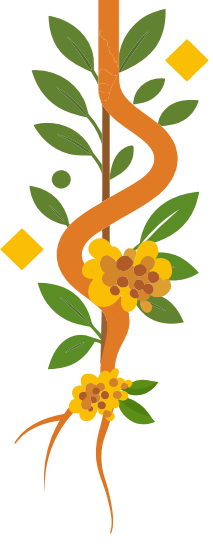
2. نگرسیٹھ نے کوئی چالاکی کی ہے، کیسے کی ہے، میں نہیں جانتا۔

• کس نے کہا

• کس سے کہا

• کیوں کہا





3. آقا! میرے پاس ایسا کوئی رقعہ نہیں جس کا مضمون کسان نے کاٹا ہو۔

• کس نے کہا

• کس سے کہا

• کیوں کہا



4. لیکن نگر سیٹھ اس بار سورج نے سچ مچ گواہی دے دی ہے۔

• کس نے کہا

• کس سے کہا

• کیوں کہا

5. انصاف میں نے نہیں، سورج نے کیا ہے۔

• کس نے کہا

• کس سے کہا

• کیوں کہا

◆ ذیل میں دیے گئے الفاظ کے مترادف لکھ کر انھیں جملوں میں استعمال کیجیے۔

جملوں میں استعمال

لفظ مترادف

1. عدل

2. سکونت

3. رقعہ

4. مشقت



متن پر گفتگو

اپنے ساتھیوں کے ساتھ بات چیت کیجیے اور ان جملوں کے اصل مفہوم تک پہنچنے کی کوشش کیجیے:



- i. ”اس دنیا میں دین ایمان نام کی کوئی چیز رہی ہی نہیں۔“
- ii. ”سود سمیت ساری کوڑیاں لوٹا چکا ہوں۔“
- iii. ”حاضرین دربار اٹھ کر آداب بجالائے۔“
- iv. ”رفقے پر دستور کے مطابق سورج کی گواہی لکھ دی تھی۔“

درج ذیل سابقے اور لاحقے کی مدد سے نئے الفاظ بنائیے۔

دار	عزت	با
مند	عقل	کم
مند	غیرت	بے
دراز	عمر	ہم
دار	شمر	بے

- i. _____
- ii. _____
- iii. _____
- iv. _____
- v. _____



◆ آپس میں گفتگو

- کیا اپنی بات صحیح ثابت کرنے کے لیے آپ کو کبھی کسی مدد کی ضرورت پیش آئی ہے؟ اُس وقت آپ نے کیا محسوس کیا تھا؟ اپنا تجربہ ہم جماعت ساتھیوں کو بتائیے اور یہ بھی بتائیے کہ آپ نے اس تجربے سے کیا سبق حاصل کیا؟
- کسان کی طرح اگر آپ کے ساتھ اسی طرح کا واقعہ پیش آئے تو آپ کس طرح اس مشکل کا حل تلاش کریں گے؟ اپنے ہم جماعت ساتھیوں کے ساتھ گفتگو کیجیے۔



پڑھیے، سمجھیے اور لکھیے

اس جملے کو پڑھیے:

”میرے پاس تو پھوٹی کوڑی بھی نہیں ہے“

اس جملے میں ایک محاورہ ’پھوٹی کوڑی نہ ہونا‘ آیا ہے۔ اسی طرح ایک اور محاورہ استعمال کیا جاتا ہے کہ ’میرے پاس کانی کوڑی بھی نہیں ہے۔‘ یعنی کچھ بھی پیسے نہیں ہیں۔ اپنے ساتھیوں کی مدد سے درج ذیل محاوروں اور کہاوتوں کے معنی و مفہوم کا درست جوڑ ملائیے:

ب

الف

- | | |
|---|--------------------------------|
| i. لمحہ در لمحہ کیفیت کا تبدیل ہونا | 1. کوڑی کوڑی کا محتاج ہونا |
| ii. کمائی سے زیادہ خرچ کرنا | 2. چھڑی جائے دمڑی نہ جائے |
| iii. بہت زیادہ غربت اور پریشانی کی حالت کا سامنا کرنا | 3. دو کوڑی کا ہونا |
| iv. پیسے کو صحت پر ترجیح دینا | 4. کوڑیوں کے مول ہونا |
| v. کسی حیثیت کے حامل نہ ہونا | 5. آمدنی اٹھنی خرچہ روپیہ |
| vi. بہت کم قیمت ہونا | 6. گھڑی میں ماشا گھڑی میں تولا |



◆ نیچے دیے گئے جملوں میں درست متضاد الفاظ کا استعمال کرتے ہوئے خالی جگہوں کو پُر کیجیے۔ جملے کی دونوں خالی جگہوں میں ایک ہی لفظ کے متضاد استعمال کیے جائیں گے:

- i. جو لوگ محنت کرتے ہیں وہ _____ ہوتے ہیں لیکن جو محنت نہیں کرتے وہ _____ ہوتے ہیں۔
- ii. جہاں _____ ہو وہاں سکون ہوتا ہے اور جہاں _____ ہو وہاں بے چینی ہوتی ہے۔
- iii. بعض اوقات انسان _____ حاصل کرتا ہے اور کبھی اسے _____ کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔
- iv. سردیوں میں موسم _____ ہوتا ہے، جبکہ گرمیوں میں _____ ہوتا ہے۔
- v. سب کے ساتھ _____ سے پیش آنا چاہیے _____ سے نہیں۔



- سورج کی روشنی شمسی توانائی حاصل کرنے کے بارے میں معلومات جمع کیجیے اور ایک مضمون لکھیے۔
- لائبریری سے 'انصاف' کے موضوع پر کہانیاں تلاش کیجیے اور انھیں پڑھیے۔



- سورج کی گواہی سے کسان کو انصاف مل گیا تھا۔ اگر سورج نے گواہی نہ دی ہوتی تو کہانی کا اختتام کیا ہوتا؟ تفصیل سے لکھیے۔
- جب موبائل اور ٹیلی فون کا استعمال عام نہیں تھا تب ایک دوسرے کی خیریت کے لیے خط، رقعہ یا چٹھی لکھنے کا رواج تھا۔ آپ گھر کے کسی فرد کے نام لکھے خط کو اس کی اجازت لے کر پڑھیے۔ خط لکھنے اور بھیجنے کا طریقہ کیا تھا۔ اسی طرز پر اپنے دوست کے نام ایک خط لکھیے جس میں امتحان میں کامیاب ہونے کی خبر دی گئی ہو۔
- سورج ایک روشن ستارہ اور روشنی کا مرکز ہے۔ سورج کی روشنی کے بغیر زمین پر زندگی کا تصور محال ہے اگر سورج چند روز نظر نہ آئے تب کیا صورت ہوگی؟ دوستوں کے ساتھ گفتگو کیجیے اور اپنے خیالات لکھیے۔



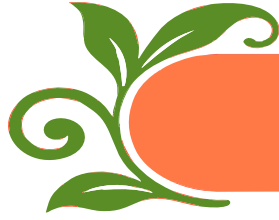
● سچائی، ایمانداری اور انصاف کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے ایک مختصر مضمون لکھیے۔

● آج کل پیسوں کے لین دین میں سائبر جرائم جیسے مسائل ہمارے سامنے آرہے ہیں۔ ان خطرات سے بچنے کے لیے آپ کیا تدابیر اختیار کریں گے؟

● اپنے ہم جماعت ساتھیوں کے ساتھ مل کر اس کہانی کو ڈرامے کی صورت میں جماعت میں پیش کیجیے۔ کہانی کے کرداروں کے جذبات و احساسات کو ظاہر کیجیے، تاکہ پوری کہانی کے مناظر واضح طور پر سامنے آسکیں۔ ہر کردار کے مطابق مکالمے اور حرکات و سکنات کا انتخاب کر کے اسے دل چسپ انداز میں پیش کیجیے۔

یہ بھی جانے	
3 پھوٹی کوڑی	- 1 کوڑی
10 کوڑی	- 1 دمڑی
2 دمڑی	- 1 دھیلا
1 دھیلا	- 1.5 پائی
2 دھیلا	- 1 پیسہ
3 پیسہ	- 1 ٹکا
2 ٹکا	- 1 آنہ
2 آنے	- 1 دوائی
4 آنے	- چونی
8 آنہ	- اٹھنی
3 پائی	- 1 پیسہ
4 پیسہ	- 1 آنہ
16 آنے	- 1 روپیہ





نمک کی کہانی

3



4871 CH03

نمک ہماری زندگی کے لیے قدرت کا ایک انمول تحفہ ہے۔ اس کا استعمال اکثر ضروری اور تاثیر لامحدود ہے۔ نمک ہماری غذا کا اہم جز ہے۔ ہمارے جسم میں بھی کئی قسم کے نمک (Salt) اور معدنیات (Minerals) پائے جاتے ہیں جن کی کمی یا زیادتی صحت کے لیے نقصان دہ ہو سکتی ہے۔ آنکھ سے گرنے والے آنسو، لعاب دہن، رگوں میں دوڑتے ہوئے خون، جسم کے پسینے اور مختلف رطوبتوں میں نمک ہوتا ہے۔ غرض کہ نمک نہ صرف غذا کے ذائقے بلکہ جسمانی اور ذہنی صحت کے لیے بھی ضروری ہے۔ ہماری زبان، کردار، چہرے، جذباتی رشتوں اور وفاداریوں میں بھی نمک بطور استعارہ استعمال ہوا ہے۔

نمک ایک ایسی چیز ہے جو مٹی، سمندر، پہاڑ، بعض پیڑ پودوں اور دھاتوں

وغیرہ میں بھی پایا جاتا ہے۔ اس کا کیمیائی نام سوڈیم کلورائیڈ (Sodium Chloride) ہے۔

یہ خالص شکل میں بھی ملتا ہے اور مختلف چیزوں سے کشید بھی کیا جاتا ہے۔ اس کی کچھ خاص قسمیں ہیں جیسے سیندھا

نمک، سانبھر نمک، سمندری نمک، کالا نمک، نوشادر اور سہاگا وغیرہ۔ سیندھا

نمک، امرت سری نمک بھی کہلاتا ہے جو پہاڑوں سے نکالا جاتا

ہے۔ سانبھر اور سمندری نمک کا استعمال سب سے زیادہ ہوتا

ہے۔ 'سانبھر نمک' جھیل سے حاصل کیا جاتا ہے۔ یہ جھیل

راجستھان صوبے کی راجدھانی جے پور کے مغرب میں

سانبھر نامی مقام پر واقع ہے۔ یہ ہندوستان کی سب سے بڑی

نمک کی جھیل ہے۔ اس کا رقبہ 90 مربع میل ہے۔ اس میں

آس پاس کی کئی ندیاں آکر گرتی ہیں جس کے سبب ان کا پانی





بھی نمکین ہو جاتا ہے۔ یہاں سے ملک میں نمک کی پیداوار کا تقریباً نو فیصد حصہ ہی حاصل ہوتا ہے۔ گرمی کے موسم میں یہ جھیل خشک ہو جاتی ہے۔ اسی زمانے میں یہاں سے نمک اکٹھا کر کے فیکٹریوں میں صفائی کے لیے بھیجا جاتا ہے۔

اس جھیل کی کہانی بھی دل چسپ ہے۔ کہتے ہیں کہ آج جہاں تھار کا ریگستان واقع ہے، وہاں ہزاروں سال پہلے ٹیٹھیس نامی اُتھلا سمندر تھا۔ ماحولیاتی تبدیلیوں کے زیر اثر سمندر خشک ہو گیا

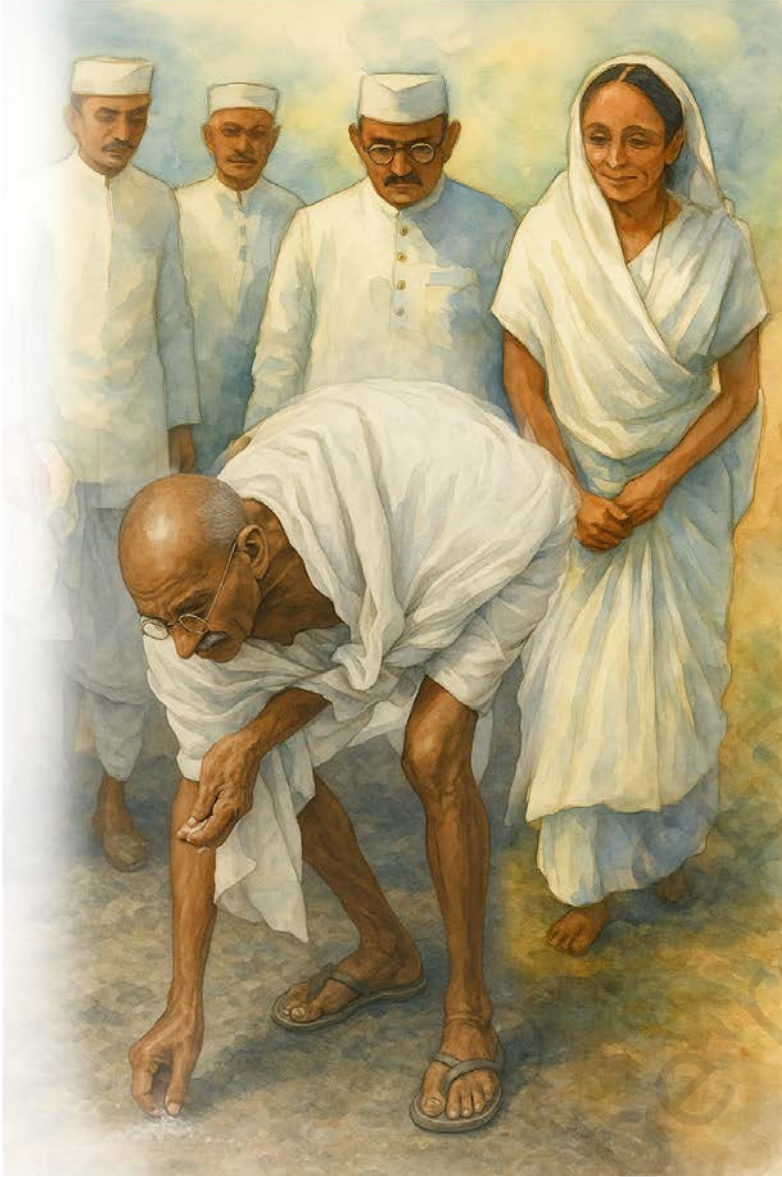
لیکن اس کا نمک ریت میں گھل مل گیا۔ اسی لیے اس علاقے کی جھیل میں نمک کی مقدار اتنی زیادہ ہے کہ جب پانی سوکھ کر جم جاتا ہے تو نمک بن جاتا ہے۔ یہ غذائی نمک کی پیداوار کا بڑا وسیلہ ہے۔

سمندر کا پانی عام طور پر نمک کی پیداوار کا سب سے بڑا عالمی مخزن ہے۔ پانی بے حد کھار ا ہونے کے باعث پینے یا زراعت کے کام کا نہیں ہوتا البتہ یہ بڑی مقدار میں نمک بنانے کے کام آتا ہے۔

سمندری پانی سے نمک بنانے کا معاملہ تو ہمارے ملک کی تحریک 'ستیا گرہ' سے بھی جڑا ہوا ہے۔ نمک پر انگریزی حکومت کے کنٹرول کے خلاف ہمارے ملک میں بہت بڑی تحریک چلائی گئی تھی جسے 'نمک ستیا گرہ' کہا جاتا ہے۔ انگریزوں نے ہندوستانی عوام سے زیادہ سے زیادہ ٹیکس وصول کرنے کی خاطر نمک کا قانون بنایا اور ملک میں نمک بنانے اور بیچنے پر ٹیکس لگا دیا۔

مہاتما گاندھی اور دیگر قومی رہنماؤں کا کہنا تھا کہ نمک پر ٹیکس لگانا ایک غیر اخلاقی اور مذموم عمل ہے کیوں کہ نمک تو ہمارے کھانے کا بہت اہم جز ہے۔ انھوں نے انگریزوں کے ذریعہ نافذ کیے گئے نمک کے قانون کو ماننے سے انکار کر دیا اور 12 مارچ 1930 کو سابرمتی آشرم سے اس کے خلاف اپنی تحریک کا آغاز کر دیا۔

گاندھی جی اور ان کے پیروکاروں نے سابرمتی سے ساحلی شہر ڈانڈی تک 240 میل سے زیادہ کا مارچ کیا جہاں انھوں نے ساحل سمندر پر پائے جانے والے قدرتی نمک کو جمع کر کے اور سمندر کے پانی کو ابال کر نمک بنا کر حکومت کا قانون توڑا۔ اس ستیا گرہ میں کسانوں، قبائلیوں اور عورتوں نے بڑی تعداد میں حصہ لیا۔



یہ تحریک تیزی سے پھیلی جس نے ملک کی آزادی کی جدوجہد کو ایک نئی راہ دکھائی۔ اس کا مقصد برطانوی حکومت کے ذریعے لگائے گئے نمک پر ٹیکس کی مخالفت کرنا ہی نہیں بلکہ اہل وطن کو ان کے حقوق کا احساس دلا کر بیدار کرنا اور قومی اتحاد کو فروغ دینا بھی تھا۔ اسی تحریک کے پس منظر میں ملک میں 'سول نافرمانی کی تحریک' بھی شروع ہوئی۔ نمک کی اس تحریک نے جدوجہد آزادی کے مشن کو بڑی تقویت بخشی۔

نمک صرف ہماری غذاؤں کو مزے دار ہی نہیں بناتا، ہماری جسمانی ضروریات کی تکمیل اور صحت کا بھی ضامن ہے۔

انسانی جسم میں نمک کی مقدار ایک توازن کے ساتھ موجود ہے۔ یہ توازن بگڑ جائے تو بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ مناسب مقدار میں نمک ہاضمہ کو درست رکھنے، خون کے دباؤ کو نارمل رکھنے اور ہماری نسوں اور پٹھوں کو فعال رکھنے میں مدد کرتا ہے۔ یہ جسم

میں موجود رقیق مادوں کو متوازن رکھتا ہے۔ دوسری طرف اگر ان Minerals کی مقدار بڑھ جاتی ہے تو کئی موذی امراض لاحق ہو جاتے ہیں مثلاً خون کا دباؤ بڑھنا، دل کے دورے پڑنا، رگوں پٹھوں کا درد، اعصابی نظام متاثر ہونے کی وجہ سے یادداشت کی کمزوری، گردوں کا فعل متاثر ہونا اور جسم میں رقیق مادوں (Fluids) کا کم ہو جانا۔ نمک کی مقدار بڑھ جانے سے آج موٹاپا اور امراض قلب میں اضافہ ہو رہا ہے۔ عالمی صحت کے ادارے WHO کے ماہرین کے مطابق ایک دن میں 2300 ملی گرام یعنی ایک چائے کا چمچ نمک ہی استعمال کرنا چاہیے۔ ضرورت سے زیادہ استعمال جان لیوا بھی ہو سکتا ہے۔ خاص بات یہ بھی ہے کہ کھانے میں گھلا ہوا نمک پھلوں پر چھڑکے ہوئے نمک کے مقابلہ میں کم نقصان دہ ہوتا ہے۔ ہمیں خالص نمک کی جگہ آئیوڈین نمک ہی استعمال کرنا چاہیے۔



آیوڈین ایک ضروری مائیکرو نیوٹریٹ ہے۔ انسانی جسم کے نشوونما کے لیے روزانہ اوسطاً سو سے ایک سو پچاس مائیکروگرام آیوڈین کی ضرورت ہوتی ہے۔ خوراک میں غذایت سے متعلق آیوڈین کی کمی کی وجہ سے پیدا ہونے والے عوارض یا خرابی میں جسمانی معدوری اور دماغی کمزوری شامل ہیں۔ ان ہی عوارض سے حفاظت کے لیے اگست 1992 میں 'نیشنل گوٹر کنٹرول پروگرام' کا نام تبدیل کر کے 'نیشنل آیوڈین ڈیفیشینسی ڈس آرڈرز کنٹرول پروگرام' رکھا گیا۔ آیوڈین کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے فوڈ سیفٹی اینڈ اسٹینڈرڈز نے 2011 میں غیر آیوڈائزڈ نمک کے فروخت پر پابندی لگادی۔ اس ریگولیشن کے مطابق کوئی بھی شخص عام نمک کو براہ راست انسانی استعمال کے لیے فروخت یا پیش نہیں کرے گا۔

نمک صرف غذا میں ہی نہیں بلکہ مختلف صنعتوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ دوا سازی، غذا اور چمڑے کے تحفظ اور سڑکوں پر برف پگھلانے کے لیے بھی اس کا استعمال کیا جاتا ہے۔ قدیم زمانے میں جب Deep Freezers نہیں ہوتے تھے تو آئس کریم جمانے کی مشینوں میں برف کے ساتھ ثابت نمک ڈال کر آئس کریم جمانی جاتی تھی۔ کپڑا رنگنے کی صنعت میں بھی نمک کا استعمال ہوتا ہے۔ نمک کی ایک قسم سہاگا ہے جو سونے چاندی کو پگھلا کر صاف کرنے میں استعمال ہوتا ہے۔

نمک کے ان تمام تاریخی، طبی، کیمیائی اور صنعتی فائدوں کے علاوہ زبان و ادب میں ہمارے محاوروں، کہاوتوں اور ضرب الامثال میں بھی اس کا استعمال ہوا ہے۔ چہرے پر نمک ہونا بمعنی پرکشش ہونا، گفتگو میں نمک ہونا یعنی گفتگو کا پُر لطف ہونا ہے۔ زخموں پر نمک چھڑکنا یعنی تکلیفوں کو بڑھا دینا، نان نمک کی فکر کرنا یعنی روزگار تلاش کرنا وغیرہ۔ یہ مثالیں نمک کی ہمہ جہتی اور اہمیت کا ثبوت ہیں۔

— ادارہ





تخفہ	:	ہدیہ، سوغات
تاثیر	:	اثر کرنا، نشان چھوڑنا
لامحدود	:	جس کی حد نہ ہو
جُز	:	حصہ، ٹکڑا
لعابِ دہن	:	تھوک، رال
رطوبتوں	:	(رطوبت کی جمع) تری، نمی
کشید کرنا	:	کھینچنا
خشک	:	سوکھا ہوا
ریگستان	:	ریتیلی میدان
مخزن	:	خزانہ، گودام
زراعت	:	کاشتکاری، کھیتی باڑی
نافذ	:	جاری ہونے والا
مخالفت	:	اختلاف
ضامن	:	ذمہ دار
فعال	:	سرگرم، خوب کام کرنے والا
رقیق	:	ملائم، پانی کی طرح
موذی	:	ایذا دینے والا
قلب	:	دل





- نمک ہماری زندگی کا ایک لازمی جز ہے۔ یہ صرف کھانوں کا ذائقہ بڑھانے کا ذریعہ نہیں بلکہ صحت کے لیے بھی بے حد مفید ہے۔ جسم میں پانی کے توازن کو برقرار رکھتا ہے۔ پٹھوں اور اعصاب کے درست کام کرنے میں مدد کرتا ہے۔
- نمک حاصل کرنے کے مختلف قدرتی ذرائع ہیں۔ ایک ذریعہ سمندر کا پانی ہے۔ ساحلی علاقوں میں جیسے گجرات، مہاراشٹر، تمل ناڈو اور آندھرا پردیش وغیرہ میں سمندر سے نمک حاصل کیا جاتا ہے۔ دوسرا بڑا ذریعہ نمک کی چٹانیں ہیں جن سے نمک نکالا جاتا ہے۔ جھیلوں کے کھارے پانی سے بھی نمک حاصل کیا جاتا ہے۔ راجستھان میں سانہر جھیل کھارے پانی کی جھیل ہے۔ نمک کا استعمال چمڑا سازی، صابن اور کیمیکل سازی میں بھی کیا جاتا ہے۔
- نمک ہماری زبان اور ثقافت کا بھی مظہر ہے۔ ہماری بول چال میں نمک سے جڑے کئی محاورے اور کہاوتیں استعمال کی جاتی ہیں جو اس کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہیں مثلاً 'نمک حلال' ایک ایسا محاورہ ہے جس کا مطلب اپنے کام اور ذمہ داری کو دیانت سے نبھانا ہے۔



1. ہماری زندگی میں نمک کی کیا اہمیت ہے؟
2. انگریزوں نے نمک کا قانون کب اور کیوں بنایا؟
3. نمک کی مقدار کے بڑھنے اور گھٹنے سے جسم پر کون سے موذی اثرات پیدا ہوتے ہیں؟
4. نمک کا استعمال روزمرہ زندگی کے علاوہ اور کن کن جگہوں اور شعبوں میں کیا جاتا ہے۔

◆ نیچے دیے گئے اسم کو صفت میں تبدیل کیجیے اور خالی جگہوں میں بھریے:

بحر روشنی عمارت تحقیق بچپن

1. کھیت کی منڈیر پر بیٹھا ہوا بزرگ آدمی _____ حرکتیں کر رہا تھا۔





2. جنگل سے کاٹے گئے درخت کی لکڑی _____ ضرورت کے لیے استعمال ہوتی ہے۔

3. عام طور پر دو جزیروں کے درمیان _____ سواریاں ہی کام آتی ہیں۔

4. حادثے کی وجوہ معلوم کرنے کے لیے _____ کمیشن قائم کیا گیا۔

5. سورج نکلنے ہی دنیا _____ ہو جاتی ہے۔



پڑھیے سمجھیے اور لکھیے

آپ جانتے ہیں کہ جملوں میں کسی پہلو پر زور ڈالنے یا تاکید کے لیے جو حروف استعمال ہوتے ہیں انہیں حروف تخصیص کہتے ہیں۔ نیچے دیے گئے جملوں کو پڑھیے اور غور کیجیے کہ انہیں پڑھتے یا بولتے ہوئے ہم کن لفظوں پر زور دیتے ہیں:

اس جھیل کی کہانی [بھی] دل چسپ ہے۔ نمک صرف غذا میں [ہی] نہیں بلکہ مختلف صنعتوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ [ہر] اہل وطن کو اپنے حقوق سے واقف ہونا چاہیے۔ تم نے سیندھا نمک کا نام سنا ہے [نا]۔ ان جملوں کو ادا کرتے ہوئے 'بھی، ہی، ہر اور نا' لفظوں پر زور دیا گیا ہے۔ اپنے ہم جماعتوں کے ساتھ گفتگو کیجیے اور پانچ جملے بنائیے جن میں حروف تخصیص کا استعمال کیا گیا ہو:

- i. _____
- ii. _____
- iii. _____
- iv. _____
- v. _____



● وہ لفظ جو اپنے اصل معنی کے بجائے مجازی معنی میں استعمال کیا جائے اسے استعارہ کہتے ہیں۔ جیسے ہارون شیر ہے۔ اس جملے میں ہارون کو شیر کہا گیا نہ کہ شیر جیسا۔ یہاں شیر کا استعارہ ایک ساتھ کئی معنی پیدا کرتا ہے۔ ہارون شیر کی طرح پھرتیلا ہے یا بہادر ہے یا خوفناک ہے یا بھاری بھر کم ہے یا شیر کی طرح دوسروں کا سہارا نہیں لیتا ہے۔ اس طرح کی بہت سی خوبیاں ایک ساتھ سامنے آتی ہیں۔ اپنے دوستوں کے ساتھ گفتگو کیجیے اور پانچ جملے بنائیے جن میں استعارے کا لفظ استعمال کیا گیا ہو:

- i. _____
- ii. _____
- iii. _____
- iv. _____
- v. _____

● آپ کو معلوم ہے کہ ایک جملہ کو مفرد جملہ کہتے ہیں۔ جب دو یا دو سے زیادہ جملوں کو جوڑ کر جملہ بنایا جاتا ہے تو اسے مرکب جملہ کہتے ہیں جیسے سورج ڈوب گیا اور چاروں طرف اندھیرا چھا گیا۔ آپ مفرد جملوں کو جوڑ کر مرکب جملے بنائیے اور نیچے لکھیے:

- i. _____
- ii. _____
- iii. _____
- iv. _____
- v. _____





آپ پڑھ چکے ہیں کہ کہاوت وہ فقرہ، جملہ یا قول ہے جسے بات میں زور پیدا کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جیسے اونچی دکان بھیکا پکوان، آٹے میں نمک۔ کہاوت کے پیچھے کوئی واقعہ یا کہانی ضرور ہوتی ہے۔ ہماری زبان میں کہاوتوں کا ایک بڑا خزانہ پایا جاتا ہے۔ اپنے استاد کی مدد سے چند کہاوتیں اور ان کے پیچھے واقعات یا کہانی کو معلوم کر کے لکھیے:



تلاش کیجیے

نمک میں موجود آیوڈین کی مقدار کتنی ہونی چاہیے؟ اپنے اساتذہ یا گھر کے بڑوں سے معلوم کیجیے اور اپنی نوٹ بک میں لکھیے۔

ہمارے ملک میں کچھ شہر کچھ چیزوں کے لیے مشہور ہیں۔ نیچے دیے گئے شہروں کے نام کے سامنے وہاں کی مشہور چیزوں کے نام لکھیے:

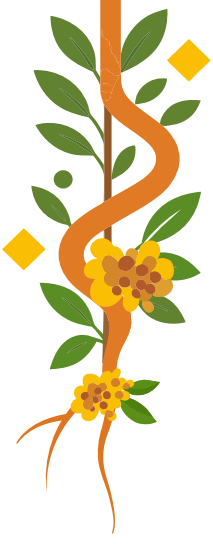
- i. کولکاتا
- ii. بنارس
- iii. آگرہ
- iv. متھرا
- v. ملیح آباد

بعض ایسے مرکب ہوتے ہیں جن میں دو الگ الگ لفظ مل کر ایک نیا لفظ بناتے ہیں لیکن اس میں دونوں الفاظ کی صفات نہیں پائی جاتیں جیسے گلاب جامن، اس میں نہ گلاب ہوتا ہے اور نہ ہی جامن، اسی طرح آپ بھی تین مرکب تلاش کر کے لکھیے:



- i.
- ii.
- iii.





- نمک کے حوالے سے کچھ محاورے دیے جا رہے ہیں ان کے معنی لکھیے اور جملوں میں استعمال کیجیے:

معنی	جملوں میں استعمال
i. نمک چھڑکنا	_____
ii. نمک کا حق ادا کرنا	_____
iii. زخموں پر نمک چھڑکنا	_____
iv. نمک مرچ لگانا	_____
v. گفتگو میں نمک ہونا	_____

- سمندر کے کنارے آباد پانچ بڑے شہروں کے نام معلوم کر کے لکھیے:



- _____
- _____
- _____
- _____
- _____

تخلیقی اظہار



- آپ نے نمک کی کہانی کا مطالعہ کیا اس طرح آپ شکر پر ایک کہانی تخلیق کیجیے۔

- نمک کے فوائد و نقصانات پر اپنے مختصر خیالات کا اظہار کیجیے۔

- آپ اپنے ساتھیوں کی مدد سے نمک پر ایک نظم لکھیے۔

- ڈانڈی مارچ کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیجیے۔





- 'ڈانڈی مارچ' سے متعلق کچھ تصاویر جمع کیجیے اور واقعاتی تسلسل کے ساتھ اپنی نوٹ بک میں چسپاں کرتے ہوئے ہر ایک کے لیے تعارفی جملہ لکھیے۔
- ہم سمندر سے اپنا نمک خود بنائیں گے اور انگریزوں کا نمک نہیں کھائیں گے۔ اسی طرح اپنے ساتھیوں کی مدد سے نعروں کی فہرست تیار کر کے اپنی جماعت میں لگائیے۔
- سبق میں نمک کی مختلف قسموں کا ذکر ہوا ہے جن میں سانہر اور سیندھ نمک کھانے میں استعمال ہوتے ہیں اور ان کے علاوہ بھی جو نمک ہیں ان کے نام لکھ کر بتائیے کہ وہ کہاں سے حاصل ہوتے ہیں اور ان کا استعمال کیا ہے۔ اپنے ہم جماعت ساتھیوں کے ساتھ مل کر لائبریری کی مدد سے لکھ کر کمرہ جماعت میں سنائیے۔
- دیے گئے ویب لنک کی مدد سے ڈانڈی مقام پر واقع قومی نمک سٹیج گرہ میموریل کے بارے میں معلومات جمع کیجیے۔

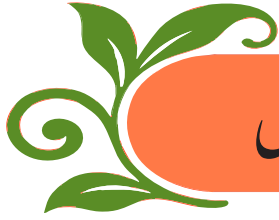
<https://nssm.in>

<https://www.indiaculture.gov.in/dandi-memorial>





4871 CH04



اشفاق اللہ خاں

4

ہندوستان کی تحریک آزادی میں ایسے بے شمار نام شامل ہیں جنہوں نے وطن عزیز کے لیے اپنی جانیں تک قربان کر دی ہیں۔ قربانی دینے والے انھیں سپوتوں میں ایک نام کا کوری کیس میں شامل مجاہد آزادی اشفاق اللہ خاں کا بھی ہے۔ وہ نہ صرف ایک عظیم محب وطن بلکہ قومی اتحاد کے بھی علم بردار تھے۔

اشفاق اللہ خاں 22 اکتوبر 1900 کو اتر پردیش کے شہر شاہ جہاں پور میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد شفیق اللہ خاں محکمہ پولیس سے بہ حیثیت انسپٹر ریٹائرڈ تھے۔ اور والدہ مظہر النساء ایک نیک سیرت خاتون تھیں۔ اشفاق اللہ خاں اپنے بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے۔

وہ نہایت ذہین، خوش مزاج، جوشیلے اور بہادر رہتے۔ ان کی والدہ اکثر انھیں بہادری اور وطن دوستی کے قصے سناتی تھیں۔ ان قصوں نے انھیں حد درجہ متاثر کیا۔ وہ وطن پرانگریزوں کے ظلم و ستم کے واقعات سن کر تڑپ اٹھتے تھے۔ زیادتیوں کے واقعات سن کر ان کے ذہن میں انگریزی حکومت کے خلاف بغاوت کا جذبہ شدید ہوتا گیا۔ بڑھتی عمر کے ساتھ اشفاق اللہ خاں کے دل میں ہندوستان کو انگریزوں کے قبضے سے آزاد کرانے کی خواہش زور پکڑتی گئی۔ یہی خواہش انھیں انقلابی تحریک کی طرف لے گئی۔

اس تحریک کے روح رواں اُس وقت رام پرساد بسمل تھے۔ اشفاق اللہ خاں کے بڑے بھائی ریاست اللہ خاں انھیں اکثر رام پرساد بسمل کے انقلابی کارناموں کے قصے سنایا کرتے تھے جس سے اُن کے دل میں بسمل سے ملنے کی خواہش پنپنے لگی۔ جب وہ اُن سے ملے تو ان کے انقلابی خیالات سے بہت متاثر ہوئے اور ان کے ساتھ مل کر ایک انقلابی تنظیم 'ہندوستان ری پبلکن ایسوسی ایشن' کی بنیاد ڈالی۔

رام پرساد بسمل کو اشفاق اللہ خاں پر اتنا بھروسہ ہو گیا کہ انھوں نے انھیں اپنا ازادار بنالیا۔ دونوں کے آپسی مراسم بہت گہرے ہوتے گئے۔ دونوں قومی اتحاد اور معاشرتی و مذہبی اصلاحات کے بڑے حامی تھے۔ دونوں کو سیاست اور



شاعری سے شغف تھا۔ ان کی انقلابی نظموں اور تقریروں کو بڑے شوق سے سنا جاتا تھا۔ شاعری میں اشفاق اللہ خاں کا تخلص حسرت تھا۔

انگریزی حکومت کے خلاف انقلابی سرگرمیوں کو تیز کرنے کے لیے سرمایہ کی ضرورت تھی چنانچہ انقلابیوں نے سرمایے کی فراہمی کے لیے سرکاری خزانے پر قبضہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اس کام کے لیے

دس افراد کی جماعت بنائی گئی۔ جس میں اشفاق اللہ خاں خود شامل تھے۔ رام پرساد بسمل نے اپنے انقلابی ساتھیوں کے سامنے ٹرین سے لے جائے جارہے سرکاری خزانے پر قبضہ کرنے کی تجویز پیش کی۔ اس تجویز کو تمام ساتھی خاموشی

سے سن رہے تھے۔ اشفاق اللہ نے خاموشی توڑی اور پچھلے معاملات میں اپنائے گئے طریقوں کی کمزوریوں کا ذکر کیا اور اس منصوبے کو ان کمزوریوں سے بچانے کا مشورہ دیا۔ ان کے مشوروں کو انقلابی جماعت کے لوگ ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ تجویز اتفاق رائے سے منظور ہو گئی۔ پھر اشفاق اللہ خاں نے کہا، ”کہنا میرا کام تھا کہہ دیا۔ کام ہم سب مل کر کریں گے۔ ضرورت پڑی تو میں جان بھی دے دوں گا لیکن منصوبے کو ناکام نہیں ہونے دوں گا۔“

انقلابیوں کی جماعت نے طے کیا تھا کہ سرکاری خزانہ لے جا رہی ٹرین کو لکھنؤ سے



کچھ فاصلہ پر عالم نگر اور کاکوری اسٹیشن کے درمیان روکیں گے اور خزانہ اپنی تحویل میں لے لیں گے۔ چنانچہ انھوں نے یہی کیا۔ سرکاری خزانہ ان کے قبضے میں آ گیا۔ اس دشوار ترین کام میں اشفاق اللہ خاں نے بڑی جرأت اور دلیری کا مظاہرہ کیا۔

کاکوری کا یہ واقعہ تاریخ آزادی ہند میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ واقعہ انگریزوں کی طاقت، ان کے غرور و گھمنڈ پر ایک ضرب کاری تھا۔ اس سے برطانوی حکومت بوکھلا اُٹھی۔ ہندوستان میں موجود برطانوی وائسرائے لارڈ ریڈنگ نے فوراً اسکاٹ لینڈ یارڈ پولس محکمے کو تفتیش کے لیے نام زد کیا۔ انقلابیوں کی پکڑ دھکڑ شروع ہو گئی۔ کئی انقلابی گرفتار کر لیے گئے۔ مگر اشفاق اللہ خاں

کسی طرح بچ نکلے۔ گرفتاری سے

بچنے کے لیے وہ پہلے بنارس چلے گئے۔ پھر مسلسل مقامات بدلتے رہے۔ جن میں لکھنؤ، بھوپال،

اُجین اور جھاڑو وغیرہ کے مقام شامل ہیں۔ اس کے بعد بہار کے ضلع پلاموں میں ڈالٹن گنج (موجودہ جھارکھنڈ میں)

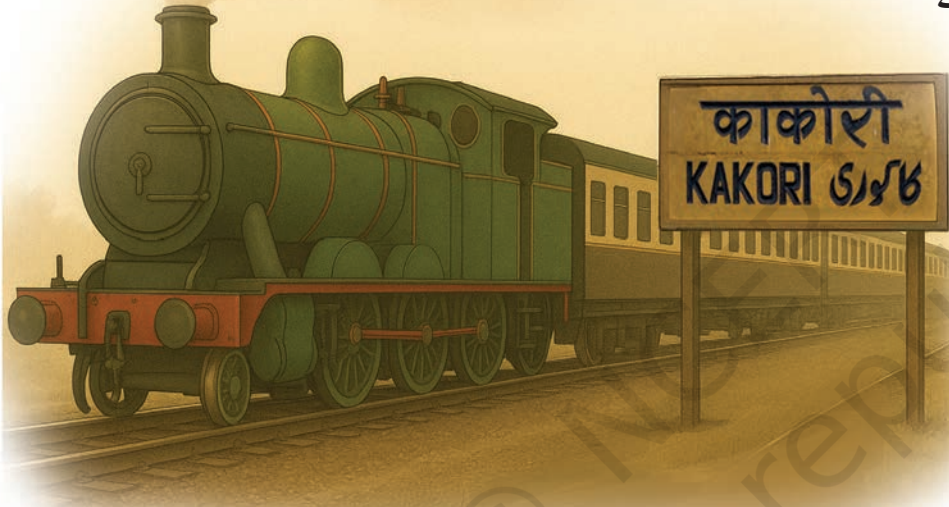
ہوتے ہوئے دہلی آئے جہاں

وہ گرفتار کر لیے گئے۔ گرفتاری کے بعد

انھیں کچھ دنوں تک لکھنؤ جیل میں رکھا گیا اور پھر فیض آباد جیل منتقل کر دیا گیا۔

کاکوری مقدمے میں برطانوی حکومت نے اشفاق اللہ خاں، رام پرساد بسمل، راجندر لاہری اور ٹھاکر روشن سنگھ کو موت کی سزا سنائی۔ اشفاق اللہ خاں نے جیل سے ایک خط لکھ کر اپنے ہم وطنوں سے اپیل کی تھی ”آپ کا مذہب، آپ کی روایات چاہے کچھ بھی ہوں، آپ ان سے اوپر اٹھ کر ملک کی خدمت میں ایک دوسرے کا تعاون کیجیے۔ حکومت برطانیہ سے لوہا لیجیے اور ملک کو آزاد کرایئے۔“

لکھنؤ میں اشفاق اللہ خاں کا مقدمہ ڈپٹی کلکٹر عین الدین کی عدالت میں پیش ہوا۔ اس کے بعد یہ مقدمہ سیشن جج ہملٹن کی عدالت میں زیر سماعت آیا۔ 6 اپریل 1927 کو لکھنؤ کے سیشن جج ہملٹن نے اشفاق اللہ خاں کو پھانسی کی سزا سنائی۔ ان پر پانچ دفعات لگائی گئی تھیں۔ جن میں دو دفعات کے تحت تاعمر کالا پانی کی سزا اور تین دفعات کے تحت





سزائے موت دی گئی تھی۔ اشفاق اللہ خاں سزائے موت کا اعلان سن کر جب عدالت سے باہر نکلے تو اپنے دوستوں اور رشتہ داروں سے کہا ”آپ کو فخر کرنا چاہیے کہ خاندان کا ایک شخص ظلم و جبر سے ٹکر لیتا ہوا تختہ دار پر چڑھ گیا۔“ مقدمہ کے دوران انگریزوں نے اشفاق اللہ خاں کو سرکاری گواہ بنانے اور رام پرساد بسمل کے خلاف گواہی دینے کے لیے رضامند کرنے کی کوشش کی لیکن انھوں نے انگریزوں کی اس کوشش کو حقارت سے ٹھکرا دیا۔ 19 دسمبر 1927 کو انھیں پھانسی دے دی گئی۔ پھانسی کے تختے کی طرف جاتے ہوئے ان کی زبان پر یہ جملہ تھا۔ ”اگر مجھے ہزار بار پھانسی دی جائے اور میں ایک ہزار دفعہ مرمر کے دوبارہ پیدا ہوں تو بھی وطن عزیز کے لیے مرٹنے کا میرا جذبہ اسی طرح تروتازہ رہے گا۔“ جیلر نے ان سے جب آخری خواہش دریافت کی تو انھوں نے شاعر پڑھا

کچھ آرزو نہیں ہے، بس آرزو تو یہ ہے
رکھ دے کوئی ذرا سی خاک وطن کفن میں

اشفاق اللہ خاں ملک کو انگریزوں کی غلامی سے نجات دلانے کے لیے بہ خوشی تختہ دار پر چڑھ گئے۔ اُن کے آبائی شہر شاہ جہاں پور میں نصب کیا گیا ان کا مجسمہ آج بھی ہمیں ان کی عظیم قربانی اور وطن سے گہری محبت کی یاد دلاتا ہے۔

— ادارہ





مجاہد آزادی	:	آزادی کے لیے جدوجہد کرنے والا
نیک سیرت	:	اچھے اخلاق و کردار والا
حساس	:	احساس رکھنے والا، دردمند
شغف	:	گہری دل چسپی
آبیاری	:	نشوونما کرنا
انجمن	:	مجلس، محفل
مراسم	:	تعلقات
اسلحہ جات	:	ہتھیار
کثیر	:	بہت زیادہ، زیادہ مقدار یا تعداد
ضرب کاری	:	گہری چوٹ
دفعات	:	دفعہ کی جمع، قانون کی شرح
حقارت	:	ذلت، بے عزتی



- اشفاق اللہ خاں ایک محب وطن اور تحریک آزادی کے جانباز سپاہی تھے۔ ان کا نام رام پرساد بسمل، روشن سنگھ، راجندر سنگھ لاهری، چندر شیکھر آزاد وغیرہ کے ساتھ لیا جاتا ہے، جنہوں نے ملک کو انگریزوں کی غلامی سے نجات دلانے کے لیے اپنی جانیں قربان کر دیں۔
- آزادی کی تحریک میں حصہ لینے والے رہنما اور سرگرم افراد دو مختلف نظریات کے حامل تھے۔ ایک وہ جو پر امن طریقے سے اپنے مطالبات منوانا چاہتے تھے اور دوسرے شدت پسند نوجوان جو جان کی بازی لگا دیتے، سزائیں کاٹتے حتیٰ کہ وہ پھانسی پر لٹکا دیے جاتے تھے۔

سوچیے اور بتائیے



1. اشفاق اللہ خاں کی کردار سازی میں ان کی والدہ کا کیا رول تھا؟
2. اشفاق اللہ خاں کی شخصیت کی نمایاں خوبیاں کیا تھیں؟
3. اشفاق اللہ خاں کے علاوہ ان کے ساتھ کن مجاہدین آزادی کو پھانسی دی گئی؟
4. اشفاق اللہ خاں اور ان کے ساتھیوں کی انقلابی تنظیم کے کیا مقاصد تھے؟
5. پھانسی کے تختے پر اشفاق اللہ خاں کے آخری الفاظ کیا تھے؟

پڑھیے، سمجھیے اور لکھیے



سبق میں 'مجاہد آزادی' اور 'محب وطن' الفاظ کا استعمال ہوا ہے۔ جو مرکب الفاظ ہیں۔ ان میں اضافت کا استعمال کیا گیا ہے۔ اسی طرح کے پانچ مرکب الفاظ سبق سے تلاش کر کے لکھیے اور جملوں میں استعمال کیجیے:

- | | |
|-------|------|
| _____ | i. |
| _____ | ii. |
| _____ | iii. |
| _____ | iv. |
| _____ | v. |

نیچے دیے گئے لفظوں کے متضاد لکھیے اور انہیں جملوں میں استعمال کیجیے:

- | | |
|-------|-------------|
| _____ | i. پختہ |
| _____ | ii. جاں باز |
| _____ | iii. متحرک |
| _____ | iv. دائمی |
| _____ | v. حقیقت |



- کچھ اسم ایسے ہوتے ہیں جن میں ذرا سی تبدیلی کر کے اسم فاعل بنائی جاتی ہے یعنی فعل کی نسبت سے کام کرنے والے کو 'اسم فاعل' کہتے ہیں جیسے کھیل سے کھلاڑی یعنی کھیلنے والا۔ نیچے دیے گئے اسم سے اسم فاعل بنائیے اور ان کے معنی بھی لکھیے:

مثال:	شکر	شاکر	شکر ادا کرنے والا
i. انتظار	_____	_____	_____
ii. ادب	_____	_____	_____
iii. مہارت	_____	_____	_____
iv. تجارت	_____	_____	_____
v. تصویر	_____	_____	_____

- ذیل میں بہادری سے متعلق محاورے دیے گئے ہیں۔ ان محاوروں پر غور کیجیے اور ان کے آگے معنی لکھ کر انہیں اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

i. دانت کھٹے کرنا	_____	_____
ii. منہ توڑ جواب دینا	_____	_____
iii. چھٹی کا دودھ یاد دلانا	_____	_____
iv. ناکوں چنے چبوانا	_____	_____
v. ہوش اڑا دینا	_____	_____
vi. دن میں تارے دکھانا	_____	_____

- آپ پچھلی جماعت میں فعل، فاعل اور مفعول کے بارے میں پڑھ چکے ہیں۔ نیچے دیے گئے جملوں پر غور کیجیے اور مثال کے مطابق ان میں فعل، فاعل اور مفعول کے الفاظ ان کے آگے لکھیے اور ان کی وضاحت بھی کیجیے:

مثال: بچے نے بلی کو دودھ پلایا۔ پلانا بچہ بلی

- | | | | |
|--|-------|-------|-------|
| i. کسان نے کھیت میں ہل چلایا۔ | _____ | _____ | _____ |
| ii. طالب علم نے یوم آزادی پر مضمون لکھا۔ | _____ | _____ | _____ |



iii. سعدیہ کتب پڑھ رہی ہے۔

iv. موہن لال قلعہ دیکھنے گیا۔

تخلیقی اظہار



- ملک کی جدوجہد آزادی کے دوران انگریزوں نے آزادی کے متوالوں پر ظلم و ستم کی انتہا کر دی۔ ایسے کئی دل دہلا دینے والے واقعات پیش آئے جن میں سے ایک روح فرسا واقعہ 'جلیان والا باغ' کا سانحہ تھا۔ اس سانحے کی تفصیلات لائبریری سے تلاش کیجیے اور ایک مضمون لکھیے۔

عملی کام



- اشفاق اللہ خاں کی طرح آزادی کے کچھ اور متوالے نوجوان تھے جنہوں نے حکومتِ برطانیہ کے خلاف آواز اٹھائی اور تختہ دار پر چڑھا دیے گئے۔ اپنے علاقے کے مجاہدین آزادی کے نام اور کارناموں کی فہرست بنا کر چارٹ پر لگائیے۔ آپ نیچے دیے گئے لنک کے ذریعے ان کے متعلق معلومات اور ان کی تصاویر حاصل کر سکتے ہیں۔

<https://www.indiaculture.gov.in>

<https://amritmahotsav.nic.in>

- برطانوی حکومت میں تحریکِ آزادی کے متوالوں کو مختلف قسم کی سخت سزائیں دی جاتی تھیں جیسے عمر قید، جلاوطنی اور پھانسی وغیرہ۔ ان میں کالا پانی بھیجنے کی سزا بھی شامل تھی۔ دیے گئے ویب لنک کی مدد سے انڈمان اور نکوبار میں واقع تاریخی اہمیت کی حامل سیلوں جیل جہاں کالا پانی کی سزا پائے جانے والے قیدیوں کو رکھا جاتا تھا، کے بارے میں معلوم کیجیے اور اسے اپنی کاپی میں لکھیے۔

<https://southandaman.nic.in/tourist-place/cellular/>

- تحریکِ آزادی میں مردوں کے ساتھ خواتین نے بھی نمایاں خدمات انجام دیں۔ پانچ ایسی خواتین کے نام لکھیے جو ملک کی جدوجہد آزادی میں شامل تھیں؟



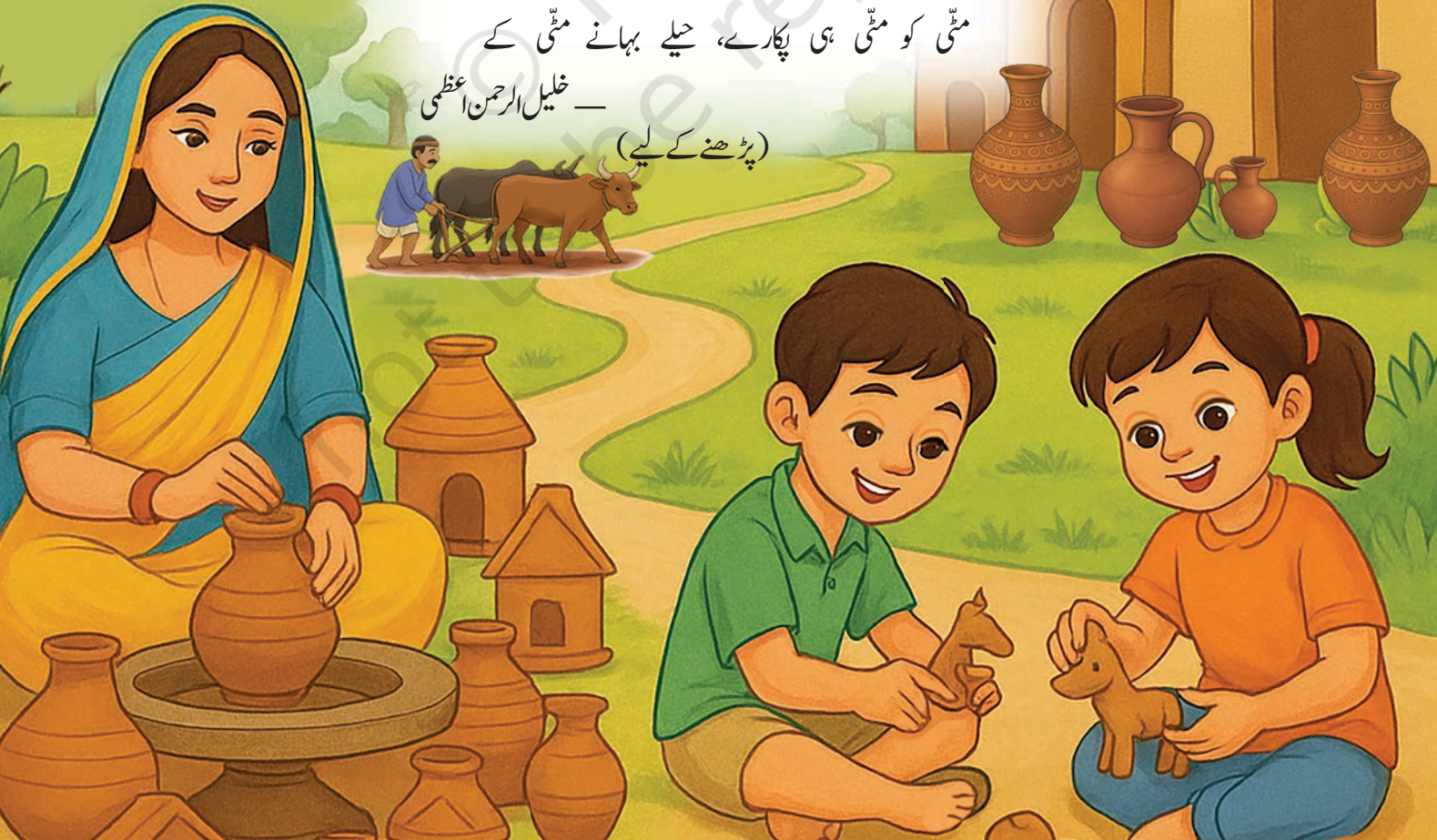


4871CH04A

مٹی

مٹی کے سب رنگ انوکھے، سب دیوانے مٹی کے
مٹی کے سب کھیل کھلاڑی، نئے پرانے مٹی کے
مٹی کی یہ سُندر کایا، مٹی کی ہی ساری مایا
کنکر پتھر، سونا چاندی، سولہ آنے مٹی کے
مٹی کے سب کھیت ہمارے، مٹی کی پگ ڈنڈی بھی
مٹی کے ہریالے پودے، دانے دانے مٹی کے
مٹی کے سب محل دو محلے، مٹی کی چھوٹی سی کٹیا
مٹی کے سب دیے، یہ شمعیں، سب پروانے مٹی کے
مٹی کا بازار لگا ہے، کورے کورے سے برتن
کس کی صُراحی، کس کا پیالہ، سب پیمانے مٹی کے
مٹی کی خوش بو میں بسا ہے، مٹی کا یہ ذرہ ذرہ
مٹی کو مٹی ہی پکارے، حیلے بہانے مٹی کے

— خلیل الرحمن اعظمی
(پڑھنے کے لیے)



کسانوں کا گیت

5



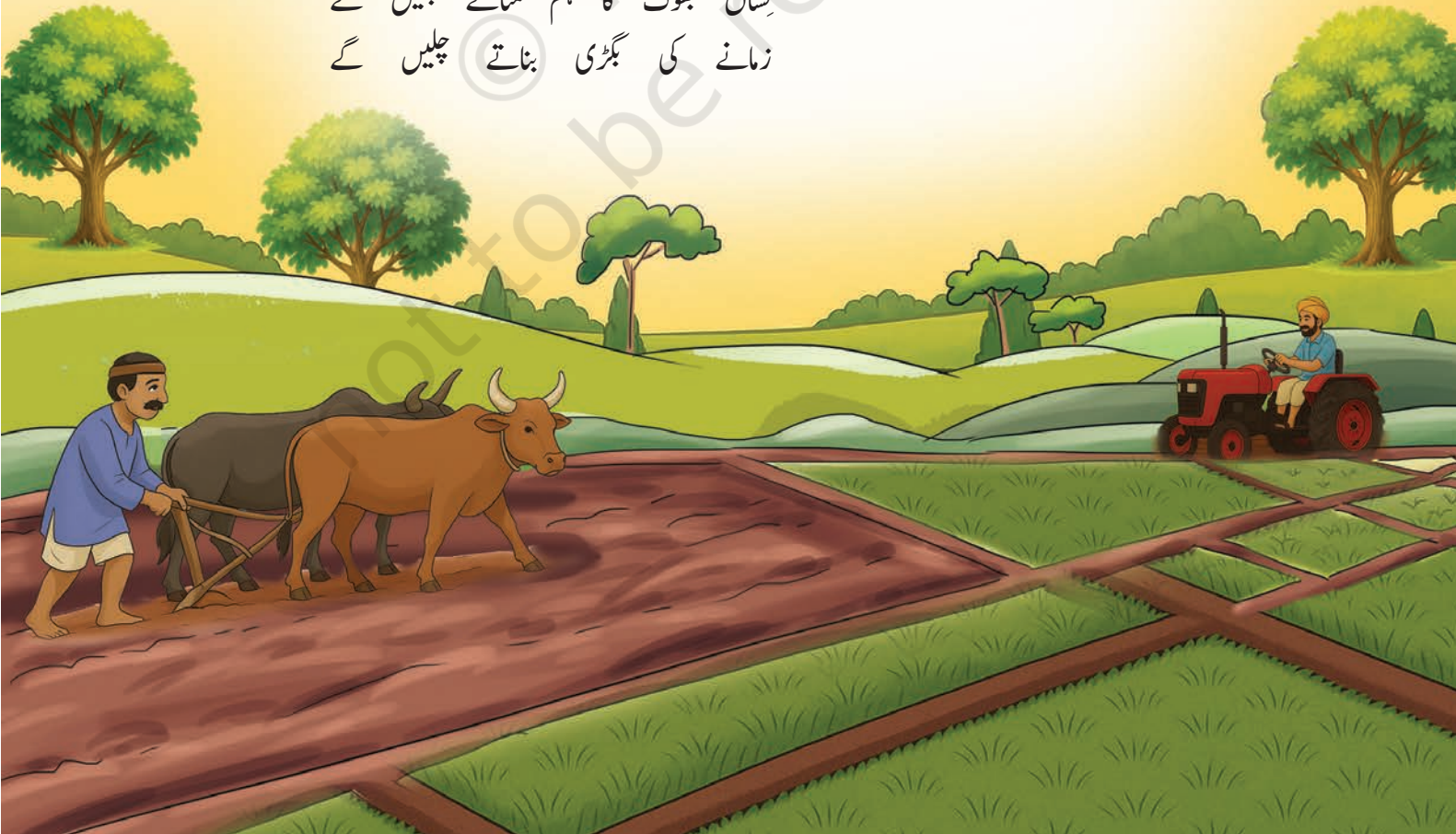
4871 CH05

قدم اپنے آگے بڑھاتے چلیں گے
زمانے کی بگڑی بناتے چلیں گے
زمینوں پہ جب ہل چلاتے چلیں گے
تو مٹی سے سونا اُگاتے چلیں گے

نِشاں بھوک کا ہم مٹاتے چلیں گے
زمانے کی بگڑی بناتے چلیں گے

کہیں چاولوں سے سجائیں گے دنیا
کہیں باجرے سے بسائیں گے دنیا
چنے کی کہیں ہم بنائیں گے دنیا
جو ہے کال اس کی مٹائیں گے دنیا

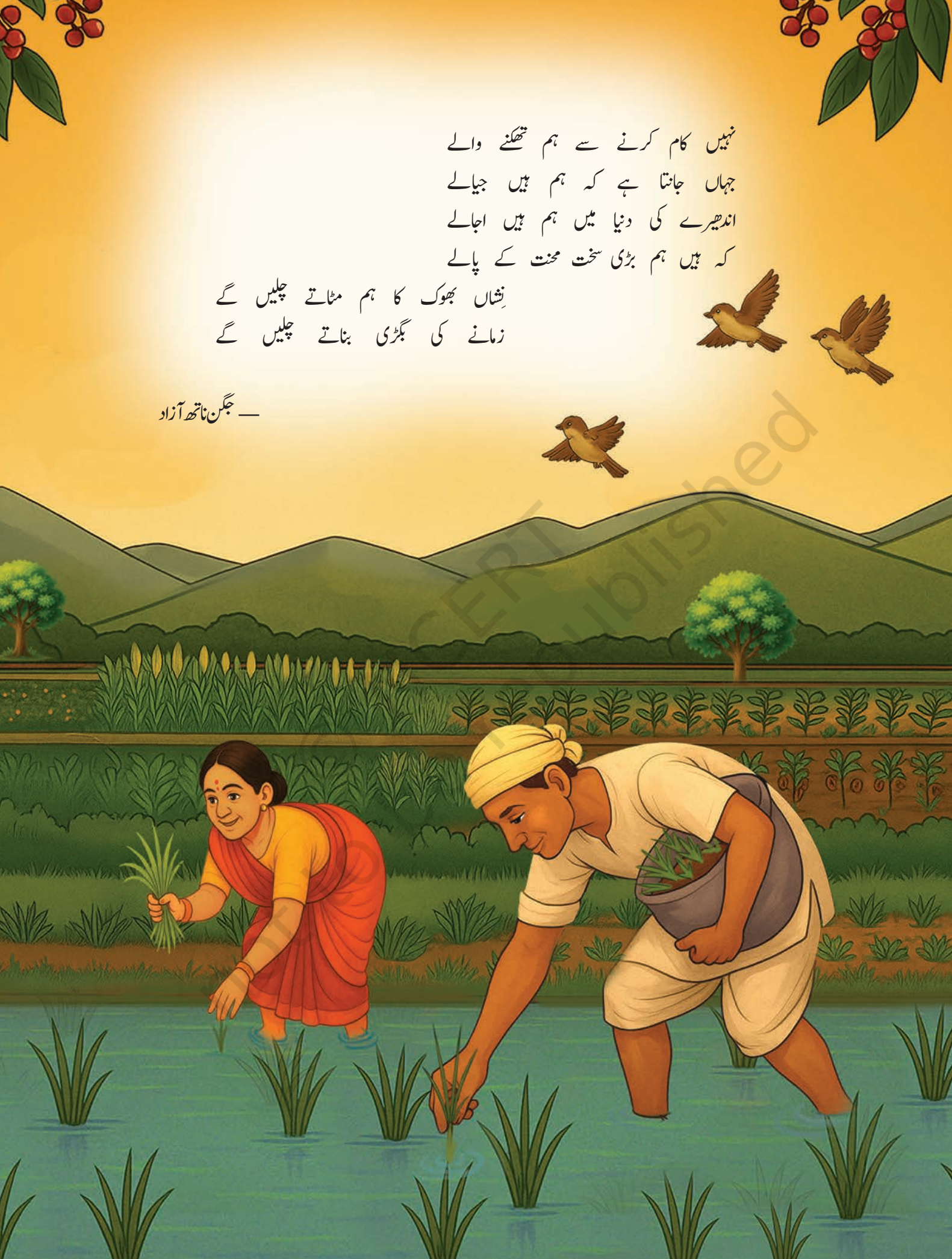
نِشاں بھوک کا ہم مٹاتے چلیں گے
زمانے کی بگڑی بناتے چلیں گے



نہیں کام کرنے سے ہم تھکنے والے
جہاں جانتا ہے کہ ہم ہیں جیلے
اندھیرے کی دنیا میں ہم ہیں اجالے
کہ ہیں ہم بڑی سخت محنت کے پالے

نِشاں بھوک کا ہم مٹاتے چلیں گے
زمانے کی بگڑی بناتے چلیں گے

— جگن ناتھ آزاد





کال	:	قحط ہونا، کمی ہونا
جیا لے	:	باہمت، حوصلہ مند
پالے	:	پرورش کیے گئے

غور کیجیے



- اس نظم میں کسانوں کی محنت، ان کے عزم اور حوصلے کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ زمین سے اناج اُگا کر دنیا سے بھوک مٹانے کا کام کرتے ہیں اس لیے انھیں 'ان داتا' کہا جاتا ہے۔
- کاشت کاری کے لیے اب مختلف قسم کی مشینیں استعمال کی جاتی ہیں لیکن اس کے باوجود کسانوں کی جفاکشی اور محنت کسی بھی طور کم نہیں۔ کسانوں کی محنت سے ہمیں کھانا ملتا ہے، لہذا ہمیں کھانا برباد نہیں کرنا چاہیے۔
- کسانوں کی فلاح و بہبود کے لیے حکومت کی جانب سے کئی زرعی اسکیمیں چلائی جا رہی ہیں، جن میں پی ایم کسان، پی ایم فصل، بیما یوجنا، کسان کریڈٹ کارڈ اور ایگریکلچر انفراسٹرکچر فنڈ وغیرہ شامل ہیں۔



سوچیے اور بتائیے



1. کسان دنیا کو خوش حال کس طرح بناتے ہیں؟
2. مٹی سے سونا، گانے سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟
3. 'نشان بھوک کا ہم مٹاتے چلیں گے' سے کیا مراد ہے؟
4. نظم میں کس طرح مختلف اجناس سے دنیا کو سجانے کا ذکر کیا گیا ہے؟





♦ درج ذیل مصرعوں کے مفہوم کو اپنی زبان میں لکھیے:

- نہیں کام کرنے سے ہم تھکنے والے
- جہاں جانتا ہے کہ ہم ہیں جیالے
- اندھیرے کی دنیا میں ہم ہیں اجالے
- کہ ہیں ہم بڑی سخت محنت کے پالے

♦ مختلف قسم کے اناجوں کے نام تلاش کر کے لکھیے۔ نام دائیں سے بائیں اور اوپر سے نیچے تلاش کرنے ہیں:

ج	ا	و	ل	ج	د	ف
ب	ا	گ	ی	ہ	و	ں
ا	ڑ	ج	و	ا	ر	د
ج	د	و	د	ج	ا	ا
ر	ا	ر	ہ	ر	ئی	ل
ا	ل	گ	ق	م	ٹ	ر

دائیں سے بائیں: _____
 اوپر سے نیچے: _____

♦ مثال کے مطابق درج ذیل الفاظ کے مترادفات لکھیے:

مثال: دنیا عالم جہان

- i. قدم _____
- ii. زمین _____
- iii. مٹی _____
- iv. اندھیرا _____
- v. کال _____





’مٹی سے سونا گاتے چلیں گے۔‘ مصرعے میں سونا گانے کا محاورہ استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی ہیں زمین سے قیمتی اشیاء کا پیدا کرنا۔ نیچے دیے گئے محاوروں کے معنی لکھیے اور جملوں میں استعمال کیجیے:

جملہ

معنی

i. سبز باغ دکھانا

ii. زمین آسمان ایک کر دینا

iii. جنگل میں منگل ہونا

iv. خون پسینہ ایک کرنا

v. گھر کی بھیتی ہونا

نظم میں آئے ان الفاظ پر غور کیجیے: سبائیں، بسائیں، بنائیں، مٹائیں۔ یہ لفظ ایک جیسی آواز پر ختم ہوتے ہیں اور ان سب میں آخری حرف یا حروف مشترک بھی ہیں۔ وہ لفظ جو یکساں آواز اور یکساں حرف یا حروف پر ختم ہوتے ہیں انھیں قافیہ کہتے ہیں۔ قافیے کے الفاظ بدلتے رہتے ہیں اور قافیہ شعر میں ترنم پیدا کرتا ہے۔ نظم کو دوبارہ پڑھیے اور قافیے کے الفاظ تلاش کر کے لکھیے:

i.

ii.

iii.

iv.

v.

vi.

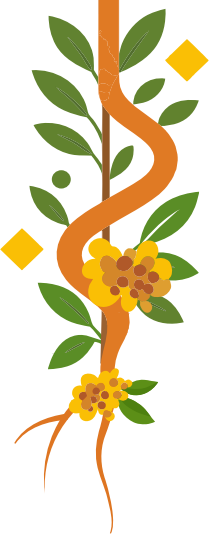
vii.

viii.



آپ جانتے ہیں کہ کام کا تعلق کسی نہ کسی وقت سے ہوتا ہے۔ کام یا تو گزرے ہوئے وقت میں ہوتا ہے یا موجودہ وقت میں یا پھر آنے والے وقت میں۔ انھیں فعل ماضی، فعل حال اور فعل مستقبل کہا جاتا ہے۔ نظم کے پہلے اور





دوسرے بند سے تین فعل مستقبل کی نشان دہی کیجیے اور دی گئی مثال کے مطابق ان افعال کو فعل ماضی اور حال میں تبدیل کر کے لکھیے:

- مثال: مستقبل - قدم اپنے آگے بڑھاتے چلیں گے
 حال - قدم اپنے آگے بڑھاتے چلے ہیں
 ماضی - قدم اپنے آگے بڑھاتے چلے تھے

- i. ماضی _____
 ii. حال _____
 iii. مستقبل _____
- i. ماضی _____
 ii. حال _____
 iii. مستقبل _____
- i. ماضی _____
 ii. حال _____
 iii. مستقبل _____

تلاش کیجیے



- ہیکٹر، ایکڑ، کنال، بیگھا، بسوا وغیرہ۔ زمین کی ناپ کے پیمانے ہیں۔ معلوم کیجیے کہ آپ کے علاقے میں زمین اور کھیت کون اپنے کے لیے کون کون سے پیمانے استعمال ہوتے ہیں؟





● کسان کی روزمرہ کی زندگی کے متعلق مختلف اخبارات کی سُرخیوں کو اکٹھا کر کے پڑھیے اور ان کا خلاصہ اپنی زبان میں لکھیے۔

● اس نظم کے بارے میں ایک تصویر بنائیے اور اپنی مرضی سے اس میں رنگ بھریئے۔ آپ بغیر رنگ یا دستیاب رنگوں کی مدد سے بھی تصویر بنا سکتے ہیں۔



● ہمارے ملک کے ایک بڑے حصے میں کھیتی ہوتی ہے۔ کسی فصل کی کھیتی کے بارے میں درج ذیل معلومات حاصل کر کے لکھیے:



- i. جُتائی
- ii. بوئی
- iii. کھاد دینا
- iv. سینچائی
- vi. زرائی
- vii. کٹائی
- viii. ذخیرہ کرنا

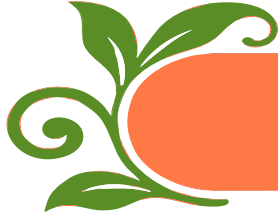
● کسانوں سے متعلق دوسری نظمیں تلاش کیجیے اور انھیں کمرہٴ جماعت میں سنائیے۔

● انسان بغیر سوچے سمجھے جنگلوں کی مسلسل کٹائی کیے جا رہا ہے۔ اس سے جانوروں اور پرندوں کی زندگی متاثر ہو رہی ہے۔ انسان کے ایسے کاموں کی فہرست بنائیے جس سے ماحول اور ہمارے آس پاس کے جانداروں کے لیے خطرے کی صورت پیدا ہو رہی ہے۔ اس خطرے سے نمٹنے کی کیا تدابیر کی جاسکتی ہیں۔ آپ اپنے بڑوں، استاد، استانی اور لائبریری کی بھی مدد لے سکتے ہیں۔





4871CH06

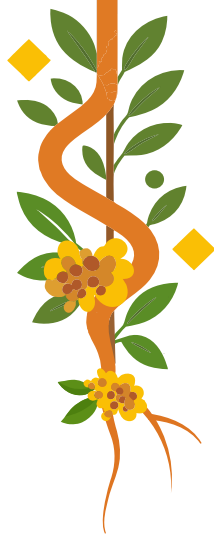


تین سوال

6

ایک بار ایک بادشاہ کے دل میں خیال آیا کہ اگر اُسے پہلے سے ہی معلوم ہو جایا کرے کہ کسی کام کے شروع کرنے کا صحیح وقت کیا ہے، وہ کون سے مناسب لوگ ہیں جن کی رائے پر بھروسہ کیا جائے اور وہ کہ جن سے بچا جائے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اگر اُسے یہ پہلے سے معلوم ہو جائے کہ وہ کون سا کام ہے جس کا کرنا سب سے زیادہ ضروری ہے تو اسے کبھی ناکامی کا منہ نہ دیکھنا پڑے۔



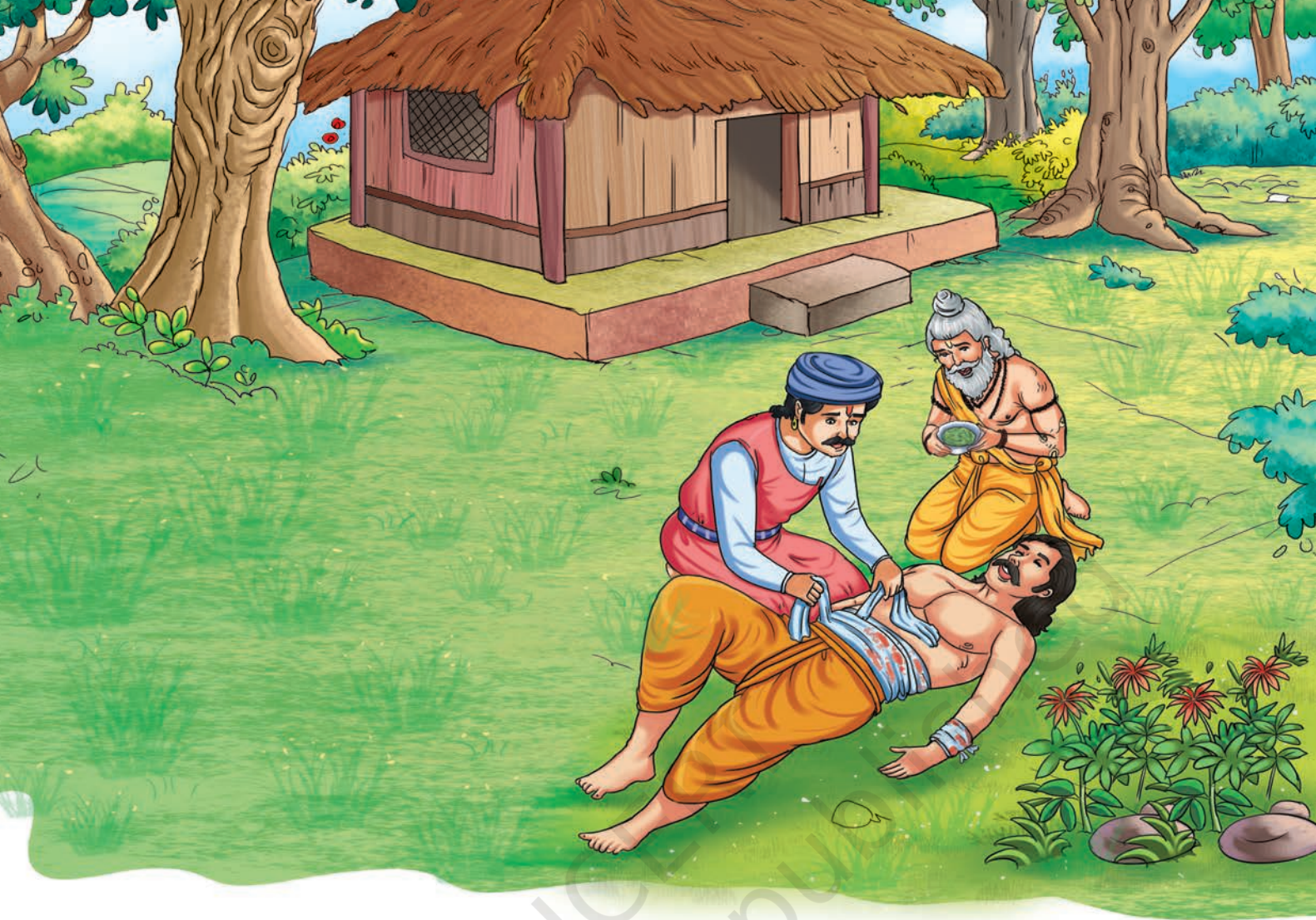


یہ خیال دل میں آتے ہی بادشاہ نے پوری سلطنت میں منادی کرا دی کہ وہ اُس شخص کو ایک بڑا انعام دے گا جو اُسے یہ بتا سکے کہ ہر کام کے شروع کرنے کا صحیح وقت کیا ہے؟ بہت اہم لوگ کون ہیں؟ اور سب سے زیادہ ضروری کام کیا ہے جو اُسے کرنا چاہیے۔

بادشاہ کے پاس بہت سے لوگ آئے لیکن اُن سب نے بادشاہ کے سوالات کے مختلف جوابات دیے۔ جوابات مختلف ہونے کی وجہ سے بادشاہ ان میں سے کسی سے اتفاق نہ کر سکا اور نہ اس نے کسی کو انعام دیا۔ لیکن چوں کہ وہ اپنے سوالوں کے جوابات جاننے کے لیے اب بھی فکر مند تھا، اس لیے اُس نے طے کیا کہ وہ ایک سادھو سے مشورہ کرے گا جو اپنی سوجھ بوجھ کی وجہ سے سلطنت کے کونے کونے میں مشہور تھا۔

وہ سادھو ایک جنگل میں رہتا تھا جس کے باہر کبھی نہیں گیا تھا۔ وہ عام آدمیوں کے علاوہ کسی سے نہیں ملتا تھا۔ چنانچہ بادشاہ نے معمولی کپڑے پہنے اور سادھو کی کُٹیا سے پہلے ہی وہ اپنے گھوڑے سے اتر کر اور اپنے سپاہیوں کو پیچھے چھوڑ کر سادھو سے ملنے کے لیے اکیلا چل پڑا۔





بادشاہ قریب پہنچا تو دیکھا کہ اُس وقت سادھو اپنی کُٹیا کے سامنے زمین کی کھدائی کر رہا تھا۔ بادشاہ کو دیکھتے ہی اس نے اُسے سلام کیا اور گھومتا رہا۔ سادھو بولا پتلا اور کمزور تھا۔ ہر بار جب وہ اپنا پھاوڑا زمین پر چلاتا، بہت تھوڑی مٹی کھود پاتا اور بُری طرح ہانپنے لگتا۔

بادشاہ اس کے پاس گیا اور کہا، ”سادھو مہاراج، ہم آپ کے پاس تین سوالوں کے جواب لینے آئے ہیں۔ ایک یہ کہ میں یہ کیسے جان سکتا ہوں کہ کام کرنے کا صحیح وقت کیا ہے؟ دوم یہ کہ وہ کون لوگ ہیں جن کی مجھے بہت ضرورت ہے تاکہ میں دوسروں کے مقابلے میں ان پر زیادہ توجہ دے سکوں؟ تیسرا یہ کہ وہ کون سے معاملات ہیں جو بہت ضروری ہیں اور جن پر مجھے فوراً توجہ کرنی چاہیے؟“

سادھو نے بادشاہ کی بات سنی لیکن کوئی جواب نہیں دیا۔ اور پھر زمین کھودنے لگا۔

”آپ تھک گئے ہیں۔“

بادشاہ نے کہا، ”مجھے پھاوڑا دیجیے، میں تھوڑی دیر آپ کا کام کروں گا۔“

”شکریہ“ سادھو نے کہا اور بادشاہ کو پھاوڑا دے کر زمین پر بیٹھ گیا۔



جب بادشاہ دو چار کھیریاں کھود چکا تو وہ ٹھہر گیا اور اس نے پھر اپنے سوال دہرائے۔ سادھو نے پھر کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا اور پھاوڑے کے لیے اپنا ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا، ”اب آپ دم بھر آرام کریں اور مجھے تھوڑا کام کرنے دیں۔“ لیکن بادشاہ نے ان کو پھاوڑا نہیں دیا اور زمین گوڑا تا رہا۔ ایک گھنٹہ گزرا اور دوسرا بھی۔ سورج درختوں کے پیچھے چھپنے لگا۔ بادشاہ نے آخر کار پھاوڑا زمین پر مارتے ہوئے کہا، ”عقل مند آدمی! میں آپ کے پاس اپنے سوالوں کے جواب لینے آیا تھا۔ اگر کوئی جواب نہیں دے سکتے تو کہہ دیجیے، میں اپنے گھر لوٹ جاؤں۔“

”کوئی آدمی بھاگا ہوا آ رہا ہے۔“ سادھو نے کہا، ”آؤ دیکھیں وہ کون ہے۔“

بادشاہ گھوما۔ اس نے ایک زخمی آدمی کو جنگل سے بھاگ کر آتے ہوئے دیکھا۔ آدمی اپنے ہاتھوں سے اپنا پیٹ دبائے ہوئے تھا اور اس کے ہاتھوں سے خون ٹپک رہا تھا۔ وہ درد سے کراہتا ہوا بادشاہ کے پاس پہنچا اور زمین پر گر کر بے ہوش ہو گیا۔ بادشاہ اور سادھو نے اس آدمی کے کپڑے کھولے۔ اس کے پیٹ میں ایک بڑا زخم تھا۔ بادشاہ نے جہاں تک ہو سکا اس کے زخم کو اچھی طرح دھویا۔ سادھو نے جڑی بوٹیوں سے بنی دوا کو زخم پر لگا کر پیٹی باندھ دی۔ خون کا بہنا بند ہو گیا۔ جب آدمی کو ہوش آیا تو اس نے کچھ پینے کے لیے مانگا۔ بادشاہ تازہ پانی لے کر آیا اور اسے پلایا۔ سورج ڈوب چکا





تھا اور ٹھنڈک بھی بڑھ چلی تھی اس لیے بادشاہ نے سادھو کی مدد سے زخمی کو جھوپڑے کے اندر پہنچایا اور اسے چار پائی پر لٹا دیا۔ چار پائی پر لیٹتے ہی اس آدمی نے آنکھیں بند کر لیں اور خاموش ہو گیا۔ بادشاہ بھی دن بھر کی دوڑ دھوپ اور کام کی وجہ سے اتنا تھک گیا تھا کہ وہ دبلیز پر ہی پڑ کر سو رہا۔ رات بھر اس کی آنکھ نہ کھلی۔ صبح جب اسے ہوش آیا تو اس کو بڑی دیر تک یاد نہ آیا کہ وہ کہاں ہے۔ وہ آدمی جو زخمی تھا اور چار پائی پر لیٹا ہوا اپنی چمکتی ہوئی آنکھوں سے اُسے ٹکٹی لگائے ہوئے دیکھ رہا ہے، کون ہے؟

”مجھے معاف کر دیجیے۔“ اس آدمی نے بادشاہ کو اپنی طرف دیکھتے ہوئے دیکھا تو کہا۔

”میں تم کو جانتا نہیں اور ایسی کیا بات ہے جس کے لیے میں تم کو معاف کروں۔“ بادشاہ نے کہا۔

آپ مجھے نہیں جانتے لیکن میں آپ کو جانتا ہوں۔ میں آپ کا وہ دشمن ہوں جس نے آپ سے بدلہ لینے کی قسم کھائی تھی۔ آپ نے میرے بھائی کو قتل کر دیا تھا اور اس کی جائیداد ضبط کر لی تھی۔ مجھے معلوم ہوا تھا کہ آپ سادھو سے ملنے اکیلے



گئے ہیں۔ میں نے طے کیا کہ جب آپ لوٹیں گے تو میں آپ کو راستے میں قتل کر دوں گا لیکن دن گزر گیا اور آپ نہیں لوٹے۔ اس لیے میں آپ کا پیہ لگانے کے لیے اپنی کمین گاہ سے نکل آیا۔ اسی درمیان آپ کے حفاظتی دستے کے سپاہیوں سے میری ٹڈ بھڑ ہو گئی۔ انھوں نے مجھے پہچان لیا اور زخمی کر دیا۔ میں ان سے بچ کر تو بھاگ آیا لیکن اگر آپ میرے زخم پر پٹی نہ باندھتے تو میں زیادہ خون نکل جانے کی وجہ سے مر جاتا۔ میں نے آپ کو قتل کرنا چاہا لیکن آپ نے میری جان بچالی۔ اب اگر میں زندہ رہا اور آپ نے میری درخواست قبول کی تو میں ساری زندگی آپ کی خدمت ایک وفادار غلام کی حیثیت سے کرتا رہوں گا۔ میں اپنے بچوں کو بھی نصیحت کر جاؤں گا کہ وہ ایسا ہی کریں۔ مجھے معاف کر دیجیے۔“

بادشاہ اپنے دشمن سے اتنی آسانی سے صلح کر کے اور اُسے دوست بنا کر بہت خوش ہوا۔ اُس نے اس کو معاف ہی نہیں کیا بلکہ اس سے کہا کہ وہ اپنے نوکروں اور شاہی طبیب کو اس کی دیکھ بھال اور علاج کے لیے بھیجے گا اور اس کی جائداد بھی اسے واپس کر دے گا۔

زخمی آدمی سے رخصت ہو کر بادشاہ دہلیز کے سامنے گیا اور ادھر ادھر سادھو کو دیکھنے لگا۔ جانے سے پہلے وہ ایک بار پھر اپنے سوالوں کے جواب حاصل کرنا چاہتا تھا۔ سادھو باہر بیٹھا ہوا ان کیاریوں میں بوائی کر رہا تھا جو ایک روز پہلے کھودی اور بنائی گئی تھیں۔

بادشاہ سادھو کے پاس پہنچا اور کہنے لگا۔

”عقل مند آدمی! میں آخری بار آپ سے اپنے سوالوں کے جواب کی درخواست کرتا ہوں۔“

”جواب تو تم پا چکے ہو۔“ سادھو نے کہا جو ابھی تک اپنی دہلی پتلی ٹانگوں پر جھکا ہوا بادشاہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔

”کیسا جواب؟ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟“

”کیا تمھاری سمجھ میں نہیں آیا؟“ سادھو نے پوچھا۔ اگر تم نے کل مجھ کمزور پر ترس کھا کر میری ان کیاریوں کو کھودا نہ ہوتا اور اپنے راستے پر چلے گئے ہوتے تو وہ آدمی تم پر حملہ کر دیتا اور تم میرے ساتھ نہ ٹھہرے رہنے پر افسوس کر رہے ہوتے۔ اس لیے وہ وقت بہت اہم تھا جب تم کیاریاں کھود رہے تھے۔ میں بھی بہت اہم تھا اور میرے ساتھ نیکی کرنا سب سے اہم کام تھا۔ بعد کو جب وہ آدمی بھاگ کر ہم لوگوں کے پاس آیا تو وہ وقت بھی بڑا اہم تھا اور تم نے اس کے لیے جو کچھ کیا وہ بھی بہت اہم کام تھا۔ اس لیے یاد رکھو کہ وقت ایک ہی بہت اہم ہے اور وہ ہے اب! یہ وقت بہت اہم ہے۔ اس لیے کہ یہی وہ وقت ہے جب ہمارے پاس طاقت ہے۔ وہ آدمی سب سے اہم ہے جس کے ساتھ تم ہو۔ کیوں کہ کسی کو نہیں معلوم کہ اس سے پھر کبھی سابقہ پڑے گا بھی یا نہیں ضروری ہے کہ ایسے انسان کے ساتھ نیکی کی جائے، اس لیے کہ انسان کو یہ زندگی اسی مقصد سے عطا ہوئی ہے۔“

— لیو ٹالسٹائی





منادی	:	اعلان
کٹیا	:	جھونپڑی
گوڑنا	:	بچ بونے کے لیے زمین کھودنا
جانداد	:	مکان، زمین، مال و اسباب
ضبط کرنا	:	سرکاری قبضے میں لے لینا
کمین گاہ	:	چھپنے کی جگہ، وہ جگہ جہاں چھپ کر دشمن پر حملہ کیا جائے
حفاظتی دستہ	:	سپاہیوں کا وہ دستہ جو حفاظت کے کام پر معمور ہو
طیب	:	حکیم، علاج کرنے والا، معالج

غور کیجیے



- ہر کام کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے اگر وہ کام وقت پر نہ کیا جائے تو پھر ٹھیک سے انجام نہیں پاسکتا اسی لیے کہا گیا ہے کہ 'گیا وقت پھر ہاتھ نہیں آتا۔'
- اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ہمیں سخت محنت اور لگن سے کام کرنا چاہیے۔ کسی بھی کام کو کرنے کے لیے صبر اور تحمل کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔



سوچیے اور بتائیے



1. آپ کو تین سوالوں میں سب سے مشکل سوال کون سا لگا اور کیوں؟
2. بادشاہ نے اپنے سوالوں کے جواب حاصل کرنے کے لیے کیا طریقہ استعمال کیا؟



3. سادھو کا بادشاہ کو اپنے پاس روکنے کا سبب کیا تھا؟
4. زخمی آدمی کون تھا اور اس کی بادشاہ سے کیا دشمنی تھی؟
5. بادشاہ کو اپنے سوالوں کا اطمینان بخش جواب کب اور کس طرح ملا؟
6. اگر بادشاہ کی جگہ آپ ہوتے تو سوالوں کا حل کس طرح تلاش کرتے؟



پڑھیے، سمجھیے اور لکھیے

آپ پڑھ چکے ہیں کہ تین حرفی مادے سے مختلف نئے الفاظ بنائے جاتے ہیں۔ یہ مادہ تین حرفی یا چار حرفی ہوتا ہے۔ جیسے 'شکر' مادہ ہے، اس سے مشکور، تشکر، شکور، شاکر اور متشکر الفاظ بنتے ہیں۔ اپنے ہم جماعت ساتھیوں سے گفتگو کیجیے اور نیچے دیے الفاظ سے نئے الفاظ بنائیے: (آپ لغت کی مدد بھی لے سکتے ہیں۔)

i. نظر	_____	_____	_____	_____
ii. نظم	_____	_____	_____	_____
iii. کتب	_____	_____	_____	_____
iv. کرم	_____	_____	_____	_____

ایسے الفاظ جو تلفظ یا املا کے لحاظ سے تو ایک جیسے ہوں، مگر معنی کے اعتبار سے مختلف ہوں 'صنعت تجنیس' کہلاتے ہیں۔ نیچے دیے گئے تجنیسی الفاظ کا استعمال کرتے ہوئے ایسے جملے بنائیے، لیکن خیال رہے دونوں کے معنی مختلف ہوں:

مانگ	_____
کل	_____
خط	_____
کان	_____
پُر	_____
بند	_____



● آپ جانتے ہیں کہ عام بول چال کے وہ جملے جو اپنے لفظی معنی سے ہٹ کر کچھ اور معنی ادا کرتے ہیں انہیں ضرب المثل کہتے ہیں۔ مثال کے مطابق نیچے دیے گئے جملوں کو ان سے متعلق ضرب المثل سے ملائیے:

1. مایوسی میں ذرا سی مدد بھی بہت کام دے جاتی ہے۔
 2. ایک وقت میں دو کام انجام دینا۔
 3. برائی کا نتیجہ برا اور اچھائی کا نتیجہ اچھا ہوتا ہے۔
 4. کسی شخص یا چیز کو بغیر جانے ہوئے اچھا سمجھ لینا
 5. جو چیز آنکھوں کے سامنے ہو اس کو کیا بیان کرنا
 6. ایک آفت سے نکلا تو دوسری میں پھنس گیا۔
- دور کے ڈھول سہانے
جیسا بوئے گا ویسا کاٹے گا
ڈوبتے کو تنکے کا سہارا
ایک پنتھ دو کاج
آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا
ہاتھ کنگن کو آرسی کیا

● آپ جانتے ہیں کہ جب ایک ہی لفظ کو دو بار استعمال کیا جاتا ہے تو اس سے معنی میں شدت پیدا ہوتی ہے۔ ایسے الفاظ کو 'تکرار لفظی' کہتے ہیں۔ ذیل میں دیے ہوئے لفظوں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

الفاظ	جملے
i. جلدی جلدی	_____
ii. موٹے موٹے	_____
iii. باغ باغ	_____
iv. اچھے اچھے	_____
v. آہستہ آہستہ	_____
vi. رفتہ رفتہ	_____

● نیچے دیے گئے جملوں میں فعل کی نشان دہی کیجیے اور اس فعل کی قسم بھی بتائیے:

i. بادشاہ سادھو سے مشورہ کرے گا۔

ii. سادھو اپنی کٹیا کے سامنے زمین کی کھدائی کر رہا تھا۔

iii. بادشاہ نے کہا کہ ”مجھے پھاوڑادو میں تمہارا کام کروں گا۔“

iv. وہ آدمی زمین پر گر کر بے ہوش ہو گیا۔

v. آپ کے حفاظتی دستوں سے میری مڈ بھیر ہو گئی۔

تلاش کیجیے



● کہانی میں آئے اس جملے پر غور کیجیے: ”وہ آدمی جو زخمی تھا اور چار پائی پر لیٹا ہوا اپنی چمکتی آنکھوں سے ٹکلی لگائے ہوئے دیکھ رہا تھا۔“ اس جملے میں لفظ ’چار پائی‘ استعمال ہوا ہے۔ چار پائی کے مترادفات ہیں چھوٹا پلنگ، کھاٹ، پلنگڑی، مسہری۔ آپ لائبریری سے رشید احمد صدیقی کا انشائیہ ’چار پائی‘ اور مشتاق احمد یوسفی کا ’چار پائی اور کلچر‘ حاصل کر کے پڑھیے۔

تخلیقی اظہار



● آپ نے کوئی کہانی ضرور پڑھی ہوگی۔ اپنی پسندیدہ کہانی کے مرکزی خیال کو بنیاد بنا کر اپنی زبان میں ایک کہانی لکھیے۔ آپ نیچے دیے گئے الفاظ کی مدد سے بھی کہانی لکھ سکتے ہیں:

جنگل کا ماحول — صبح کا وقت — سادھو کی کٹیا — ندی کا کنارہ — ہرنوں کا جھنڈ —

گھوڑے پر سوار شہزادہ — زخمی ہرن — مرہم پیٹی کرتا ہوا سادھو —



● ہم جماعت طلباء کے ساتھ مل کر اسکول کے سالانہ جلسے کے پروگرام کا منصوبہ تیار کیجیے اور اسے اسکول انتظامیہ کے سامنے پیش کیجیے۔

● تصور کیجیے کہ آپ کو اپنے علاقے کے اعلیٰ عہدیدار سے ملاقات کا موقع حاصل ہو، آپ اُن سے کون سے دس سوالات پوچھنا چاہیں گے۔ دی گئی جگہ میں لکھیے:



- i. _____
- ii. _____
- iii. _____
- iv. _____
- v. _____
- vi. _____
- vii. _____
- viii. _____
- ix. _____
- x. _____



● آج کل درخت بہت تیزی سے کاٹے جا رہے اور شہر بسائے جا رہے ہیں جس کی وجہ سے ماحول کا توازن بگڑتا اور آلودگی دن بہ دن بڑھتی جا رہی ہے۔ آپ آس پاس کے درختوں کی حفاظت کے لیے کون سی تدابیر اختیار کریں گے اپنے ہم جماعت ساتھیوں سے گفتگو کیجیے۔

● اپنے اسکول میں اپنے ہم جماعت ساتھیوں سے مل کر ایک کیاری بنائیے اس کی نرائی، گرائی کیجیے اور اس میں اپنے پسندیدہ پھولوں کے پودے لگا کر ان کی دیکھ بھال کیجیے۔

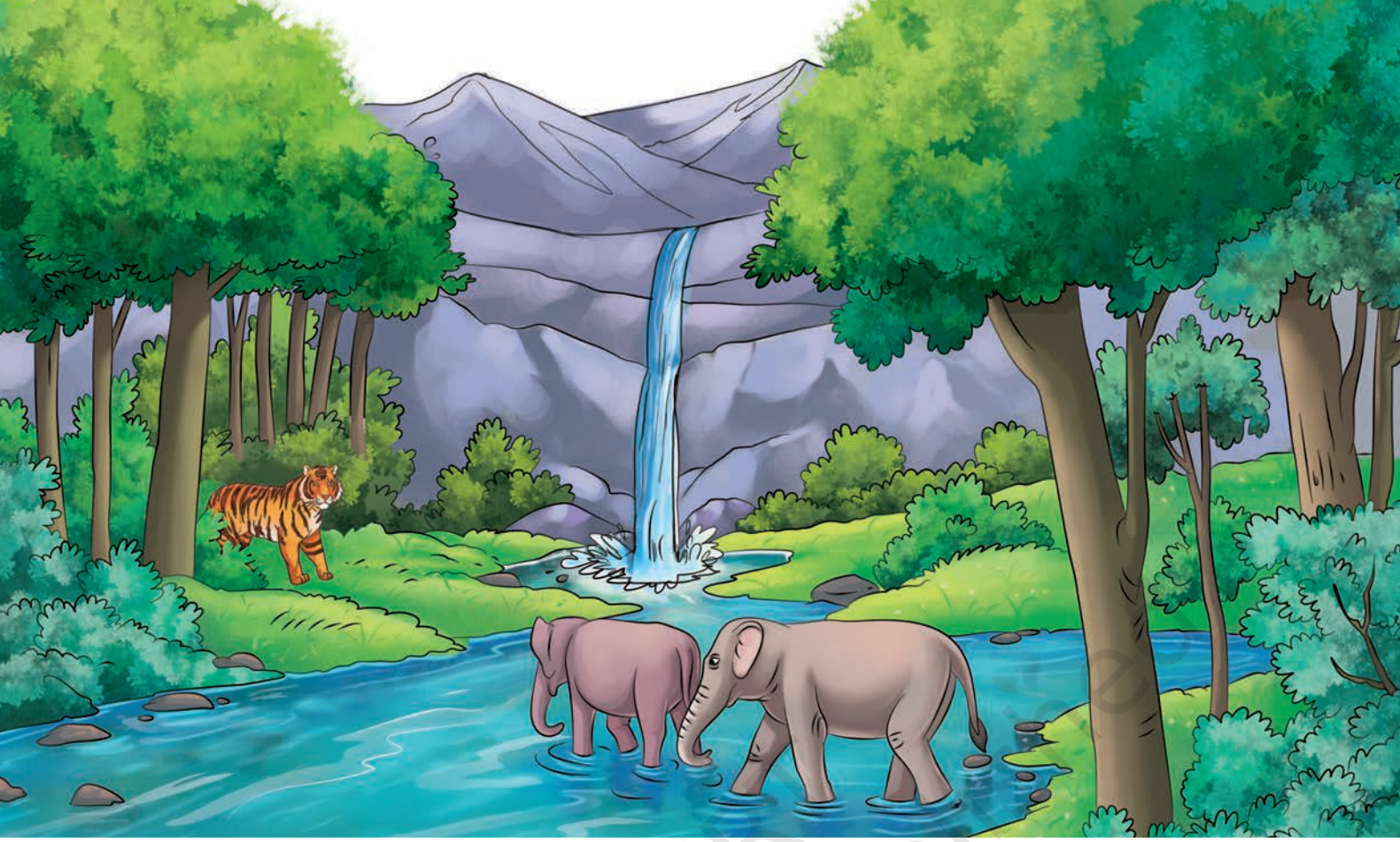




انسانی آبادی مسلسل بڑھ رہی ہے، جس کے سبب نئی نئی بستیاں بسانے کی ضرورت پیش آرہی ہے۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے جنگلات کاٹنے شروع کر دیے گئے۔ جنگلات کم ہوئے تو آب و ہوا اور ماحولیات کا توازن بگڑنے لگا۔ انسان کو اپنی نا سمجھی کے باعث نقصانات کا اندازہ ہوا تو جنگلوں کو محفوظ کیے جانے کی فکر ہوئی تاکہ ان میں رہنے والے جانور اور پیڑ پودوں کی بھی حفاظت کی جاسکے اور ماحولیاتی توازن بھی نہ بگڑنے دیا جائے حکومت کے ذریعے بنائے قوانین کی مدد سے جنگلوں کے تحفظ کو یقینی بنایا گیا۔ ان محفوظ جنگلات کو نیشنل ریزرو پارک کہا جاتا ہے۔ ان پارکوں میں پیڑ پودوں اور جانوروں کو وہاں پہلے سے موجود قدرتی ماحول میں قائم رکھا جاتا ہے۔ ان میں کسی قسم کی تبدیلی کی اجازت نہیں ہوتی۔ البتہ تفریحی سیاحت یا تحقیقی مقاصد کے لیے داخلہ کی اجازت ہوتی ہے۔

ہندوستان میں اس وقت سو سے زیادہ نیشنل ریزرو پارک ہیں۔ ان پارکوں میں اتر اکھنڈ میں واقع جم کاربٹ پارک، راجستھان کا رنتھمبور، گجرات کا گیر جنگل، مغربی بنگال کا سندر بن اور آسام کا کازی رنگ نیشنل پارک بہت مشہور ہیں۔





کازی رنگا نیشنل ریزرو پارک ہمارے ملک کے بڑے اور مشہور پارکوں میں سے ایک ہے۔ یہ پارک آسام کے گولاگھاٹ اور نوگاؤں ضلعوں کے درمیان پھیلا ہوا ہے۔ یہ ہمالیہ کی ترائی میں مشرقی سرے کے گرم اور مرطوب آب و ہوا والے علاقہ میں واقع ہے۔ اس پارک میں جنگلی جانوروں اور پرندوں کی بہت سی قسمیں پائی جاتی ہیں۔ خصوصاً ایک سینگ والے گینڈے یہاں بڑی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ قدرتی مناظر کا حسن بھی چاروں طرف بکھرا پڑا ہے۔

کازی رنگا نیشنل پارک کا قیام 1905 میں انگریز وائسرائے لارڈ کرزن کے ہاتھوں عمل میں آیا۔ لارڈ کرزن نے ڈھائی سو کلومیٹر کے رقبے کو محفوظ کر کے یہاں شکار پر پابندی لگادی تھی۔ صرف سیاحوں کو اجازت نامہ جاری کر کے گھومنے کی اجازت تھی۔ 1974 میں حکومت کی جانب سے اسے نیشنل پارک کا درجہ دیا گیا اور 1985 میں یونیسکو (UNESCO) نے اسے عالمی ثقافتی ورثہ (World Heritage Site) کا درجہ دیا۔ یہ قومی پارک برہم پتر ندی کے کنارے واقع ہے۔ برہم پتر میں تقریباً ہر سال زبردست سیلاب آتا ہے جس سے پارک کے تین چوتھائی حصہ میں پانی بھر جاتا ہے۔ اس سیلاب کی وجہ سے بڑی تعداد میں جانوروں کی جانیں تلف ہو جاتی ہیں۔ پارک کے جانوروں کی جان بچانے کے لیے اس پارک کی سرحد پر ایک اور نیشنل پارک بنایا گیا جس کا نام مانس (Manas) ہے۔ بارش کے دنوں میں جانوروں کو اس پارک میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔ یہ پارک کازی آنگ (Kazi Aang) پہاڑ کے قریب واقع ہے۔ سیلاب کی صورت حال ختم ہونے کے بعد یہ جانور واپس نیچے آ جاتے ہیں۔



اس پارک کا نام کازی رنگ کیوں پڑا؟ اس سے متعلق یوں تو کئی دل چسپ کہانیاں مشہور ہیں۔ لیکن یہ بات زیادہ قرین قیاس معلوم ہوتی ہے کہ 'کربی' زبان میں 'کازی' بکری یا ہرن کو کہتے ہیں اور 'رنگا' سرخ رنگ کو کہا جاتا ہے۔ چونکہ اس پارک میں سرخی مائل ہرن بکثرت پائے جاتے ہیں، اسی لیے اس کا نام 'کازی رنگا' پڑ گیا۔

یہ پارک گرچہ ایک سینگ والے گینڈوں کے لیے دنیا بھر میں مشہور ہے لیکن یہاں اس کے علاوہ بھی انواع و اقسام کے جانور پائے جاتے ہیں۔ مثلاً ہاتھی، سفید موزوں والے بڑے اور طاقتور پانی کے بھینسے، پاڑے، سانپ، ہرن، بارہ سینگھے، جنگلی سور، تیندوے، جنگلی بلی، سانپ جیسی پھنکار نکالنے والے خرگوش، بڑے اور بھورے نیولے، لومڑیاں، گیدڑ، لمبی تھوٹھنی والے بھالو، چھلانگ لگانے والی لومڑیاں، مکاؤ بندر،

لنگور، بن مانس جنھیں انگریزی میں Ape کہتے

ہیں اور کالے سروالے بندر بلکہ پینگوئن بھی

اس پارک میں مل جاتے ہیں۔ یہ پارک

پروجیکٹ ٹائگر (Project Tiger)

کے تحت بھی منظور

ہے۔ یہاں بڑی تعداد میں

سیاح آزاد گھومتے باگھوں

کو دیکھنے کے مقصد سے آتے

ہیں۔ ایک دل چسپ بات

یہ ہے کہ باگھ، چیتا اور تیندو جیسے

سبھی جانور بلی کے خاندان سے تعلق

رکھتے ہیں کیوں کہ ان کی شکل و صورت اور عادات

و اطوار بڑی حد تک بلی سے مشابہت رکھتے ہیں۔ اسی لیے انھیں بڑی

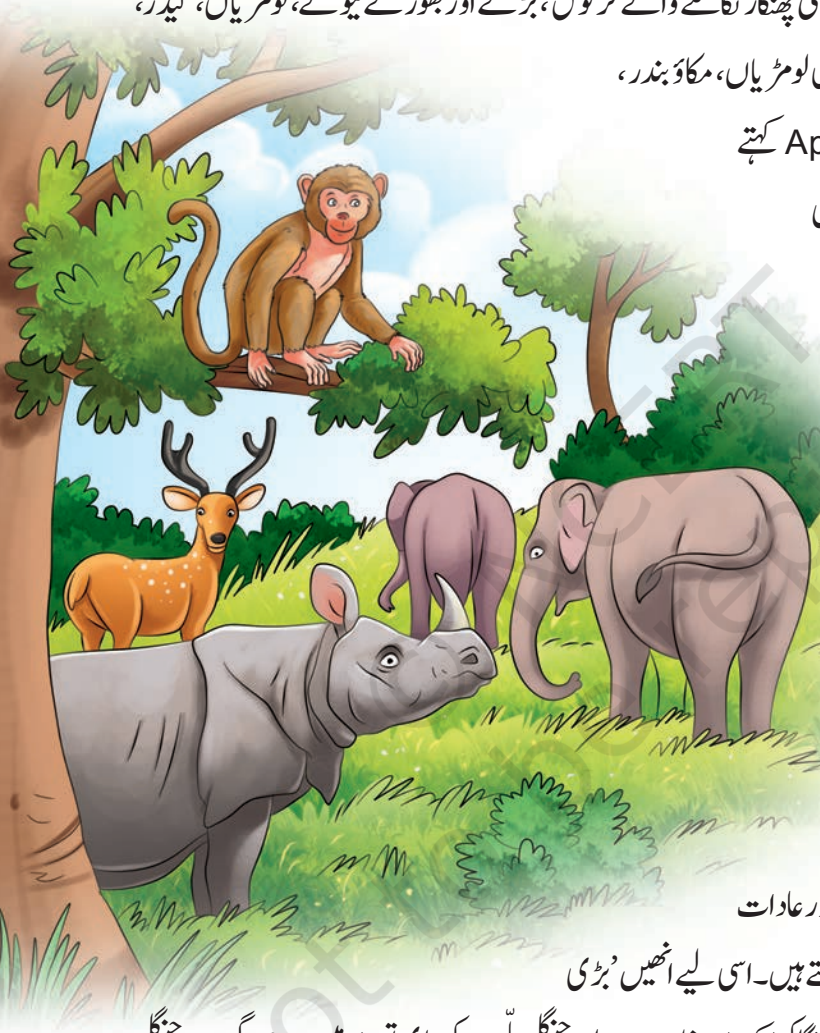
بلی (Big Cat) کہا جاتا ہے۔ کازی رنگ کی ایک اور خاصیت یہاں جنگلی بلیوں کی بڑی تعداد میں موجودگی ہے۔ جنگلی

بلیاں جسامت میں ہمارے شہروں میں پائے جانے والی بلیوں سے کہیں زیادہ بڑی اور بے حد خونخوار ہوتی ہیں۔ کئی بلیاں

مل کر کسی بڑے جانور پر حملہ کر دیں تو اسے جان بچانی مشکل ہو جاتی ہے۔ ایسی جنگلی بلیاں عام طور پر ہرن نیشنل پارک میں

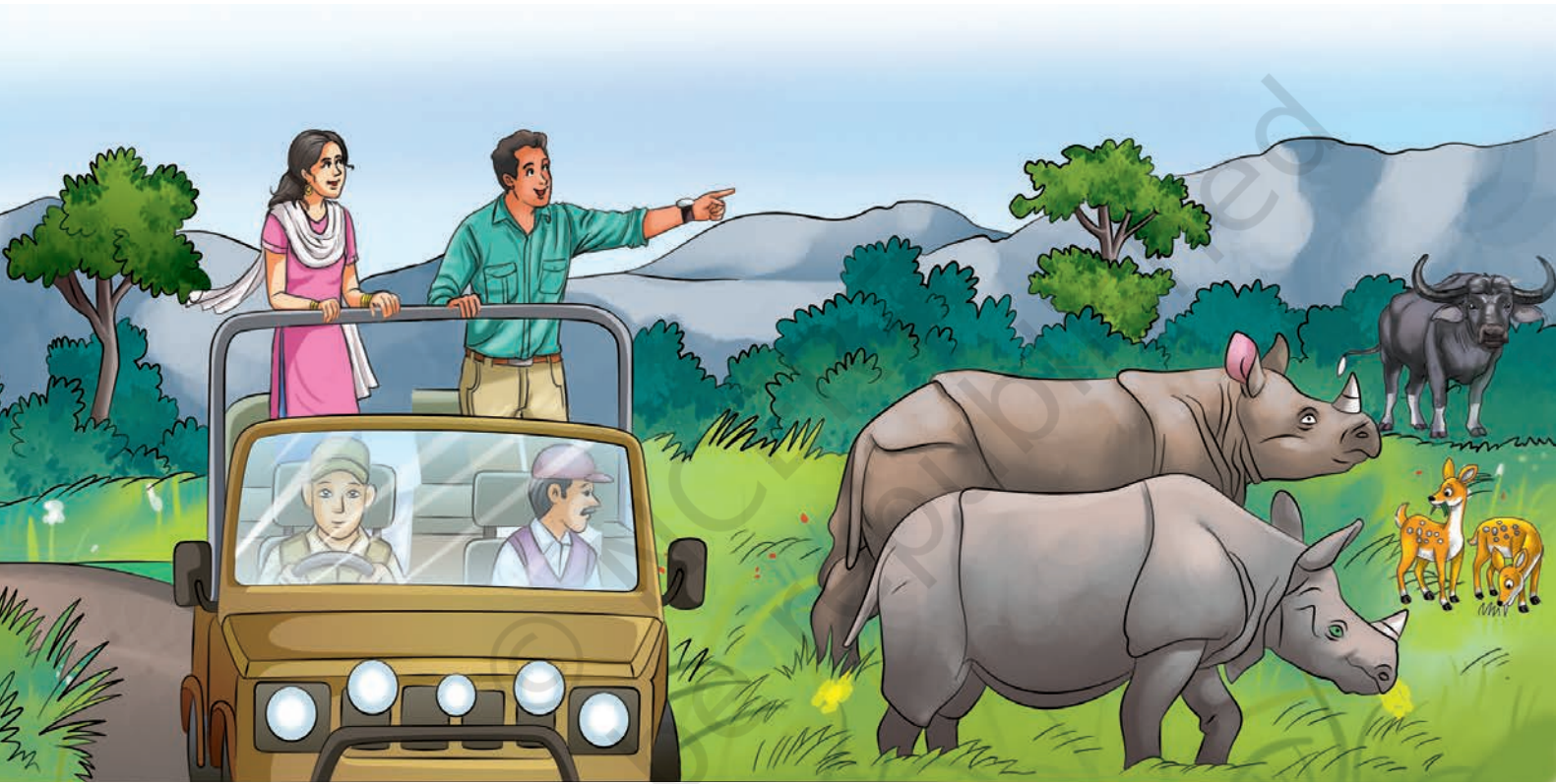
نہیں پائی جاتیں۔ یہاں کے جنگلی بھینسے بھی اپنی مثال آپ ہیں۔ سیاہ، لمبے چوڑے طاقتور، نوکیلے سینگوں والے بھینسے

یہاں کثرت سے ملتے ہیں۔ اگر شیر ان پر حملہ کرنے کی غلطی کر بیٹھے تو اسے بھی دانتوں پسینہ آ جاتا ہے۔ یہ مضبوط بھینسے، شیر





اور چیتے کو اپنے سینگوں پر اٹھا کر دور پھینک دیتے ہیں۔ جھنڈ میں یہ اور بھی خطرناک ہو جاتے ہیں۔ بڑی بلیاں (شیر وغیرہ) اگر انھیں اپنا شکار بنانا چاہیں تو پورا جھنڈ اس کی مدد کے لیے پہنچ جاتا ہے اور باگھ کو جان بچا کر بھاگتے ہی بن پڑتا ہے۔ یہ گہرے کالے ہوتے ہیں لیکن ان کے پاؤں کے بال نیچے سے ایک ڈیڑھ فٹ اوپر تک بالکل سفید ہوتے ہیں جیسے انھوں نے سفید موزے پہن رکھے ہوں۔ پارک میں گھومنے والے سیاحوں کی گاڑیوں کو اگر بھینسے، ہاتھی یا گینڈوں کا جھنڈ سڑک پار کرتا نظر آجائے تو وہ کافی فاصلے پر گاڑی روک لیتے ہیں تاکہ کسی امکانی خطرے سے محفوظ رہ سکیں۔



گینڈوں کی طاقت کا تو جواب ہی نہیں ہے۔ نیشنل پارک کی اصل رونق انہی سے ہے۔ ان کا سینگ کالا، بڑا اور نوکیلا ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی جان ان سینگوں میں ہوتی ہے۔ یہ گینڈے عموماً تنہا گھومتے ہوئے اکثر سیاحوں کو نظر آ جاتے ہیں۔

کازی رنگ نیشنل پارک مختلف قسم کے پرندوں کے لیے بھی مشہور ہے۔ سردی کے موسم میں ٹھنڈے ملکوں سے ہجرت کر کے آنے والے پرندوں کے لیے بھی یہ ایک بہترین پناہ گاہ ہے۔ آس پاس کی جھیلوں اور ندیوں میں مچھلیاں اور مگرچھ بھی ہیں۔ ان پانیوں میں آبی پرندے سارس اور بگلے (Sea Gulls) بھی مل جاتے ہیں۔ ایک زمانے میں یہاں بڑی تعداد میں گدھ بھی ہوا کرتے تھے۔





جانوروں کی حفاظت کے لیے جنگلات کے محکمے نے بڑی تعداد میں رینجرس (Rangers) مقرر کیے ہیں جو پوچروں (Poachers) سے جانوروں کی حفاظت کرتے ہیں۔ سیاحوں کو پارک میں گھمانے کے لیے جیپوں (Jeep) اور ہاتھیوں کا انتظام ہے۔ آبی راستوں پر کشتیاں بھی کرائے پر مل جاتی ہیں۔ اس طرح زمین اور پانی دونوں مقامات کی سیر کا عمدہ انتظام ہے۔ ریاستی حکومت کا محکمہ جنگلات جانوروں کی فلاح، درختوں کی دیکھ بھال اور نئے درختوں کی پود لگانے کا کام بھی انجام دیتا ہے۔

کازی رنگائیشل پارک نہایت شاندار پارک ہے۔ یہ اپنے قدرتی حسن، نایاب جانوروں، پرندوں، آبی جانوروں اور درختوں کے لیے ساری دنیا میں شہرت رکھتا ہے۔ مخصوص موسم میں دیس بدیس کے سیاحوں کا یہاں میلہ سالگاہتا ہے۔ یہ پارک ہمارے ملک کا ایک بیش قیمت اور نایاب قدرتی ورثہ ہے۔

— ادارہ





ماحول کی جمع	:	ماحولیات
برابری، تناسب	:	توازن
حفاظت، بچاؤ	:	تحفظ
سیر کرنا، گھومنا پھرنا	:	سیاحت
محفوظ جگہ	:	پناہ گاہ
نقصان، بربادی	:	تلف
پہاڑوں کی ڈھلان کا زرخیز حصہ	:	ترائی
گیلی، نم	:	مرطوب
زمینی لمبائی چوڑائی	:	رقبہ
سیر کرنے والا	:	سیاح

غور کیجیے



- نیشنل پارک جنگلی جانوروں اور درختوں کی حفاظت کے لیے بنایا گیا ایک ایسا مقام ہے جہاں جانور قدرتی ماحول میں آزادی کے ساتھ گھومتے پھرتے اور زندگی گزارتے ہیں۔
- جانوروں کی حفاظت کے لیے جنگلات کے محکمے نے بڑی تعداد میں ریجنل کی تقرری کی ہوئی ہے۔ اسی طرح 'ون درگا' جنگلاتی محافظ دستہ بھی تعینات کیا ہے جو خواتین پر مشتمل ہے۔

سوچیے اور بتائیے



1. کازی رنگا نیشنل پارک میں ایک سینکڑوں لے گینڈے کے علاوہ کون کون سے جانور موجود ہیں؟
2. وائلڈ لائف سنجہری میں دوسرے جنگلات سے لاکر جانور کیوں چھوڑے جاتے ہیں؟



3. نیشنل پارک مانس کے قیام کا مقصد کیا ہے؟
4. نیشنل پارک میں رینجرس (Rangers) کس کام کے لیے تعینات کیے جاتے ہیں؟
5. بڑی بلی کس کو کہا گیا ہے اور کیوں؟

◆ خالی جگہوں کو پُر کیجیے:

1. بہادر لوگ _____ سے خوف زدہ نہیں ہوتے۔ (مشکل / مشکلات)
2. سمندر کی بعض _____ ہوا میں اڑتی بھی ہیں۔ (مچھلی / مچھلیاں)
3. جاپان میں لکڑی کی _____ بنائی جاتی ہیں۔ (عمارت / عمارتیں)
4. پارک میں کئی _____ فوارے لگے ہوئے ہیں۔ (عدد / اعداد)



◆ ان جملوں کو غور سے پڑھیے:

— آسمان میں کالے کالے بادل چھا رہے ہیں۔

— آبادی میں بڑھوتری کے سبب نئی نئی بستیاں بسانے کی ضرورت پیش آتی ہے۔

پہلے جملے میں 'کالے کالے' اور دوسرے جملے میں 'نئی نئی' الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ جب تحریر میں کسی بات پر زور پیدا کرنا ہوتا ہے تو جملے میں ایک ہی لفظ دو مرتبہ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس سے نہ صرف بات میں زور پیدا ہوتا ہے بلکہ تحریر میں خوبصورتی بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ آپ ایسے پانچ الفاظ تلاش کر کے لکھیے اور انہیں جملوں میں استعمال کیجیے:

- i. _____
- ii. _____
- iii. _____
- iv. _____
- v. _____



♦ دی گئی عبارت کو پڑھیے اور خالی جگہوں کو مناسب صفت سے پُر کیجیے:

ضرورت مند، پابند، سعادت مند، شاندار، سونے کا، ذہین، نوّے، پہلی

عارف بہت _____ لڑکا ہے۔ اس نے _____ بار میں ہی مقابلہ جاتی امتحان میں _____
فی صد نمبروں سے کامیابی حاصل کی ہے۔ اس کی _____ کامیابی پر اسکول سے _____ کا تمغہ دیا گیا
ہے۔ اس میں اور بھی کئی خوبیاں ہیں۔ وہ وقت کا _____ ہے۔ وہ ایک _____ بیٹا اور شاگرد ہے۔
وہ _____ لوگوں کی مدد کے لیے ہمیشہ تیار رہتا ہے۔

♦ دیے گئے جملوں کو صحیح فعل زماں کی مدد سے مکمل کیجیے:

1. قدرت نے انسان کو اعلیٰ درجے کا دماغ عطا _____ ہے۔
2. قدیم زمانے کا انسان دو پتھروں کی رگڑ سے آگ پیدا _____ تھا۔
3. وہ دن دور نہیں جب انسان مرتخ پر بھی قدم _____ گا۔
4. ہمارے ملک میں مختلف قسم کے جانور پائے _____ ہیں۔
5. آبی راستوں کا سفر کشتیوں سے _____ ہیں۔

♦ دیے گئے الفاظ سے لاحقے الگ کر کے لکھیے:



_____ سبزہ زار
_____ سبزی خور
_____ مددگار
_____ پناہ گاہ
_____ فکر مند

◆ مثال کے مطابق نیچے دیے گئے الفاظ کی جمع اور جمع الجمع لکھیے:

واحد	جمع	جمع الجمع
مثال: خبر	اخبار	اخبارات
i. رقم		
ii. وجہ		
iii. رکن		
iv. حکم		
v. عجیب		

◆ مثال کے مطابق درج ذیل نیشنل پارکوں کا ان کے علاقوں سے جوڑ ملائیے:

1. جم کاربٹ نیشنل پارک
 2. کازی رنگا نیشنل پارک
 3. گیر نیشنل پارک
 4. پیری یار نیشنل پارک
 5. باندی پور نیشنل پارک
- کرنٹک
کیرلہ
اتراکھنڈ
گجرات
آسام

تلاش کیجیے



- مکاؤ بندر، لنگور اور بن مانس کے بارے میں معلومات حاصل کیجیے اور ان کے درمیان فرق کی نشان دہی کیجیے۔
- برڈ سنکجری میں کس قسم کے پرندے پائے جاتے ہیں ان کے بارے میں معلومات حاصل کیجیے۔
- اپنے ہم جماعت ساتھیوں کے ساتھ مل کر دنیا کے کم سے کم چار مشہور نیشنل پارکوں، ان میں پائے جانے والے جانوروں اور ان ملکوں و شہروں کے نام لکھیے جہاں یہ واقع ہیں۔



◆ نیچے دیے گئے معتمے میں سے جانوروں کے نام تلاش کیجیے:

ہ	ل	گ	م	خ	ر	گ	و	ش
ا	ب	ن	و	ل	و	م	ڑ	ی
ت	ن	ہ	ر	ن	چ	ی	ت	ا
ھ	د	س	ل	گ	ی	ن	ڈ	ا
ی	ر	گ	ی	د	ڑ	ی	چ	ھ
ب	ل	ل	ی	ل	ن	گ	و	ر

1. _____ 2. _____
3. _____ 4. _____
5. _____ 6. _____
7. _____ 8. _____
9. _____ 10. _____

تخلیقی اظہار



- اگر آپ کے گھر میں یا آس پاس کوئی پالتو جانور ہے تو اس کی عادات و اطوار کا مشاہدہ کیجیے اور اس سے متعلق اپنے خیالات کو ایک مضمون کی شکل میں لکھیے۔
- آپ اپنے دوست کو خط لکھیے جس میں جم کاربٹ، رتھنبور یا گیر (گر) جنگل یا کسی نیشنل پارک کی سیر کے بارے میں بتائیے۔

عملی کام



- اپنے استاد کے ساتھ کسی چڑیا گھر (Zoo) کی سیر کیجیے اور وہاں موجود جانوروں کے نام لکھیے اور یہ بتائیے کہ ان کے لیے کس قسم کی سہولیات کا انتظام ہے۔



- اپنے آس پاس اور گھریلو جانوروں کی حفاظت کے لیے آپ کیا اقدامات کرتے ہیں؟ پیرا گراف لکھ کر بیان کیجیے۔
- سبق میں جن جنگلی جانوروں کا ذکر ہوا ہے ان میں سے اپنے پسندیدہ پانچ جانوروں کی تصاویر اپنی نوٹ بک میں چسپاں کیجیے۔ اپنے ہم جماعت ساتھیوں سے گفتگو کر کے ہر جانور کے بارے میں مختصر معلومات تحریر کیجیے۔
- درج ذیل اقتباس کی روشنی میں 'جنگل ہماری زندگی میں بہت ضروری ہیں' موضوع پر اپنے تاثرات کا اظہار کیجیے۔

”زیادہ تر جانوروں کو پودوں سے غذا ملتی ہے۔ کچھ جانور ایسے بھی ہوتے ہیں جو دوسرے جانوروں کا شکار کر کے ان کا گوشت کھاتے ہیں، جیسے: شیر، چیتا وغیرہ۔ چرندوں سے یہ فائدہ ہے کہ وہ جنگل کے پیڑ پودوں کو کھاتے رہتے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہو تو جنگل اتنے گھنے ہو جائیں کہ ان میں روشنی، ہوا اور پانی کی کمی ہو جائے اور پیڑ پودے مرجائیں۔ دوسری طرف اگر درندے نہ ہوں تو چرند اتنے ہو جائیں گے کہ سارے کا سارا جنگل کھا کر ختم کر دیں گے۔ چڑیاں جنگلوں کے لیے ضروری ہیں، اس لیے کہ ان کی وجہ سے کیڑے مکوڑے کم ہوتے رہتے ہیں۔ وہ بیجوں کو بھی بکھیرتی ہیں اور ان کی بیٹ سے جنگل زرخیز ہوتے رہتے ہیں۔ غرض ہر جانور اور ہر پودا جنگل کی زندگی کے لیے اپنی اپنی جگہ پر ضروری ہے۔“





4871 CH08



نام دیو مالی

8

نام دیو 'مقبرہ رابعہ درانی' اور نگ آباد (دکن) کے باغ میں مالی تھا۔ مقبرے کا باغ میری نگرانی میں تھا۔ میرے رہنے کا مکان بھی باغ کے احاطے ہی میں تھا۔ میں نے اپنے بنگلے کے سامنے چمن بنانے کا کام نام دیو کے سپرد کیا۔ میں اندر کمرے میں کام کرتا رہتا تھا۔ میری میز کے سامنے بڑی سی کھڑکی تھی۔ اس میں سے چمن صاف نظر آتا تھا۔ لکھتے لکھتے کبھی نظر اٹھا کر دیکھتا، تو نام دیو کو ہمہ تن اپنے کام میں مصروف پاتا۔ بعض دفعہ اس کی حرکتیں دیکھ کر بہت تعجب ہوتا۔ مثلاً کیا دیکھتا ہوں کہ نام دیو ایک پودے کے سامنے بیٹھا اس کا تھانولا صاف کر رہا ہے۔ تھانولا صاف کر کے حوض سے پانی لیا اور آہستہ آہستہ ڈالنا شروع کیا۔ پانی ڈال کر ڈول درست کیا اور ہر رخ سے پودے کو مڑ مڑ کر دیکھا۔ پھر اٹے پاؤں پیچھے ہٹ کر اسے دیکھنے لگا۔ دیکھتا جاتا تھا اور مسکراتا اور خوش ہوتا تھا۔ یہ دیکھ کر مجھے حیرت بھی ہوئی اور خوشی بھی۔ کام اسی وقت ہوتا ہے جب اس میں لذت آنے لگے۔ بے مزہ کام، کام نہیں بے گار ہے۔





اب مجھے اس سے دل چسپی ہونے لگی۔ یہاں تک کہ بعض وقت اپنا کام چھوڑ کر اسے دیکھ کرتا۔ مگر اسے خبر نہ ہوتی کہ کوئی دیکھ رہا ہے یا اس کے آس پاس کیا ہو رہا ہے۔ وہ اپنے کام میں مگن رہتا۔ اس کی کوئی اولاد نہ تھی۔ وہ اپنے پودوں اور پیڑوں ہی کو اپنی اولاد سمجھتا تھا اور اولاد کی طرح ان کی پرورش اور نگہداشت کرتا۔ ان کو سبز اور شاداب دیکھ کر ایسا ہی خوش ہوتا جیسے ماں اپنے بچوں کو دیکھ کر خوش ہوتی ہے۔ وہ ایک ایک پودے کے پاس بیٹھتا، ان کو پیار کرتا، جھک جھک کے دیکھتا اور ایسا معلوم ہوتا گویا ان سے

چپکے چپکے باتیں کر رہا ہے۔ جیسے جیسے وہ بڑھتے، پھولتے پھلتے اس کا دل بھی بڑھتا اور پھولتا پھلتا تھا، ان کو توانا دیکھ کر اس کے چہرے پر خوشی کی لہر دوڑ جاتی۔ کبھی کسی پودے کو اتفاق سے کیڑا لگ جاتا یا کوئی اور روگ پیدا ہو جاتا تو اسے بڑی فکر ہوتی۔ بازار سے دوائیں لاتا۔ باغ کے داروغہ یا مجھ سے کہہ کر منگواتا۔ دن بھر اسی میں لگا رہتا اور اُس پودے کی ایسی سیوا کرتا جیسے کوئی ہمدرد اور نیک دل ڈاکٹر اپنے عزیز بیمار کی کرتا ہے۔ ہزار جتن کرتا اور اسے بچا لیتا اور جب تک وہ تندرست نہ

ہو جاتا اسے چین نہ آتا۔ اس کے لگائے ہوئے پودے

ہمیشہ پروان چڑھے اور کبھی کوئی پیڑ ضائع نہ ہوا۔

باغوں میں رہتے رہتے اسے جڑی بوٹیوں کی بھی

شناخت ہو گئی تھی۔ خاص کر بچوں کے علاج میں اسے

بڑی مہارت تھی۔ دور دور سے لوگ اس کے پاس بچوں

کے علاج کے لیے آتے تھے۔ وہ اپنے باغ ہی میں سے

جڑی بوٹیاں لا کر بڑی شفقت اور غور سے ان کا علاج

کرتا۔ کبھی کبھی دوسرے گاؤں والے بھی اسے علاج

کے لیے بلا لے جاتے۔ بلاتامل چلا جاتا۔ مفت علاج

کرتا اور کبھی کسی سے کچھ نہیں لیتا۔

وہ خود بھی بہت صاف ستھرا رہتا تھا اور ایسا ہی چمن

کو بھی رکھتا۔ اس قدر پاک صاف جیسے رسوئی کا چوکا۔

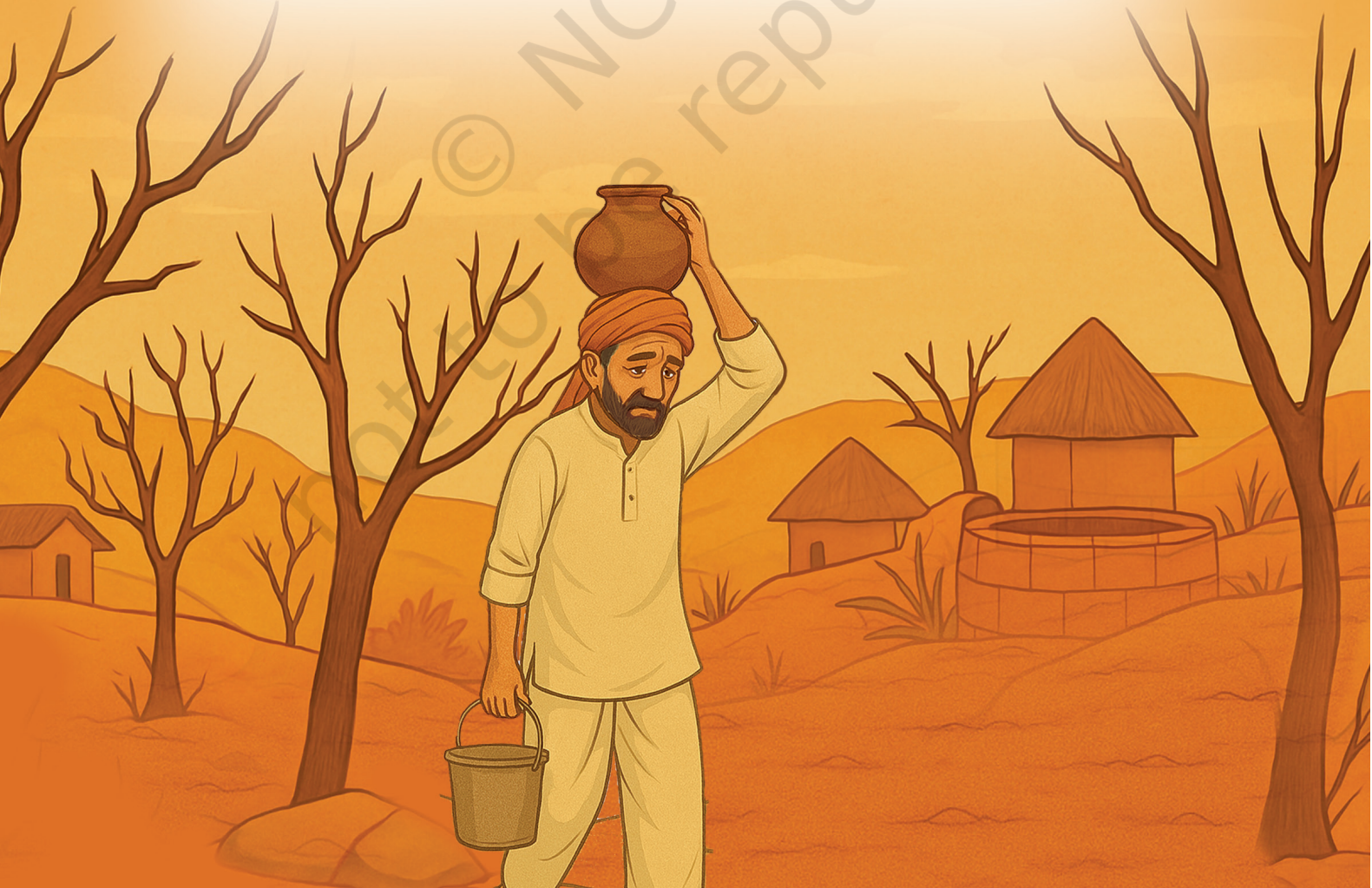


کیا مجال جو کہیں گھاس پھوس یا کنکر پتھر پڑا رہے۔ روشیں باقاعدہ، تھانولے درست، سینچائی اور شاخوں کی کاٹ چھانٹ وقت پر، جھاڑنا بہار صبح شام روزانہ۔ غرض سارے چمن کو آئینہ بنا رکھا تھا۔

ایک سال بارش بہت کم ہوئی۔ کنوؤں اور بولیوں میں پانی برائے نام رہ گیا۔ باغ پر آفت ٹوٹ پڑی۔ بہت سے پودے اور پیڑ تلف ہو گئے۔ جو بچ رہے وہ ایسے نڈھال اور مرجھائے ہوئے تھے جیسے دق کے بیمار، لیکن نام دیو کا چمن ہر ابھرا تھا۔ وہ دور دور سے ایک ایک گھڑا پانی کا سر پر اٹھا کے لاتا اور پودوں کو سینچتا۔ یہ وہ وقت تھا کہ قحط نے لوگوں کے اوسان خطا کر رکھے تھے اور انھیں پینے کو پانی مشکل سے میسر آتا تھا۔ مگر یہ خدا کا بندہ کہیں نہ کہیں سے لے ہی آتا اور اپنے پودوں کی پیاس بجھاتا۔ جب پانی کی قلت اور بڑھی تو اس نے راتوں کو بھی پانی ڈھوڈھو کے لانا شروع کیا۔ پانی کیا تھا یوں سمجھیے کہ آدھا پانی اور آدھی کیچڑ ہوتی تھی۔ لیکن یہی گدلا پانی پودوں کے حق میں آب حیات تھا۔

میں نے اس بے مثل کارگزاری پر اسے انعام دینا چاہا تو اس نے لینے سے انکار کر دیا۔ شاید اس کا کہنا ٹھیک تھا کہ اپنے بچوں کو پالنے پوسنے میں کوئی انعام کا مستحق نہیں ہوتا۔

جب اعلیٰ حضرت حضور نظام کو اورنگ آباد کی خوش آب و ہوا میں باغ لگانے کا خیال ہوا تو یہ کام ڈاکٹر سید سراج الحسن





(نواب سراج یار جنگ بہادر) ناظم تعلیمات کے سپرد ہوا۔ ڈاکٹر صاحب کا ذوق باغبانی مشہور تھا۔ مقبرہ رابعہ درانی اور اس کا باغ جو اپنی ترتیب و تعمیر کے اعتبار سے مغلیہ باغ کا بہترین نمونہ ہے مدت سے ویران اور سنسان پڑا تھا۔ وحشی جانوروں کا مسکن تھا اور جھاڑ جھنکار سے پٹا پڑا تھا۔ آج ڈاکٹر صاحب کی بدولت سرسبز، شاداب اور آباد نظر آتا ہے۔ اب دور دور سے لوگ اسے دیکھنے آتے اور سیر و تفریح سے محظوظ ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کو آدمی پر کھنے میں بھی کمال تھا، وہ نام دیو کے بڑے قدردان تھے، اسے مقبرے سے شاہی باغ میں لے گئے۔ شاہی باغ آخر شاہی باغ تھا۔ کئی کئی نگران کار اور میسوں مالی اور مالی بھی کیسے کیسے، ٹوکیو سے جاپانی، تہران سے ایرانی اور شام سے شامی آئے تھے۔ ان کے بڑے ٹھاٹ تھے۔ یہ ڈاکٹر صاحب کی اچھی تھی۔ وہ شاہی باغ کو حقیقت میں شاہی باغ بنانا چاہتے تھے۔ یہاں بھی نام دیو کا وہی رنگ تھا۔ اس نے نہ فن باغبانی کی کہیں تعلیم پائی تھی اور نہ اس کے پاس کوئی سند یا ڈپلوما تھا۔ البتہ کام کی دھن تھی۔ کام سے سچا لگاؤ تھا اور اسی میں اس کی جیت تھی۔ شاہی باغ میں بھی اس کا کام مہا کاج رہا۔ بس یہ تھا اور اس کا کام۔

وہ بہت سادہ، بھولا بھالا اور منکسر مزاج تھا۔ اس کے چہرے پر بشاشت اور لبوں پر مسکراہٹ کھیلتی رہتی تھی۔ چھوٹے بڑے ہر ایک سے جھک کر ملتا۔ غریب تھا اور تنخواہ بھی کم تھی اس پر بھی اپنے غریب بھائیوں کی بساط سے بڑھ کر مدد کرتا رہتا تھا۔ کام سے عشق تھا اور آخر کام کرتے کرتے ہی اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔





گرمی ہو یا جاڑا، دھوپ ہو یا سایہ، وہ دن رات برابر کام کرتا رہا لیکن اسے کبھی یہ خیال نہ آیا کہ میں بہت کام کرتا ہوں یا میرا کام دوسروں سے بہتر ہے۔ اسی لیے اسے اپنے کام پر فخر یا غور نہ تھا۔ وہ یہ باتیں جانتا ہی نہ تھا۔ اسے کسی سے بیرتھانہ جلاپا۔ وہ سب کو اچھا سمجھتا اور سب سے محبت کرتا تھا۔ وہ غریبوں کی مدد کرتا، وقت پر کام آتا، آدمیوں جانوروں، پودوں کی خدمت کرتا۔ لیکن اسے کبھی یہ احساس نہ ہوا کہ وہ کوئی نیک کام کر رہا ہے۔ نیکی اسی وقت تک نیکی ہے جب تک آدمی کو یہ نہ معلوم ہو کہ وہ کوئی نیک کام کر رہا ہے۔ جہاں اس نے یہ سمجھنا شروع کیا، نیکی نیکی نہیں رہتی۔ جب کبھی مجھے نام دیو کا خیال آتا ہے تو میں سوچتا ہوں کہ نیکی کیا ہے اور بڑا آدمی کسے کہتے ہیں۔ شخص میں قدرت نے کوئی نہ کوئی صلاحیت رکھی ہے۔ اس صلاحیت کو درجہ کمال تک پہنچانے میں ساری نیکی اور بڑائی ہے۔ درجہ کمال تک نہ کبھی کوئی پہنچا ہے نہ پہنچ سکتا ہے۔ لیکن وہاں تک پہنچنے کی کوشش ہی میں انسان انسان بنتا ہے۔ یہ سمجھو کندن ہو جاتا ہے۔ اگر نیکی اور بڑائی کا یہ معیار ہے تو نام دیو نیک بھی تھا اور بڑا بھی۔

— مولوی عبدالحق





ہمہ تن	:	پوری توجہ کے ساتھ
تھانولا	:	وہ گڑھا جو درخت کے چاروں طرف پانی روکنے کے لیے بنایا جاتا ہے
توانا	:	صحت مند، تندرست
نگہداشت	:	دیکھ بھال، نگرانی
جتن	:	کوشش
تائل	:	ہچکچاہٹ
آئینہ بنادینا	:	صاف شفاف بنادینا، چمکا دینا
باولی	:	پکا کنواں جس کے اندر سیڑھیاں ہوتی ہیں
ستائش	:	تعریف
اوسان خطا ہونا	:	بدحواس، پریشان ہو جانا
قط	:	خشک سالی
کارگزاری	:	کارکردگی، اچھا کام کرنا
مستحق	:	حق دار
مخطوظ	:	لطف اندوز ہونا
جلایا	:	جلنا، حسد
تلف	:	ضائع، رائگاں
بشاشت	:	خوشی، تازگی





- 'نام دیو مالی' مولوی عبدالحق کا لکھا ہوا خاکہ ہے جو ان کے خاکوں کا مجموعہ 'چند ہم عصر' میں شامل ہے۔ 'خاکہ' ایک ایسی نثری صنف ہے جس میں کسی شخصیت کی قلمی تصویر پیش کی جاتی ہے۔
- کہانی کا اختتام، نیکی اور انسانی عظمت کے حقیقی مفہوم کو واضح کرتا ہے۔ یہاں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ نیکی کی اصل روح اخلاص ہے۔ جب تک انسان بغیر کسی ذاتی مفاد، فخر، یا ستائش کی تمنا کے نیک عمل کرتا ہے، تبھی تک وہ نیکی رہتی ہے۔
- نام دیو مالی کی سادہ زندگی اور مسلسل محنت اور پودوں سے اس کی محبت ہمیں قدرتی ماحول کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر جینے کا سلیقہ سکھاتی ہے۔ نام دیو مالی کا کردار ماحولیاتی مسائل جیسے گلوبل وارمنگ اور آلودگی کے خلاف شعور پیدا کرتا ہے۔
- نام دیو مالی کا مسکن اورنگ آباد بتایا گیا ہے۔ اورنگ آباد کا موجودہ نام سمبھاجی نگر ہے۔

سوچیے اور بتائیے



1. نام دیو اپنے پودوں کی دیکھ بھال میں کیا کیا جتن کرتا تھا؟
2. نام دیو اپنی خدمات کے بدلے کوئی بھی انعام لینا کیوں پسند نہیں کرتا تھا؟
3. نام دیو کی زندگی کے کس پہلو نے آپ کو متاثر کیا ہے اور کیوں؟
4. ماں اور مالی میں کیا مماثلت ہے؟ سبق کی روشنی میں اظہارِ خیال کیجیے۔
5. اس خاکے میں محنت کی اہمیت کو کس طرح اجاگر کیا گیا ہے؟
6. نام دیو مالی کی پانچ خصوصیات لکھیے۔





متن پر گفتگو:

درج ذیل جملوں سے آپ کیا سمجھتے ہیں۔ اپنے ساتھیوں سے گفتگو کیجیے۔

1. بے مزہ کام، کام نہیں بے گار ہے۔
2. درجہ کمال تک پہنچنے کی کوشش ہی میں انسان 'انسان' بنارہتا ہے۔
3. سارے چمن کو آئینہ بنارکھا تھا۔

صحیح جوڑے ملائیے:

کالم 'الف' کالم 'ب'

اورنگ آباد جڑی بوٹی

شاہی حضور نظام

نام دیومالی پودوں سے محبت

علاج باغ

پڑھیے، سمجھیے اور لکھیے



● 'صائمہ نے مشکل حالات میں صبر کیا۔' اس جملے میں 'صائمہ' فاعل ہے، صبر کیا 'فعل ماضی' ہے۔

سبق سے پانچ جملے تلاش کر کے لکھیے اور ان جملوں میں فاعل اور فعل کی نشان دہی کیجیے:

فعل ماضی

فاعل

جملہ

1. _____
2. _____
3. _____
4. _____
5. _____



- 'باغ' میں پھول کھل رہے ہیں۔ 'یہاں باغ' اسم ظرف ہے جو اس جگہ کی وضاحت کر رہا ہے جہاں پھول موجود ہیں۔ وہ الفاظ جو کسی جگہ، مقام یا علاقے کی نشان دہی کرتے ہیں۔ انھیں ظرفِ مکان کہتے ہیں۔ ظرفِ مکان والے پانچ اسم لکھیے اور انھیں جملوں میں استعمال کیجیے:

1. _____
2. _____
3. _____
4. _____
5. _____

تلاش کیجیے



- ہمارے ملک کے کئی حصوں میں اکثر بارش بہت کم ہوتی ہے اور سوکھا پڑ جاتا ہے۔ اپنے بڑوں سے معلوم کیجیے کہ اس مسئلہ سے نمٹنے کا ممکنہ حل کیا ہو سکتا ہے؟
- لوگوں کی مدد کے لیے آپ کون کون سے کام کر سکتے ہیں؟ ہم جماعت ساتھیوں کی مدد سے ایسے کاموں کی فہرست تیار کیجیے۔
- لائبریری سے مولوی عبدالحق کی کتاب 'چند ہم عصر' حاصل کیجیے اور اس میں شامل خاکے پڑھیے اور اپنے ہم جماعت ساتھیوں کے ساتھ گفتگو کیجیے۔

تخلیقی اظہار



- اگر میں نام دیو مالی ہوتا اس عنوان کو ذہن میں رکھ کر باغبانی کے موضوع پر ایک مضمون لکھیے۔
- اپنے گھر یا آس پاس کام کرنے والے مالی سے ملاقات کیجیے۔ ان پانچ نکات کو دیکھیے جو گفتگو کا موضوع ہو سکتے ہیں۔

- اپنی پسندیدہ شخصیت کا خاکہ لکھیے۔ (اشارہ: جس آدمی کا آپ خاکہ لکھ رہے ہیں، اس کا حلیہ بیان کیجیے، پھر اس کی بات چیت کا انداز، اس کی کوئی مخصوص یاد دل چسپ عادت ہو تو اس کا ذکر کیجیے اور اس کے بعد اس کی سیرت یا شخصیت بیان کیجیے۔)

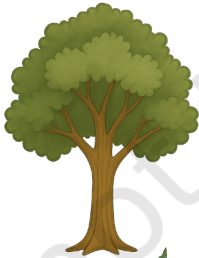


- اپنے گھر میں اپنی پسند کے پودے لگائیے اور ان کی دیکھ بھال خود کیجیے۔
- نیچے دیے گئے ویب لنک کی مدد سے ملک کے ایک مشہور بوٹینیکل گارڈن کے بارے میں معلومات حاصل کیجیے اور لکھیے۔

<https://karnatakaturism.org/tour-item/lalbagh-botanical-garden/>

- اگر آپ کے باغیچے میں اچانک کسی بیماری کے سبب پودے مرجھانے لگتے ہیں تو آپ اس مسئلے کو کس طرح حل کریں گے؟ اپنے ہم جماعت ساتھیوں کے ساتھ اس پر گفتگو کیجیے۔

◆ پہیلیوں کے حل معلوم کیجیے:



1. ہر محفل کی جان بنے یہ
سہرے کی بھی شان بنے یہ
رنگت ہر اک دل کو بھائے
دکھ سکھ کی پہچان بنے یہ

2. پڑے سانس لینے میں ان کی ضرورت
کڑی دھوپ میں دیں مسافر کو راحت

3. مخمل پردے، خوشبو کا گھر
صبح سویرے کھلتا ہے در





4871CH08A



زعفران

لفظ زعفران کے لغوی معنی زرد رنگ کے خوش بودار پودے یا پھول کے ہیں۔ یہ دنیا کے مختلف مقامات پر مختلف ناموں سے جانا جاتا ہے۔ اسے عربی زبان میں زعفران، ہندی میں کیسر، فارسی میں زر پران، انگریزی میں Saffron، سنسکرت میں کُنْگم اور کشمیری زبان میں کُنْگ یا کُنْگ پوش کہتے ہیں۔ اسے سُرخ سونا بھی کہا جاتا ہے۔

زعفران ایک قیمتی مصالحہ ہے جو اس کے پودے کے پھول اور نازک سُرخ ریشوں سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ ریشے زیرہ گیر (Stigma) کہلاتے ہیں۔ انھیں پھولوں سے توڑ کر بڑی احتیاط سے خشک کیا جاتا ہے۔ زعفران کا استعمال مختلف طرح سے ہوتا ہے۔ کھانے پینے کی چیزوں میں خوش بو، ذائقے اور رنگ کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اطباء کے نزدیک زعفران مقوی، ذہنی دباؤ کم کرنے اور خون صاف کرنے میں معاون ہے۔ یہ عطرسازی کا بھی ایک اہم جز ہے۔ اس کا استعمال شادی بیاہ اور پوجا پاٹھ کی رسومات میں بھی کیا جاتا ہے۔

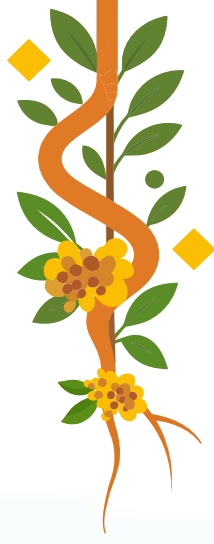
زعفران کی پیداوار کے لیے معتدل

آب و ہوا، ہلکی دھوپ اور ہلکی سردی

ضروری ہے۔ اس کی عمدہ فصل کے لیے چکنی

مٹی اور اس میں موجود نامیاتی مادہ بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ زعفران کی کھیتی سب سے زیادہ ہمارے ملک میں کشمیر کے ضلع پلواما کے پامپور علاقے میں ہوتی ہے۔ یہاں کی زمین اور آب و ہوا زعفران کے لیے بہت موزوں ہے۔ شمال مشرق

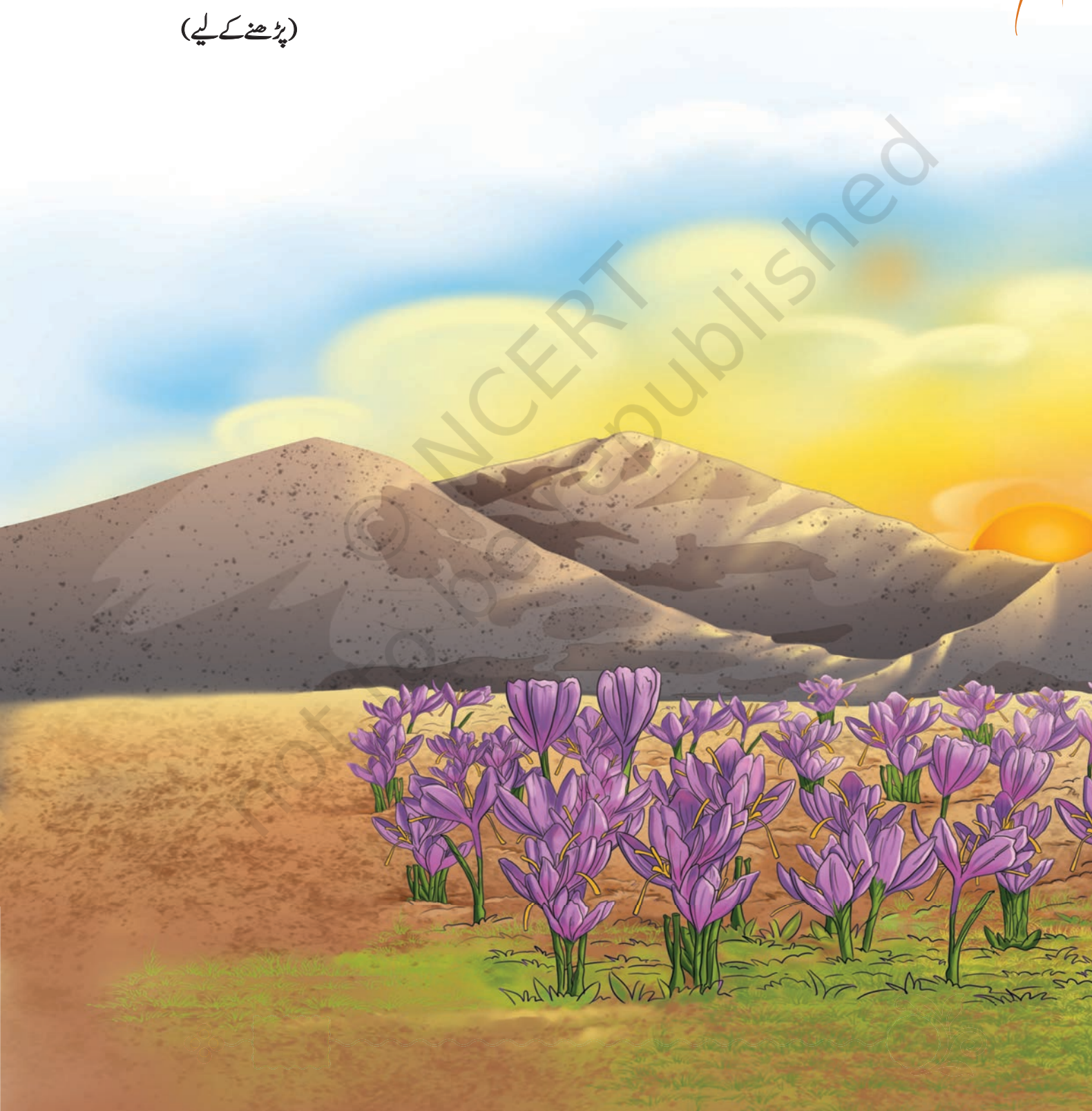




کی ریاستوں جیسے اروناچل پردیش، سکم، میگھالیہ اور منی پور وغیرہ میں بھی اس کی پیداوار کو فروغ حاصل ہے۔
وادی کشمیر میں زعفران کے پھولوں کو اکٹھا کرتے وقت 'جشن زعفران' کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ اس جشن میں سیاح
اور مقامی لوگ شام میں لوک موسیقی و گانگی کے ساتھ زعفرانی قہوہ سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

— ادارہ

(پڑھنے کے لیے)





4871CH09

رات اور ریل

9

پھر چلی ہے ریل اسٹیشن سے لہراتی ہوئی
نیم شب کی خامشی میں زیر لب گاتی ہوئی

ڈمگاتی، جھنپتی، سیٹی بجاتی، کھیلتی
وادی و کہسار کی ٹھنڈی ہوا کھاتی ہوئی

تیز جھونکوں میں وہ چھم چھم کا سرود دل نشیں
آندھیوں میں مینہ برسنے کی صدا آتی ہوئی

جیسے موجوں کا ترنم جیسے جل پریوں کے گیت
ایک اک لے میں ہزاروں زمزمے گاتی ہوئی



ٹھوکریں کھا کر، لچکتی، گنگناتی، جھومتی
سرخوشی میں گھنگروؤں کی تال پر گاتی ہوئی

ناز سے ہر موڑ پر کھاتی ہوئی سو پیچ و خم
اک دلہن اپنی ادا سے آپ شرماتی ہوئی

رات کی تاریکیوں میں جھلملاتی، کانپتی
پٹریوں پر دور تک سیماب چھلکاتی ہوئی

جیسے آدھی رات کو نکلی ہو اک شاہی برات
شادیانوں کی صدا سے وجد میں آتی ہوئی

تیز تر ہوتی ہوئی منزل بہ منزل دم بہ دم
رفتہ رفتہ اپنا اصلی روپ دکھلاتی ہوئی



سینہ کُہسار پر چڑھتی ہوئی بے اختیار
ایک ناگن جس طرح مستی میں لہراتی ہوئی

اک ستارہ ٹوٹ کر جیسے رواں ہو عرش سے
رفعتِ کُہسار سے میدان میں آتی ہوئی

اک بگولے کی طرح بڑھتی ہوئی میدان میں
جنگلوں میں آندھیوں کا زور دکھلاتی ہوئی

جستجو میں منزلِ مقصود کی دیوانہ وار
اپنا سر دھنتی فضا میں بال بکھراتی ہوئی

رینگتی، مڑتی، مچلتی، تلملاتی، ہانپتی
اپنے دل کی آتشِ پنہاں کو بھڑکاتی ہوئی



پل پہ دریا کے دمام کوندتی للکارتی
اپنی اس طوفان انگیزی پہ اتراتی ہوئی

پیش کرتی بیچ ندی میں چراغاں کا سماں
ساحلوں پر ریت کے ذروں کو چمکاتی ہوئی

منہ میں گھسستی ہے سرنگوں کے یکایک دوڑ کر
دندنا، چیختی، چنگھاڑتی، گاتی ہوئی

ڈال کر گزرے مناظر پر اندھیرے کا نقاب
اک نیا منظر نظر کے سامنے لاتی ہوئی

صفحہ دل سے مٹاتی عہد ماضی کے نقوش
حال و مستقبل کے دل کش خواب دکھلاتی ہوئی

— اسرار الحق مجاز —





نیم شب	:	آدھی رات
زیر لب	:	لب کے نیچے، آہستگی کے ساتھ
کُہسار	:	پہاڑ، پہاڑی علاقہ
سرود	:	موسیقی کا ایک آلہ
مینہ	:	بارش
زمزمے	:	دھیمے سروں کا راگ
سرخوشی	:	سرور، مسرتی
پیچ و خم	:	اتار چڑھاؤ
سیماب	:	پارہ
وجد	:	ایک خاص کیفیت، حال
رفعت	:	عروج، ترقی
جستجو	:	تلاش
آتشِ پنہاں	:	چھپی ہوئی آگ

غور کیجیے



● ریل ہمارے ملک میں آمد و رفت اور مال برداری کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ یہ ہماری زندگی میں شہرگ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسرار الحق مجاز کی نظم 'رات اور ریل' استعاراتی اور مجازی پہلوؤں سے بھرپور ہے۔ نظم کا مرکزی موضوع وقت کی رفتار، انسانی زندگی کا سفر اور زندگی کے مختلف پہلو ہیں۔ ریل کے ذریعے زندگی کی تیز رفتاری کو علامتی طور پر پیش کیا گیا ہے۔

● یہ نظم جس زمانے میں لکھی گئی تھی اُس وقت بھاپ یا کونکے سے چلنے والے انجن استعمال ہوتے تھے جن کی مدد سے ریل چلتی تھی۔ زمانے نے کروٹ بدلی اور زندگی کے دیگر شعبوں کی طرح آمد و رفت کے ذرائع میں بھی



مثبت تبدیلیاں وقوع پذیر ہوئیں۔ کونکے سے ڈیزل اور اب ڈیزل کے علاوہ بجلی سے چلنے والے انجن استعمال ہوتے ہیں۔ سفر کو آسان بنانے اور کم وقت میں لمبے سفر کے لیے 'وندے بھارت ایکسپریس' جیسی ریل گاڑی بھی چلائی جا رہی ہے جو جدید ٹیکنالوجی سے آراستہ ہے۔



سوچیے اور بتائیے



1. نظم میں ریل کے سفر کو زندگی کے سفر سے کس طرح تشبیہ دی گئی ہے؟
2. نظم میں جن قدرتی مناظر کا ذکر آیا ہے انہیں اپنے الفاظ میں لکھیے۔
3. ریل کس طرح پٹریوں پر سیماب چھلکاتی ہے؟
4. حال و مستقبل کے دلکش خواب دکھانے سے کیا مراد ہے؟

درج ذیل اشعار کی تشریح اپنے الفاظ میں کیجیے

- i. ڈال کر گزرے مناظر پر اندھیرے کا نقاب
اک نیا منظر نظر کے سامنے لاتی ہوئی





ii. پیش کرتی، بیچ ندی میں چراغاں کا سماں
ساحلوں پر ریت کے ذروں کو چمکاتی ہوئی



پڑھیے، سمجھیے اور لکھیے

◆ نظم میں لفظ رات استعمال ہوا ہے۔ 'شب'، 'لیل' وغیرہ رات کے مترادفات ہیں۔ درج ذیل الفاظ کے دو مترادفات لکھیے۔

i.	لب	_____	_____
ii.	کُہسار	_____	_____
iii.	مینہ	_____	_____
iv.	صدا	_____	_____
v.	دلہن	_____	_____
vi.	پیڑ	_____	_____
vii.	صحرا	_____	_____
viii.	جستجو	_____	_____

◆ اس شعر پر غور کیجیے:

اک بگولے کی طرح بڑھتی ہوئی میدان میں
جنگلوں میں آندھیوں کا زور دکھلاتی ہوئی

اس شعر میں ریل کو بگولے کی مانند بتایا گیا ہے۔ شعر میں جب ایک چیز کو دوسری چیز کی مانند بتایا جاتا ہے تو اسے 'تشبیہ' کہتے ہیں۔ ان دونوں چیزوں میں کسی نہ کسی طرح کی مشابہت ضروری ہے۔ تشبیہ میں ایک چیز کو دوسری چیز جیسی بنانے کے لیے کچھ الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں جیسے اوپر کی مثال میں حرف 'کی طرح' استعمال ہوا ہے۔ اس کے علاوہ 'سی' جیسے رنما وغیرہ الفاظ بھی استعمال کیے جاتے ہیں۔ ان کو حروف تشبیہ کہا جاتا ہے۔ نظم کو دوبارہ پڑھیے اور پانچ ایسی مثالیں تلاش کیجیے جن میں ریل کو کسی اور لفظ سے تشبیہ دی گئی ہو:





- i. _____
- ii. _____
- iii. _____
- iv. _____
- v. _____

♦ درج ذیل شعر پر غور کیجیے:

جستجو میں منزل مقصود کی دیوانہ وار
اپنا سر دھنتی فضا میں بال بکھراتی ہوئی

ریل ایک بے جان شے ہے لیکن اس کے بال بکھرے ہوئے
ہیں جو انسانی صفت ہے۔ کسی غیر جاندار چیز یا خیال کو انسانی
خصوصیت دینا یا اسے انسانوں کی طرح پیش کرنا 'تجسیم' کہلاتا ہے۔ یعنی بے جان اشیا کو جاندار کی طرح پیش
کرنا جیسے ریگننا، ہانپنا یا مچلنا۔ یہ سب جاندار کی حرکات ہیں لیکن ان تمام اوصاف کو ریل جیسی بے جان چیز کے
لیے استعمال کیا گیا ہے۔

♦ نظم سے 'صنعت تجسیم' کی پانچ مثالیں تلاش کر کے لکھیے:

- i. _____
- ii. _____
- iii. _____
- iv. _____
- v. _____

♦ اس نظم میں 'سینہ' کہسار لفظ استعمال ہوا ہے جس کا مطلب ہے کہسار کا سینہ۔ اس میں ہمزہ اضافت کا
استعمال کیا گیا ہے۔ آپ ہمزہ اضافت والے پانچ مرکب الفاظ تلاش کر کے لکھیے:

- i. _____
- ii. _____





- _____ .iii
- _____ .iv
- _____ .v

تلاش کیجیے



- سپرفاسٹ ایکسپریس، میل ایکسپریس اور پسنجر ٹرین کے بارے میں معلوم کر کے لکھیے اور یہ بھی بتائیے کہ ان کے درمیان کیا فرق ہے؟
- ٹوائے ٹرین کے بارے میں اپنے ساتھیوں سے گفتگو کیجیے اور یہ معلوم کیجیے کہ کن جگہوں کے لیے چلائی جا رہی ہیں؟

تخلیقی اظہار



- 'ریلوے اسٹیشن کا نظارہ' موضوع پر ایک پیرا گراف لکھیے۔
- دن میں ریل کا سفر رات میں ریل کے سفر سے کس طرح مختلف ہوتا ہے؟
- 'میرا ریل کا سفر' عنوان سے سفر کی روداد لکھیے جس میں ریل ٹکٹ کی بکنگ سے لے کر سفر سے اختتام تک واقعات کا ذکر کیجیے۔
- آمد و رفت کے مختلف ذرائع کون کون سے ہیں۔ آپ کو کون سا ذریعہ زیادہ پسند ہے۔ اظہار خیال کیجیے۔

عملی کام



- ریل کے ٹکٹ کو کن کن طریقوں سے خریدا جاسکتا ہے؟ معلومات حاصل کیجیے۔
- سفر پر جانے سے قبل اس کی تیاری کرتے ہوئے ہمیں کن کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے ساتھ ہی سفر کے دوران احتیاطی تدابیر کی فہرست تیار کیجیے۔
- دیے گئے ویب لنک کی مدد سے ریل میوزیم کی سیر کیجیے اور چند جملے اس کے بارے میں لکھیے۔

<https://nationalmuseumindia.gov.in>

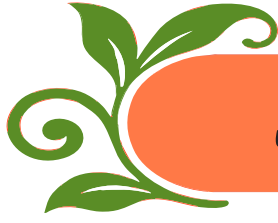


● کسی ریلوے اسٹیشن کا منظر اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔ آپ نیچے دی گئی جگہ میں ریلوے اسٹیشن کی تصویر بنا کر اس میں اپنی پسند کے رنگ بھی بھر سکتے ہیں:





4871CH10



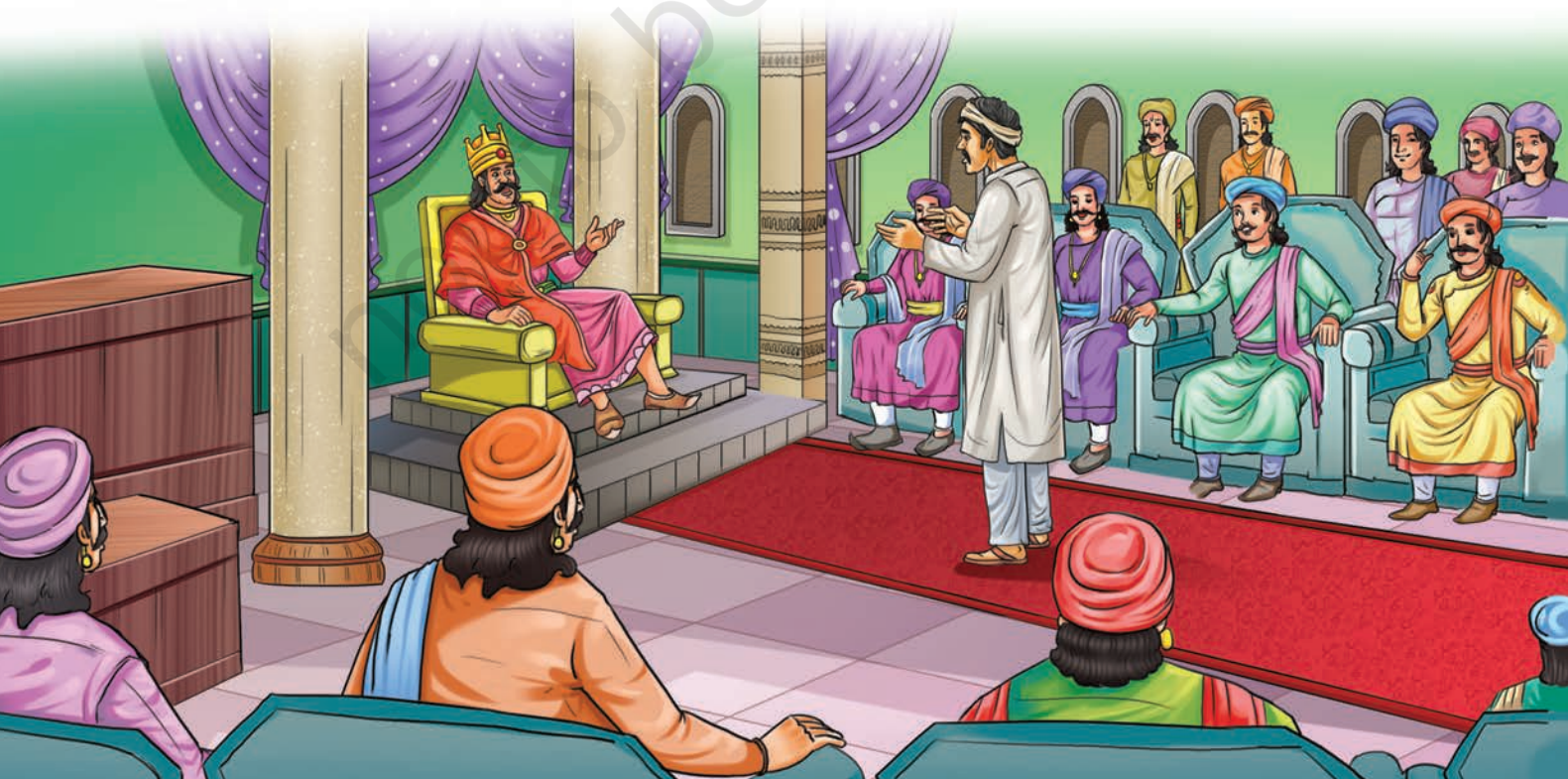
حاضر جواب

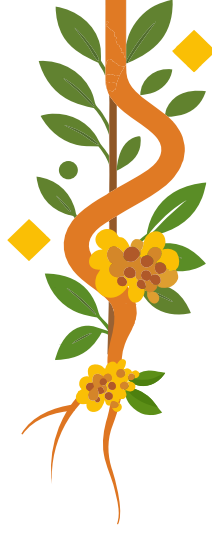
10

بہت پرانی بات ہے، آبونام کا ایک شخص تھا جو بہت عقل مند تھا۔ ایک دن گھومتے پھرتے وہ ملک کی راجدھانی میں واقع شاہی محل پہنچ گیا۔ وہ ملازمت کے لیے پریشان تھا۔ بادشاہ کے دربار پہنچ کر اُس نے گزارش کی: ”بادشاہ سلامت! میں بہت پریشان ہوں، مجھے کوئی کام دے دیجیے۔ آپ مجھے جو بھی کام دیں گے، نہایت ایمان داری اور لگن سے انجام دوں گا اور آپ کا فرماں بردار بن کر رہوں گا۔“

بادشاہ نے اس کی درخواست قبول کی اور اسے پہرہ دینے کے کام پر لگا دیا۔ وہ اپنی حاضر جوابی اور خوش مزاجی کی وجہ سے بہت جلد مقبول ہو گیا۔ بادشاہ بھی خوش ہوا اور خاص طور پر اپنے محل کی پہرہ داری اس کے سپرد کر دی۔ ترقی پا کر آبو کی شان بڑھ گئی۔

ایک دن بادشاہ نے اُس سے رازدارانہ انداز میں کہا: ”آبو! میں ایک ضروری کام سے باہر جا رہا ہوں۔ اس راز کی کسی کو خبر نہ ہونے پائے۔ خیال رہے کہ میری واپسی تک کسی کو محل میں جانے نہ دینا۔“





”حضور آپ مطمئن رہیں۔ میں محل کے دروازے کی دن رات نگرانی کروں گا اور کسی کو بھی آپ کے جانے کی خبر نہ دوں گا۔“

آبو، دن رات دروازے کی سخت نگرانی کرنے لگا۔ ایک رات ہر طرف چاندنی بکھری ہوئی تھی، پونم کا تہوار تھا۔ لوگ ناچ گارہے تھے اور خوشیاں منا رہے تھے۔ أبو کا دل بھی ناچنے اور گانے کے لیے مچلنے لگا لیکن وہ بادشاہ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا تھا۔

تب اُسے ایک ترکیب سوچی۔ اُس نے دروازے کی تمام کیلیں اور قلابے نکال لیے۔ ان دروازوں اور اپنے ہتھیاروں کو ایسی جگہ چھپا کر رکھ دیا کہ کسی کی نظر نہ پڑے۔ پھر وہ لوگوں میں آکر ناچنے، گانے لگا۔ صبح ہونے تک وہ ناچتا گاتا رہا اور پھر محل واپس آ گیا۔ نکالے ہوئے دروازے کو اس نے اپنی جگہ پر لگا دیا اور پہرہ دینے لگا۔ لیکن آبو اس بات

سے بے خبر تھا کہ رات میں چور محل میں گھس کر تمام سامان چرا لے گئے تھے۔ اگلے دن جب بادشاہ واپس آیا اور آبو کو دروازے پر پہرہ دیتے دیکھا تو بے حد خوش ہوا۔ لیکن جب وہ محل میں داخل ہوا تو اسے بڑی حیرت ہوئی۔ وہ نہایت غصے میں باہر نکلا اور گرج دار

آواز میں بولا:

”کیا تم میرے

جانے کے بعد برابر

پہرہ دے رہے

تھے؟“

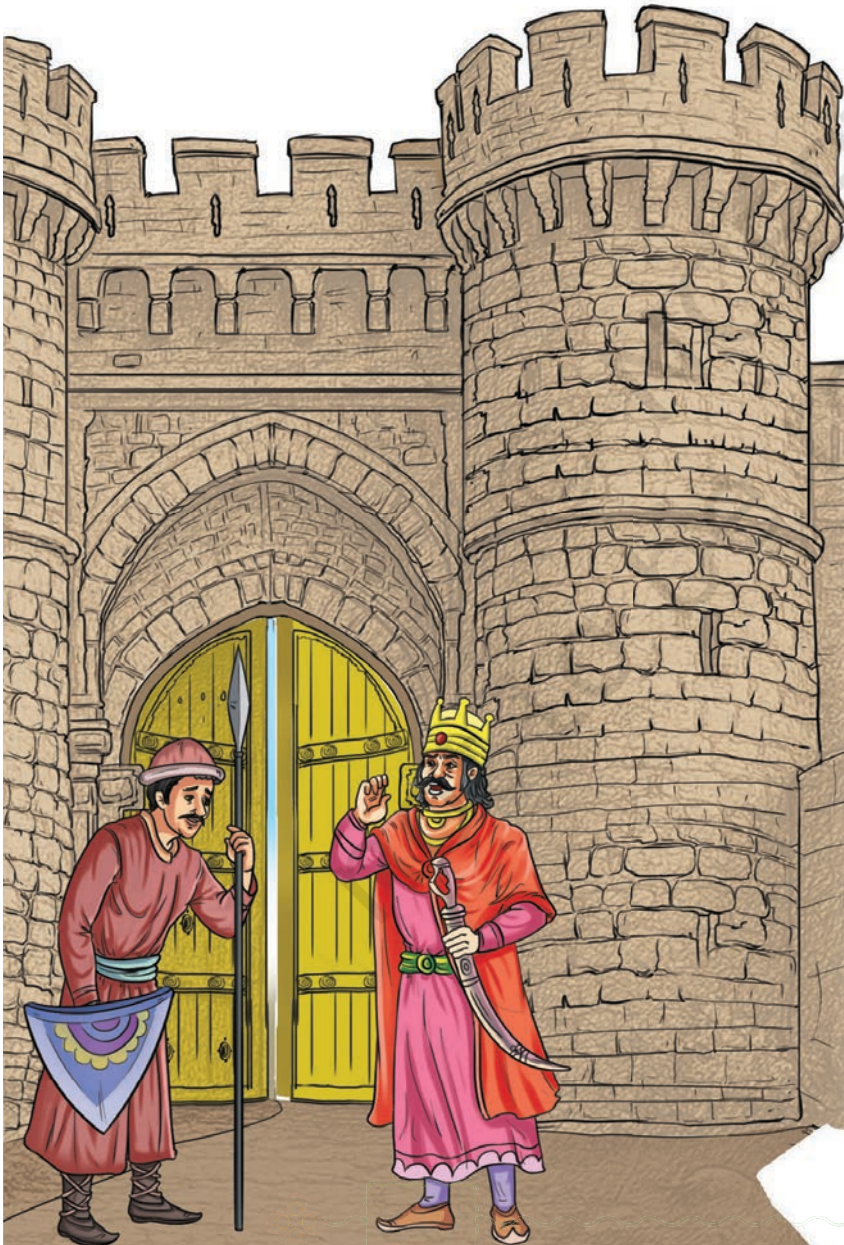
”جی حضور!“

”پھر محل میں

چوری کیسے ہوئی؟“

بادشاہ نے گرج کر

پوچھا۔



”مجھے کچھ نہیں معلوم حضور!“

”کیا میں نے تمہیں حکم نہیں دیا تھا کہ میرے واپس آنے تک محل کا پہرہ دیتے رہنا؟“

”حضور آپ غلط کہہ رہے ہیں۔“ آبو نے نہایت نرمی سے کہا۔

”آبو...“ بادشاہ غصے سے لال پیلا ہو گیا۔

”حضور... حضور میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے مجھے محل پر پہرہ دینے کے لیے نہیں کہا تھا۔“

”پھر کیا کہا تھا؟“

”حضور آپ نے صرف دروازے پر پہرہ دینے کے لیے کہا تھا، اور میں آپ ہی کے حکم پر عمل کر رہا ہوں۔“

”کیا تم رات میں ڈیوٹی چھوڑ کر کہیں گئے تھے؟“

”جی حضور، لیکن میں نے دروازہ نکال کر چھپا دیا تھا۔ اگر آپ کو یقین نہ آئے تو میں گواہ حاضر کرتا ہوں۔“

بادشاہ ناراض ہو گیا۔ اس نے سپاہیوں کو آواز دی اور ان سے کہا: ”اس بے وقوف کو یہاں سے

لے جاؤ اور گاؤں سے باہر ایک گڑھا کھود کر اس میں اسے گردن تک دبا دو۔ اس کا صبح فیصلہ

کروں گا۔“

سپاہی آبو کو لے گئے۔ گاؤں کے باہر ایک گڑھا کھودا۔ آبو کو اس میں

اتارا۔ اس کا پورا دھڑ گردن تک مٹی میں دبا دیا گیا۔ وہ حسرت سے

چاروں طرف دیکھتا رہا۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ

اس مصیبت سے کیسے نجات حاصل

کرے۔ رات گزرتی رہی اور

وہ سوچتا رہا۔ یہاں تک

کہ سحر نمودار ہونے لگی۔

مُرخ بانگ دینے لگے۔

صبح ہونے کو کچھ ہی وقت

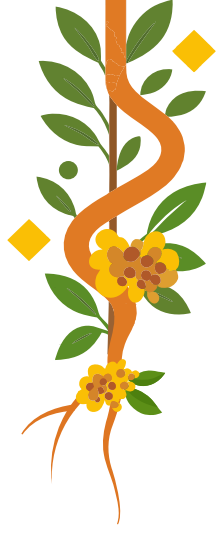
باقی رہ گیا تھا۔ اُس نے

سوچا کہ اب اس کی جان

کی خیر نہیں۔ بادشاہ اُسے ضرور

موت کی سزا دے گا۔





ابھی وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک اُسے دور سے ایک مسافر آتا ہوا دکھائی دیا جو اونٹ پر سوار تھا۔ وہ قریب آتا گیا۔ آہو نے دیکھا تو وہ ایک تاجر تھا جو اونٹ پر مال و اسباب لیے آ رہا تھا۔ آہو کا ذہن تیزی سے کام کرنے لگا۔ اسے امید کی کرن نظر آئی۔

اونٹ سوار کی نظر آہو پر پڑی۔ اس کو اس حالت میں دیکھ کر اسے تعجب ہوا۔ اس نے آہو سے اس کی وجہ دریافت کی۔ تاجر کی کمر غیر معمولی طور پر جھکی ہوئی تھی۔ آہو کو ایک ترکیب سوچھی۔

آہو نے دکھ بھرے لہجے میں کہا: ”جناب میں بھی آپ ہی کی طرح ایک خوش حال تاجر ہوں، لیکن...“
 ”پھر یہاں اس مٹی میں کیوں دھنسے ہو؟“

”کیا بتاؤں جناب! میری کمر بھی آپ ہی کی طرح جھکی ہوئی تھی۔ یہاں رہ کر اسی کا علاج کر رہا ہوں۔“
 ”کیا آپ کی کمر بھی میری طرح ہی ہے؟“ تاجر نے حیرت سے پوچھا۔
 ”تب ہی تو اتنی تکلیف برداشت کر رہا ہوں۔“
 آہو نے درد سے کراہتے ہوئے کہا:

”مگر جناب یہ علاج آپ کو کس نے بتایا؟“ تاجر نے آہو کی بات میں دل چسپی لیتے ہوئے دریافت کیا۔
 ”جناب کیا بتاؤں... اپنی بیماری کے لیے ہر طرح کا علاج کیا، لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا... آخر کار شاہی حکیم کے پاس گیا۔ انھوں نے یہ علاج بتایا، خود اپنی نگرانی میں یہ گڑھا کھدوایا اور مجھے یہاں اس طرح دبا کر رکھا گیا کہ مجھے آرام ہو جائے۔ شاہی حکیم بھی تھوڑی دیر بعد یہاں آنے ہی والے ہیں... جناب! واقعی واحد علاج یہی ہے۔ اب تو مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ میں ٹھیک ہو رہا ہوں۔“



”کیا واقعی؟“

”ہاں جناب... میں سچ کہہ رہا ہوں۔ شاہی حکیم کے آنے میں اب صرف دو گھنٹے رہ گئے ہیں۔ تب آپ خود ہی دیکھ لیں۔“

یہ سن کر تاجر بہت خوش ہوا اور اس نے سوچا، کیوں نہ شاہی حکیم کے آنے سے پہلے میں خود بھی اپنا علاج کرا لوں۔ تاجر نے ابو سے کہا: ”جناب میں بھی اپنا علاج کراتے کراتے تھک گیا ہوں۔ آپ مہربانی کریں تو مجھے بھی اس گڑھے میں رہنے کا موقع دیں۔“

”جناب مجھ سے یہ نہ ہو سکے گا۔ شاہی حکیم نے حکم دیا ہے کہ اُن کے آنے تک گڑھے سے باہر نہ نکلوں۔“

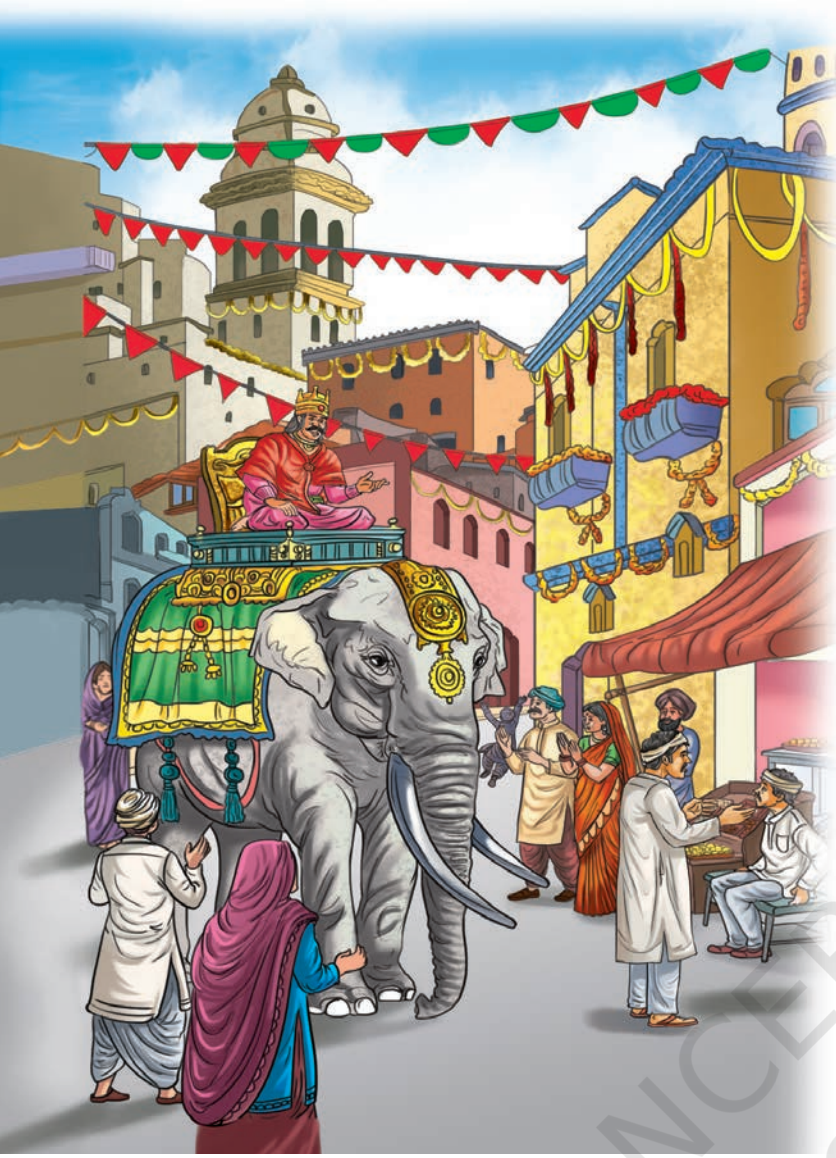
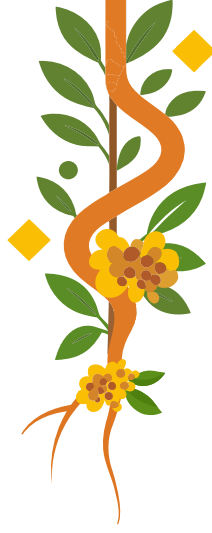
تاجر نے منت کرتے ہوئے کہا: ”میں اس کے عوض آپ کو دوا ونٹ دینے کے لیے تیار ہوں۔“
ابو کچھ لمحہ سوچتا رہا۔ اُس نے تاجر سے کہا: ”جناب آپ کی خاطر میں اپنا علاج ادھورا چھوڑنے کے لیے تیار ہوں مگر شرط یہ ہے کہ دوا ونٹوں کے ساتھ کچھ مال و اسباب بھی عطا کریں۔“

تاجر یہ سن کر بہت خوش ہوا اور اپنا سارا مال و اسباب دینے کے لیے تیار ہو گیا۔ تاجر نے ابو کو گڑھے سے باہر کھینچا۔ باہر آ کر ابو نے اپنی کمر کو ادھر ادھر گھما کر سیدھا کیا۔ تاجر نے جب ابو کی پشت پر نظر کی تو اُسے یقین ہو گیا کہ وہ بھی اسی طریقے سے ٹھیک ہو جائے گا۔ اس نے خوشی خوشی ابو کو سامان سے لدے ہوئے اونٹ دے دیے۔ اس کے بعد ابو نے اسے گڑھے میں اتارا اور اس کی گردن تک مٹی بھر دی۔ تاجر نے ایک بار پھر شکریہ ادا کیا۔

صبح ہونے والی تھی، ابو دونوں اونٹ لے کر وہاں سے فوراً روانہ ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد بادشاہ کے سپاہی وہاں پہنچے مگر یہ سپاہی وہ نہیں تھے جو گزشتہ روز ابو کو پکڑ کر یہاں لائے تھے۔ ان سپاہیوں نے اس تاجر کو ابو سمجھا اور اسے گڑھے سے باہر نکال کر بادشاہ کے دربار میں لے گئے۔

تاجر نے رور کو پورا احوال سنایا۔ بادشاہ کو بہت غصہ آیا مگر وہ دل ہی دل میں ابو کی عقل مندی کی داد بھی دے رہا تھا۔ اس نے تاجر کو رہا کر دیا اور سپاہیوں کو حکم دیا کہ وہ ابو کو تلاش کر کے اس کے سامنے حاضر کریں۔ اس نے سپاہیوں سے یہ بھی کہا: ”ابو سے کہنا کہ تجھے ایک شرط پر معاف کیا جائے گا جب تو بادشاہ سے ملاقات کرنے آئے تو اس طرح کہ نہ تیرے جسم پر کپڑے ہوں اور نہ تو نگاہ کھائی دے۔ نہ سواری پر بیٹھا ہو اور نہ پیدل دکھائی دے۔“

اس عجیب و غریب شرط کو سن کر سپاہی بھی حیران ہوئے مگر انھیں اس سے کیا غرض... وہ ابو کو تلاش کرنے کے لیے روانہ ہو گئے۔ آخر کار ابو انھیں مل گیا اور جو کچھ بادشاہ نے کہا تھا وہ سب اس سے کہہ دیا۔ کچھ دیر تک ابو سوچتا رہا۔ پھر اس نے سپاہیوں سے کہا کہ بادشاہ سے کہنا کہ اسے شرط منظور ہے اور وہ کل دربار میں حاضر ہو جائے گا۔



سپاہیوں نے بادشاہ کو آبو کا پیغام پہنچایا۔
دوسرے دن دربار عام لگا۔ لوگ بے چینی سے آبو
کا انتظار کرنے لگے۔ خود بادشاہ بھی بے چین تھا۔
کچھ ہی دیر گزری ہوگی کہ لوگوں میں شور ہوا ”آبو آ
گیا... آبو آ گیا۔“ بادشاہ اپنی جگہ سے تجسس میں
اٹھا اور دروازے پر آ کر دیکھا تو... آبو مچھلی پکڑنے
کا جال جسم پر ڈالے ہوئے، گھوڑے پر بیٹھے بغیر،
رکاب میں ایک پاؤں ڈالے لنگڑاتے ہوئے آ رہا تھا۔
واقعی اس نے بادشاہ کے حکم کی لفظ بہ لفظ تعمیل کی تھی۔
آبو کو اس طرح آتے ہوئے دیکھ کر بادشاہ سے
ہنسی ضبط نہ ہو سکی لیکن اس کا غصہ ابھی ختم نہیں ہوا تھا۔
اس نے آبو سے کہا:

”تجھے سو مہریں انعام دی جاتی ہیں مگر تو یہ انعام
لے کر یہاں سے چلا جا اور پھر کبھی مجھے اپنی صورت نہ
دکھانا۔“

آبو نے کچھ نہ کہا۔ اپنا انعام لیا اور چلا آیا۔

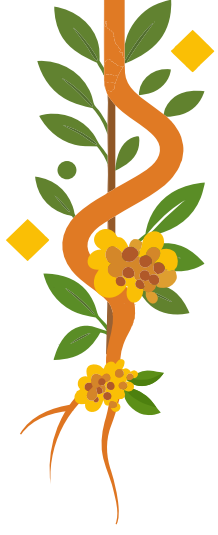
اتفاقاً ایک روز بادشاہ کا بازار سے گزر ہوا۔ ہر شخص بادشاہ کے سامنے آتا اور جھک کر تعظیم کرتا۔ اس مجمع میں صرف
ایک ہی شخص ایسا تھا جو بادشاہ کی طرف پشت کیے کھڑا تھا۔ بادشاہ نے اس کی طرف غور سے دیکھا... وہ آبو تھا۔ آبو کی اس
بے ادبی پر اُسے بے حد غصہ آیا۔ اس نے ڈانٹتے ہوئے کہا:

”تم اتنے مغرور ہو کہ میری جانب پشت کیے کھڑے رہے، تمہیں ذرا بھی شرم و حیا نہیں آئی۔“

آبو نے کہا: ”حضور معاف کیجیے۔ آپ ہی نے حکم دیا تھا کہ آپ کو کبھی اپنی صورت نہ دکھاؤں۔ میں غریب اس
کے سوا کیا کرتا؟ میں نے تو آپ ہی کے حکم کی تعمیل کی ہے۔“

”آبو میں تمہیں آخری بار حکم دیتا ہوں کہ میرے ملک کی مٹی پر تم قدم بھی نہ رکھنا۔ اگر تم اس ملک میں نظر آئے تو
تمہیں عمر قید کی سزا دی جائے گی۔“





ایک روز راجدھانی میں کوئی تہوار تھا۔ تمام لوگ خوشیاں منارہے تھے۔ پورا شہر دلہن کی طرح سجا ہوا تھا۔ سڑکوں پر لوگ خوشی سے ناچ گارہے تھے۔ بادشاہ بھی سبے سجاے ہاتھی پر بیٹھ کر لوگوں کی سلامیاں لیتے ہوئے شہر کا گشت کر رہا تھا۔ آبا ایک مٹھائی کی دکان پر بیٹھا ہوا تھا اس نے بھی بادشاہ کو سلام کیا۔ آبا کو یہاں دیکھ کر بادشاہ کو سخت غصہ آیا اور اس نے اپنے سپاہیوں کو فوراً آبا کو گرفتار کرنے کا حکم دیا۔ لوگوں کی بھیڑ جمع ہونا شروع ہو گئی۔

بادشاہ آبا سے بولا: ”کیا میں نے تجھے حکم نہ دیا تھا کہ اس ملک میں کہیں نظر نہ آنا؟ پھر تجھ کو میری نافرمانی کی ہمت کیسے ہوئی؟“

”حضور معاف کیجیے، میں نے آپ کے حکم کی کبھی بھی خلاف ورزی نہیں کی۔ آپ ہی نے حکم دیا تھا کہ میرے ملک کی مٹی پر قدم نہ رکھنا۔“

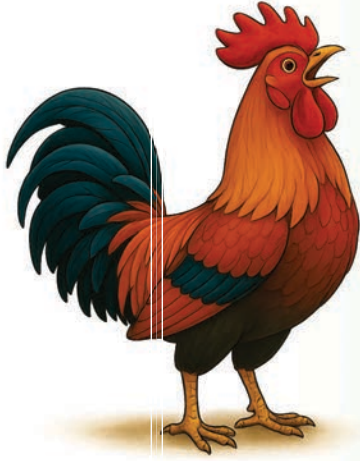
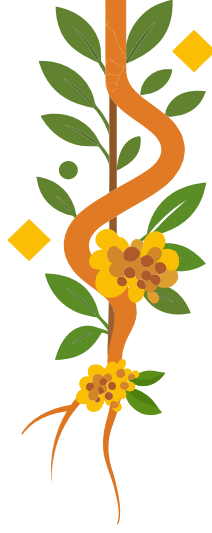
بادشاہ نے کہا: ”وہی تو میں کہہ رہا ہوں۔ پھر تجھے یہاں کی مٹی پر قدم رکھنے کی ہمت کیسے ہوئی؟“

”حضور، جب آپ نے حکم دیا تھا تو میں آپ کا ملک چھوڑ کر دوسرے ملک چلا گیا تھا۔ وہاں سے واپسی کے وقت میں نے اپنے جوتوں میں وہاں کی مٹی بھر لی تھی اور ساتھ میں ایک تھیلی مٹی بھی لایا تھا۔ وہی جوتا یہاں آکر استعمال کر رہا ہوں۔ رات کو سوتے وقت بھی میں اپنا جوتا نہیں اتارتا۔ اس وقت بھی میں وہی جوتا پہنے ہوئے ہوں جس میں مٹی بھری ہوئی ہے۔ اسی مٹی پر میرے پاؤں ہیں۔ اب آپ ہی بتائیے کہ میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی ہے یا خلاف ورزی۔“

آبا کا جواب سن کر بادشاہ خوش ہوا۔ اس نے آبا کو معاف کر دیا اور اسے پھر سے اپنے دربار میں ملازم رکھ لیا۔ آبا ہنسی خوشی اپنی زندگی بسر کرنے لگا۔

— لوک کہانی



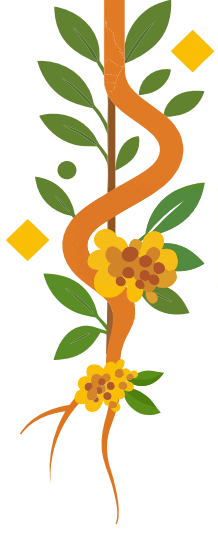


عہدہ	:	منصب
قُلابے	:	کنڈے
گرج	:	کڑک
نجات	:	چھٹکارا
سحر	:	صبح
نمودار	:	ظاہر ہونا
بانگ	:	مُرغ کی آواز
عوض	:	بجائے، بدلے میں
اسباب	:	(سبب کی جمع)، وسائل
پشت	:	پیٹھ
احوال	:	(حال کی جمع) حالتیں، کیفیات
رکاب	:	وہ آہنی حلقہ جو گھوڑے کی زین میں دونوں طرف سوار کے
	:	پیر رکھنے کے لیے لٹکا رہتا ہے
تعمیل	:	عمل میں لانا، حکم بحال لانا
گشت	:	چکر لگانا، گھومنا



- سبق کا عنوان ہے 'حاضر جواب' جس کے معنی ہیں بات سنتے ہی فوراً معقول جواب دینے والا۔ بیربل بھی اپنی حاضر جوابی کے لیے بہت مشہور تھے۔ اکبر اور بیربل کے بہت سے قصے مشہور ہیں۔
- 'مہر' سونے کے سگوں کو کہا جاتا تھا۔ عہد قدیم میں بادشاہ کی جانب سے مہریں بطور انعام دی جاتی تھیں۔
- پونم کے معنی ہیں چودھویں رات کا چاند یعنی بدر کامل۔ اسے پورنیا اور پورن ماسی بھی کہتے ہیں۔





سوچیے اور بتائیے

1. آہو نے بادشاہ سے کیا گزارش کی؟
2. اونٹ سوار کو دیکھ کر آہو کو کیا ترکیب سوچی؟
3. اگر تاجر آہو کی باتوں پر یقین نہ کرتا تو کیا ہوتا؟
4. آہو بادشاہ کی طرف پشت کیے کیوں کھڑا رہا؟
5. اگر آپ آہو کی جگہ ہوتے تو کیا کرتے؟

◆ نیچے دیے گئے مکالموں کو غور سے پڑھیے اور بتائیے کہ کس نے کہا، کس سے کہا اور کیوں کہا؟

i. ”اس راز کی کسی کو خبر نہ ہونے پائے۔“

کس نے کہا _____
کس سے کہا _____
کیوں کہا _____

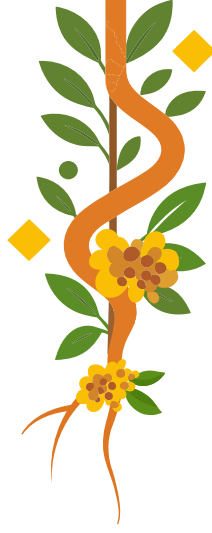
ii. ”میں نے دروازہ نکال کر چھپا دیا تھا۔ آپ کو یقین نہ آئے تو میں گواہ حاضر کرتا ہوں۔“

کس نے کہا _____
کس سے کہا _____
کیوں کہا _____

iii. ”یہاں اس مٹی میں کیوں دھنسے ہو؟“

کس نے کہا _____
کس سے کہا _____
کیوں کہا _____





iv. ”تب ہی تو اتنی تکلیف برداشت کر رہا ہوں۔“

_____ کس نے کہا

_____ کس سے کہا

_____ کیوں کہا

v. ”شاہی حکیم نے حکم دیا ہے کہ ان کے آنے تک گڑھے سے باہر نہ نکلوں۔“

_____ کس نے کہا

_____ کس سے کہا

_____ کیوں کہا

vi. ”آبِ تو تم الفاظ سے کھیل رہے ہو۔“

_____ کس نے کہا

_____ کس سے کہا

_____ کیوں کہا

◆ سبق میں لفظ ’شاہی محل‘ استعمال ہوا ہے۔ شاہ کے معنی بادشاہ کے ہیں۔ شاہی محل یعنی بادشاہ کا محل۔
اپنے دوستوں کے ساتھ گفتگو کیجیے اور شاہی لفظ کو جوڑ کر بننے والے مرکب الفاظ نیچے لکھیے:

i. شاہی + _____ = _____

ii. شاہی + _____ = _____

iii. شاہی + _____ = _____

iv. شاہی + _____ = _____

v. شاہی + _____ = _____



◆ مثال کے مطابق صحیح جوڑ ملائیے:

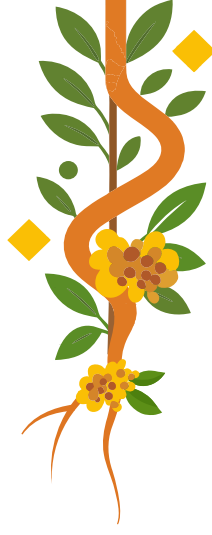
- | | |
|---|--------------|
| i. وہ پہاڑ جو آگ اگلتا ہے | 1. سیاح |
| ii. بیمار کی دیکھ بھال کرنے والا | 2. رصد گاہ |
| iii. خفیہ باتوں کا پتہ لگانے والا | 3. آتش فشاں |
| iv. وہ جگہ جہاں سے ستاروں کی گردش دیکھی جاتی ہے | 4. تیمار دار |
| v. مختلف ممالک کی سیر کرنے والا | 5. جاسوس |

پڑھیے، سمجھیے اور لکھیے



◆ آپ کو معلوم ہے کہ اسم میں ذرا سی تبدیلی لا کر صفت بنائی جاتی ہے۔ جیسے حاضر جواب سے حاضر جوابی۔ حاضر جواب 'اسم' ہے اور حاضر جوابی 'صفت' ہے۔ کہانی میں ایسے پانچ اسم تلاش کر کے لکھیے اور انہیں صفت سے تبدیل کیجیے:

اسم	صفت
i. _____	_____
ii. _____	_____
iii. _____	_____
iv. _____	_____
v. _____	_____



درج ذیل محاوروں کے معنی لکھیے اور اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

محاورہ	معنی	جملوں میں استعمال
i. غصے میں لال پیلا ہونا	_____	_____
ii. امید کی کرن نظر آنا	_____	_____
iii. الفاظ سے کھیلنا	_____	_____
iv. شان بدل جانا	_____	_____
v. اپنے منہ میاں مٹھو بننا	_____	_____

نیچے رموزِ اوقاف کے نام دیے گئے ہیں۔ دی گئی مثال کے مطابق ان کے انگریزی اور ہندی مترادفات لکھیے اور ان کے لیے مخصوص نشانات بھی بنائیے:

مثال: سکتہ	Comma	ہندی مترادفات	نشان
وقفہ	_____	_____	،
رابطہ	_____	_____	_____
تفصیلہ	_____	_____	_____
ختمہ	_____	_____	_____
سوالیہ	_____	_____	_____
ندائیہ، فجائیہ	_____	_____	_____
توسین	_____	_____	_____
واوین	_____	_____	_____



◆ آپ جانتے ہیں کہ جملوں کو صحیح ڈھنگ سے لکھنے کے لیے کچھ خاص اصولوں کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔ جیسے فاعل، مفعول اور فعل کی ترتیب، تذکیر و تانیث، واحد اور جمع وغیرہ۔ نیچے دیے گئے جملوں کو صحیح کر کے لکھیے:

i. آپ اتنی دیر سے بے فضول باتیں کر رہے ہو۔

ii. میں ابھی واپس لوٹ آؤں گا۔

iii. ان دونوں میں نودس کا فرق ہے۔

iv. برائے مہربانی آپ میرے خط کا جواب جلد دیں۔

v. بچے نے پرنسپل کو سب باتیں بتادیں جو وہ سنا تھا بتادیا۔

تلاش کیجیے



● اپنی لائبریری سے جیلانی بانو کی کہانی 'ایک دن کی بادشاہت' اور اطہر پرویز کی کتاب 'ایک دن کا بادشاہ' حاصل کیجیے اور ان کا مطالعہ کیجیے۔

تخلیقی اظہار



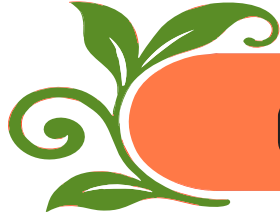
● کہانی کا عنوان 'حاضر جواب' رکھا گیا ہے۔ آپ کوئی دوسرا عنوان تجویز کیجیے اور بتائیے کہ آپ نے یہی عنوان کیوں تجویز کیا؟

● اگر آپ اس کہانی کو آگے بڑھانا چاہیں تو کون سے واقعات کہانی میں شامل کریں گے؟

عملی کام



● اس کہانی کو ڈرامے کی شکل میں لکھیے اور اپنے ہم جماعت کے ساتھ اسٹیج پر پیش کیجیے۔



سیم مانک شا کا شمار ہمارے ملک کے ممتاز فوجی افسروں میں ہوتا ہے۔ انھوں نے وطن کی آزادی کے فوراً بعد نہایت سخت حالات میں دشمن ملکوں کی جارحیت کا مقابلہ کیا۔ ملک کے دفاع کا حق ادا کیا اور سرحدوں کو محفوظ و مستحکم بنایا۔ ان کی قربانیاں ناقابل فراموش ہیں۔

سیم مانک شا کا پورا نام سیم ہارموس جی فریم جی جمشید جی مانک شا (Sam Hormusji Framji Jamshedji Manekshaw) تھا۔ ان کی پیدائش 3 اپریل 1914 کو امرتسر (پنجاب) میں ہوئی۔

ان کے والد ہارموس جی مانک شاپٹے سے ڈاکٹر تھے۔ والدہ ہیرا بائی ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔ سیم مانک شا کا خاندان تعلیم، نظم و ضبط اور ایک جہتی کے اقدار پر کاربند ہونے کے باعث عزت و احترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔



سیم مانک شا کا تعلیمی سفر شیر و وڈ کالج مینی تال سے شروع ہوا۔ یہ ادارہ تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ اخلاق اور کردار سازی پر خصوصی توجہ دیتا تھا۔ یہیں سے سیم مانک شا کی صلاحیتوں میں نکھار اور شخصیت میں نظم و ضبط پیدا ہونا شروع ہوا۔

اسکولی تعلیم مکمل ہونے کے بعد سیم مانک شانے

انڈین ملٹری اکیڈمی (IMA)، دہرادون میں داخلہ لینے کا فیصلہ کیا۔ یہ فیصلہ ان کی زندگی اور مستقبل کی راہوں

کو روشن کرنے میں مددگار ثابت ہوا۔ انڈین ملٹری اکیڈمی

نے ان کی جسمانی طاقت، دماغی صلاحیت اور قیادت کو فروغ دیا۔

1934 میں سیم مانک شا کو برطانوی بھارتی فوج میں کمیشن ملا، یہاں سے ان کے فوجی کیریئر کا آغاز ہوا اور وہ ترقی کی راہوں پر آگے بڑھتے گئے۔

سیم مانک شا کی فوجی خدمات چار دہائیوں پر مشتمل ہیں۔ اس دوران انھوں نے اپنی صلاحیتوں کا بھرپور مظاہرہ کیا۔ جنگی حکمت عملی ہو یا جرات مندانہ قیادت، انھوں نے ہر میدان میں امنٹ نفوش چھوڑے ہیں۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران، انھوں نے عراق، جاپان اور برما میں اہم خدمات انجام دیں۔ اتحادی فوجیوں اور جاپان کے درمیان برما میں خوں ریز جنگ کے دوران مانک شا کیپٹن تھے۔ ان کی کمپنی کو فتح حاصل ہوئی لیکن وہ خود ایک جاپانی فوجی کی مشین گن سے بری طرح زخمی ہو گئے۔ ان کے جسم میں نو گولیاں پیوست تھیں۔ سیم مانک شا کا ردی شیرنگھ انھیں اپنی پیٹھ پر لاد کر طبی امدادی پوسٹ پہنچا۔ وہ پوسٹ زخمیوں سے بھرا ہوا تھا۔ یہاں اس نے ڈاکٹروں سے بڑی منت کی کہ وہ سیم مانک شا کا علاج شروع کریں، مگر ڈاکٹروں نے اس کی ایک نہ سنی۔

ڈاکٹروں کے اس طرز عمل سے عاجز آ کر شیرنگھ نے اپنی بندوق تان کر کہا کہ: ”جاپانیوں

سے لڑنے کے باوجود ہم اپنے صاحب کو میلوں سے لاد کر لائے ہیں اب ہم

انھیں مرتے ہوئے نہیں دیکھ سکتے۔ آپ ان کا علاج کریں ورنہ مجھے

آپ پر گولی چلانی پڑے گی۔“ بالآخر سیم کا علاج شروع

ہوا۔ سرجری کے بعد سیم مانک شا صحت یاب ہونے

کے لیے پیگیو کے فوجی اسپتال میں داخل

کے گئے۔ تبھی وہاں ہوائی بمباری

شروع ہو گئی۔ جاپانیوں کے ہاتھ آنے

سے پہلے آخری کشتی میں دوسرے

مریضوں کے ساتھ ان کو بھی

وہاں سے بہ حفاظت نکال

کر پہلے رنگون اور پھر

ہندوستان بھیج دیا گیا۔

سیم مانک شا زندگی

بھر اپنے اردلی شیرنگھ کے





احسان مندر ہے۔ اس خطرناک مقابلہ کو یاد کرتے ہوئے وہ مزاحیہ لہجے میں کہتے تھے: ”میرا پیٹ تو لوہے کا بنا ہے جس میں جاپانیوں کی گولیاں بھی داخل نہ ہو پائیں۔“

شجاعت اور بہادری کے لیے سیم مانگ شا کو بے شمار انعامات و اعزازات سے نوازا گیا۔ جن میں وہ اہم ملٹری اعزاز ملٹری کراس بھی شامل ہے جو کہ بہ طور فوجی ان کی ناقابل تسخیر صلاحیتوں کے اعتراف میں انھیں دیا گیا تھا۔

1947 میں ہندوستان کی آزادی کے بعد، سیم مانگ شانے ہندوستانی فوج میں خدمات جاری رکھنے کا فیصلہ کیا جہاں ان کی انفرادی کارکردگی اور قائدانہ صلاحیت سے ان کو عروج حاصل ہوا۔ انھوں نے مختلف ریجنل اور اکائیوں کی کمان سنبھالی اور اپنے فوجی ساتھیوں اور افسران کی نظروں میں اعتماد اور عزت و وقار حاصل کیا۔ وہ نہ صرف ایک عظیم فوجی جنرل بلکہ ایک دلکش شخصیت کے بھی مالک تھے۔

سیم مانگ شا کی فوجی قیادت میں وطن عزیز نے کئی اہم فتوحات حاصل کیں۔ مختلف اہم عہدوں پر اپنے فرائض انجام دیتے ہوئے 1969 میں انھیں چیف آف آرمی اسٹاف (COAS) بنایا گیا، جو ہندوستانی فوج کا اعلیٰ ترین عہدہ ہے۔ انھوں نے منظم حکمت عملی سے وطن عزیز کی سرحدوں کا تحفظ کیا جس کے سبب انھیں فیلڈ مارشل کے عہدہ پر سرفراز کیا گیا۔





سیم مانک شانے فوج کی ملازمت کے دوران ہندوستان اور پاکستان کے درمیان کئی جنگیں لڑیں۔ 1947 کی جنگ میں انھوں نے جنگی منصوبہ بندی اور فوجی حکمت عملی کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہوئے دشمن کے دانت کھٹے کر دیے اور اپنے ملک کا سرفخر سے بلند کیا۔ 1962 میں جنرل کری اپتا کی سربراہی میں چین کے ساتھ جاری جنگ کے دوران لفٹیننٹ جنرل مانک شا کو فوجیوں کی حوصلہ افزائی کی ذمہ داری سونپی گئی۔ انھوں نے یہ فریضہ بہ خوبی انجام دیا، جس کے نتیجے میں چین کو جنگ بندی پر مجبور ہونا پڑا۔

1965 کی ہندوپاک جنگ میں، سیم مانک شا کی سربراہی میں ہندوستانی فوج نے ہمارے ملک کو ایک تاریخ ساز اور فیصلہ کن فتح سے ہم کنار کیا۔ سیم مانک شانے 1971 میں بنگلہ دیش کی آزادی کے لیے لڑی جانے والی جنگ میں کامیابی و کامرانی کا نیاریکارڈ قائم کیا۔ اس جنگ میں پاکستان دو حصوں میں تقسیم ہوا اور دنیا کے نقشے پر ایک نیا ملک بنگلہ دیش وجود میں آیا۔ اس جنگ میں ہی تقریباً ایک لاکھ پاکستانی فوجیوں نے ہتھیار ڈال دیے۔

تقریباً چار دہائیوں تک خدمات انجام دینے کے بعد مانک شا 15 جنوری 1973 کو ملازمت سے سبک دوش ہوئے۔ یہ دن پورے ملک میں ’آرمی ڈے‘ کے طور پر منایا جاتا ہے۔ فوج سے سبک دوشی کے بعد بھی جنرل سیم مانک شا ہندوستانی عوام کے لیے ایک معزز اور قابل احترام شخصیت بنے رہے۔ انھوں نے ہمہ وقت ہندوستانی فوجیوں کی فلاح و بہبود کے لیے کوششیں کیں اور اپنے قول و عمل سے اپنے ساتھی فوجیوں کے دلوں میں جذبہ حب وطن کی ایسی قدیل روشن کی جو بے مثال تھی۔ وہ ان کے حق میں آواز اٹھاتے رہے اور یہ کوشش کرتے رہے کہ ہماری افواج کی عظیم خدمات اور گراں قدر قربانیوں کو کبھی فراموش نہ کیا جائے اور انھیں زیادہ سے زیادہ سہولتیں فراہم کی جائیں۔

سیم مانک شا کئی خوبیوں کے مالک تھے۔ لذیذ کھانا پکانے کا شوق انھیں بچپن سے تھا، حاضر جوابی اور خوش خلقی انھیں وراثت میں ملی تھی۔ باغبانی اور موسیقی سے بھی انھیں بہت رغبت تھی۔ ان کا اپنا میوزک سسٹم ان کا قیمتی سرمایہ تھا۔





جنرل سیم مانک شا پوری زندگی بہادری اور عظمت کا نشان بنے رہے۔ ان کی قیادت، تدبیر و تفکر اور بہترین منصوبہ بندی ہندوستانی فوج کے لیے ایک مثال ہے۔ سیم مانک شا کو ان کی خدمات کے اعتراف میں 1968 میں 'پدم بھوشن' اور 1972 میں 'پدم بھوشن' سے نوازا گیا۔ مانک شانپال کے سپاہیوں میں بھی کافی مقبول تھے جس کا ثبوت یہ ہے کہ نیپال نے انھیں 1972 میں نیپالی فوج کے اعزازی جنرل کا عہدہ پیش کیا۔ 1977 میں نیپال کے بادشاہ نے انھیں آرڈر آف تھری ڈیوائن پاورز فرسٹ کلاس (Order of Three Divine Powers, First Class) کے اعزاز سے سرفراز کیا۔

فیلڈ مارشل سیم مانک شا کی وفات 27 جون 2008 کو چورانوے سال کی عمر میں ہوئی۔ انھوں نے حب الوطنی، جواں مردی اور شجاعت کی جو شمع جلائی تھی اس کی روشنی میں آنے والی نسلیں صحیح راہوں کا تعین کریں گی اور ملک کا سر ہمیشہ فخر سے بلند رہے گا۔

— ادارہ





جارجیت	:	ظالمانہ حملہ، جنگ جوئی
مستحکم	:	پکا، مضبوط
پیوست	:	داخل ہونا
ناقابل تسخیر	:	جس پر فتح حاصل نہ کی جاسکے
اقدار	:	قدر کی جمع، عزت، قیمت
فعال	:	متحرک، سرگرم
منظم	:	وہ کام جو نظم و ضبط کے ساتھ کیا جائے
حکمت عملی	:	تدبیر، پالیسی
فلاح و بہبود	:	بھلائی اور فائدہ
تدبر و تفکر	:	غور و فکر، حکمت

غور کیجیے



- جنرل مانک شاہ کی بے مثال فوجی خدمات، شجاعت اور بہادری کے لیے انھیں کئی انعامات اور اعزازات سے نوازا گیا۔ جن میں ملٹری کراس میڈل، پدم بھوشن اور پدم و بھوشن شامل ہیں۔
- بری فوج میں سب سے بڑا عہدہ فیلڈ مارشل کا ہوتا ہے۔ اب تک دو فوجی عہدے داروں کو ہی فیلڈ مارشل بنایا گیا ہے۔ 1973 میں جنرل سیم مانک شاہ کو فیلڈ مارشل بنایا گیا۔ ان کے بعد 1986 میں جنرل کے۔ ایم۔ کری اپنا فیلڈ مارشل کے عہدے پر تقرری ہوئی۔



● جنرل مانک شا 15 جنوری 1973 کو ملازمت سے سبک دوش ہوئے۔ اس دن کو 'آرمی ڈے' کے طور پر منایا جاتا ہے۔

● ہندوستانی افواج میں خواتین کو بھی خدمات کے وہی مواقع حاصل ہیں جو مردوں کو ہیں۔ وہ مسلح افواج کے بری، فضائی اور بحری تینوں حصوں اور مختلف اداروں میں خدمات انجام دے رہی ہیں۔ اگنی پتھ اسکیم کے تحت انھیں اگنی ویر کی حیثیت سے بھی جگہ دی جا رہی ہے۔ خواتین جنگی اور غیر جنگی دونوں کرداروں میں خدمات انجام دے رہی ہیں۔ بیشتر تو فرنٹ لائن جنگی یونٹوں کا بھی حصہ ہیں۔



سوچیے اور بتائیے

1. سیم مانک شا کے خاندان کو کس وجہ سے عزت و احترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا؟
2. سیم مانک شا کے ساتھ دوسری جنگ عظیم کے دوران کون سا واقعہ پیش آیا؟
3. سیم مانک شانے کن کن جنگی محاذوں پر ہندوستان کی نمائندگی کی؟
4. سیم مانک شانے کن اعلیٰ عہدوں پر رہتے ہوئے ہندوستانی فوج میں اپنی خدمات پیش کی؟
5. سیم مانک شا کی زندگی کے کس پہلو نے آپ کو زیادہ متاثر کیا؟

◆ مثال کے مطابق دیے گئے محققات اور ان کی مکمل شکل کا جوڑ ملائیے:



چیف آف آرمی اسٹاف

انڈین ایئر فورس

کمبائنڈ ڈیفنس سروسز

انڈین نیوی

انڈین ملٹری اکیڈمی

ایئر فورس اکیڈمی

انڈین نیشنل آرمی

سی ڈی ایس (CDS)

سی او اے ایس (COAS)

آئی ایم اے (IMA)

آئی این اے (INA)

اے ایف اے (AFA)

آئی اے ایف (IAF)

آئی این (IN)

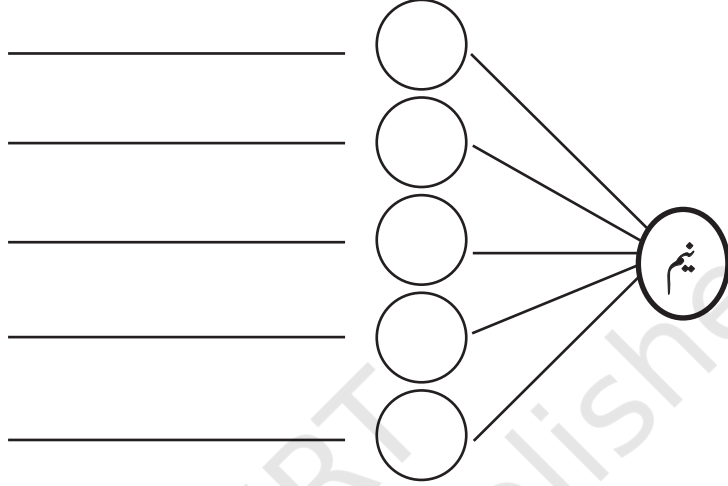




پڑھیے، سمجھیے اور لکھیے



- 'انہیں نیم مردہ حالت میں علاج کے لیے اسپتال لایا گیا۔' اس جملے میں نیم 'سابقہ' ہے جس کا معنی آدھا ہے۔
درج ذیل لفظ جوڑ کر نئے الفاظ بنائیے اور جملوں میں استعمال کیجیے:



- سبق میں دشمن کو مزا پکھانے کے لیے 'دانت کھٹے کرنے' کا محاورہ استعمال ہوا ہے۔ دانتوں سے متعلق کچھ محاورے نیچے دیے گئے ہیں ان کے معنی معلوم کر کے لکھیے اور ان محاوروں کو جملوں میں استعمال کیجیے۔ آپ کچھ اور محاورے بھی ان میں شامل کر سکتے ہیں:

- دانتوں تلے انگلی دبانا
- دانت پیسنا
- دانت دکھانا
- دانت کاٹی روٹی ہونا
- دانت بجنا

- نیچے دیے گئے جملوں پر غور کیجیے:

کالم (ب)

- ہارموس جی فریم جی جمشید جی مانک شاتھا۔
- ناقابل فراموش ہیں۔
- چار دہائیوں پر مشتمل ہے۔

کالم (الف)

- سیم مانک شا کا پورا نام
- ان کی قربانیاں
- سیم مانک شا کا فوجی کیریئر





- ان جملوں میں پہلے کالم میں ایک ادھوری بات کا ذکر اور دوسرے کالم میں اس کے بارے میں تفصیل یا خبر دی گئی ہے۔ اس طرح پہلے حصے کو 'مبتدا' کہتے ہیں اور دوسرے حصے کو 'خبر' کہتے ہیں۔ ہر مکمل جملے میں مبتدا اور خبر ضرور شامل ہوتے ہیں۔ سبق سے پانچ جملے منتخب کر کے لکھیے اور اس میں مبتدا اور خبر کی نشان دہی کیجیے:

i.	_____
ii.	_____
iii.	_____
iv.	_____
v.	_____

- سبق میں مرکب لفظ 'نظم و ضبط' استعمال کیا گیا ہے جس سے مراد ہے انتظام اور قاعدہ۔ یہ دو مختلف الفاظ ہیں۔ آزادانہ طور پر دونوں کے کئی اور معانی ہیں جو ایک دوسرے سے بالکل الگ ہیں۔ لغت کی مدد سے دونوں الفاظ کے تین معانی تلاش کیجیے اور انہیں جملوں میں استعمال کیجیے:

نظم	_____	_____	_____	_____
ضبط	_____	_____	_____	_____

- 'جذبہ حُب وطن' میں دو الگ الگ اضافتوں کا استعمال ہوا ہے۔ پہلے حصے میں 'ہمزہ' کی اضافت ہے اور دوسرے حصے میں 'زیر' کی اضافت ہے۔ اپنے دوستوں کے ساتھ گفتگو کیجیے اور اسی طرح کے الفاظ تلاش کر کے نیچے لکھیے:

i.	_____
ii.	_____
iii.	_____
iv.	_____
v.	_____



- پچھلی جماعت میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ جملے کی کئی قسمیں ہیں — مفرد، مرکب، انکاریہ، فجائیہ، سوالیہ، حکمیہ، بیانیہ وغیرہ۔ سبق کو ایک مرتبہ پھر پڑھیے اور اس میں سے دو دو بیانیہ، حکمیہ اور انکاریہ جملے تلاش کر کے لکھیے:

بیانیہ	i.	_____
	ii.	_____
حکمیہ	i.	_____
	ii.	_____
انکاریہ	i.	_____
	ii.	_____

تخلیقی اظہار



- دیے گئے ویب لنک کی مدد سے نیشنل وار میموریل کی سیر کیجیے اور اپنے تاثرات لکھ کر کمرہ جماعت میں چسپاں کیجیے۔
<https://www.mygov.in/compainings/national-war-Memorial/>

عملی کام



- دیے گئے ویب لنک کی مدد سے مانک شا اور ان کے ساتھیوں کے کارناموں پر دور درشن کی ڈاکیومنٹری 'اکہتر کی کہانی' کو دیکھیے اور اپنے تاثرات کاپی میں لکھیے۔

youtube.com/watch?v=qCM4xnxz_qxoet=1159s

- نیچے دیے گئے ویب لنک کی مدد سے ہندوستانی افواج میں ملازمت کے مختلف مواقع کے بارے میں معلوم کیجیے اور اہم نکات کو اپنی نوٹ بک میں لکھیے۔

<https://www.india.gov.in/spotlight/career-defence-and-paramilitary-forces>

- نیچے دیے گئے ویب لنک کی مدد سے کارگل جنگ میں شہید ہوئے بہادر سپاہیوں کے بارے میں معلومات جمع کیجیے۔

<https://www.incredibleindia.gov.in/en/ladakh/kargil/kargil-war-memorial>

یہ بھی جانئے

- 26 جنوری 1950 کو حکومت ہند کی جانب سے تین بہادری ایوارڈز (Gallantry Awards) یعنی پرم ویر چکر، مہاویر چکر اور ویر چکر قائم کیے گئے تھے۔ 1952 میں مزید تین ایوارڈز، اشوک چکر کلاس I، اشوک چکر کلاس II، اشوک چکر کلاس III شروع کیے گئے۔ جنوری 1967 میں ان کا نام بدل کر بالترتیب اشوک چکر، کیرتی چکر اور شوریہ چکر رکھا گیا۔ اس طرح بہادری کے لیے دیے جانے والے ایوارڈ کی تعداد چھ ہو گئی ہے۔ ان کے نام بالترتیب پرم ویر چکر، اشوک چکر، مہاویر چکر، کیرتی چکر، ویر چکر اور شوریہ چکر ہیں۔



- دیے گئے ویب لنک کی مدد سے بہادری کے لیے دیے جانے والے ایوارڈ کے بارے میں معلومات حاصل کیجیے۔

<https://www.gallantryawards.gov.in>



4871CH12



ایوریسٹ کی فتح

12

ایوریسٹ پر چڑھنے کے لیے ہماری ٹیم 7 مارچ کو دہلی سے کٹھمنڈو بذریعہ جہاز روانہ ہوئی۔ کٹھمنڈو میں چند روز قیام رہا پھر ہم زیری کے لیے روانہ ہوئے۔ وہاں سے ہم مزے میں پیدل سفر کرتے ہوئے آٹھ دن میں ناپچی بازار پہنچے۔ ناپچی بازار شیر پالینڈ کا اہم قصبہ ہے۔ یہیں میں نے پہلی بار ایوریسٹ کو دیکھا تھا۔ نیپالی لوگ اسے 'ساگر ماتھا' کہتے ہیں۔ ایوریسٹ پر ٹکلی باندھے ہوئے میں برف کے ایک بہت بڑے تودے کو دیکھ سکتی تھی جو چوٹی سے ایک پھریرے کی طرح لہراتا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ برف کا یہ پھریرا دس کلومیٹر یا اس سے بھی لمبا ہو سکتا ہے۔

ایک دن یہاں رکنے کے بعد ہم مشہور تھیانگ بوچھے مٹھ پہنچے۔ یہاں لامانے ہمارے لیے کامیابی اور بخیریت واپسی کے لیے دعا مانگی۔ یہاں دو روز قیام کرنے کے بعد ہم پھر نیچے پہنچے۔

26 مارچ کو جب ہم نیچے پہنچے تو ہمیں ایک دہشت انگیز خبر ملی۔

برفانی جھکڑ میں ایک شیر پاقلی ہلاک ہو گیا تھا۔ ہماری مہم کے سربراہ کرنل کھلڑنے اس بات کو محسوس کر لیا تھا کہ اس خبر نے ہم سبھی کو افسردہ کر دیا ہے۔ انھوں نے کہا: ”کسی ایک حادثے سے ہمیں بے جا حد تک پریشان نہیں ہونا چاہیے اور نہ ہی اپنے ارادے میں کوئی کمزوری آنے دینا چاہیے۔“

صدر کیمپ پہنچنے سے پہلے ایک خراب

خبر اور ملی تھی۔ کچن کے ایک ملازم

کی موت ہو گئی تھی۔ اگلے دن صدر

کیمپ پہنچنے پر میں نے ایوریسٹ

پہاڑوں کے گٹھے ہوئے سلسلے اور





اس کے ذیلی سلسلوں کو دیکھا۔ میں مبہوت کھڑی جمی ہوئی برف کے بے ترتیب ٹھوس دریا کو حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ ہم کھمبو گلیشیر کو کم فاصلے یعنی ایک کلومیٹر سے تقریباً چھ سو میٹر نیچے گرتا ہوا دیکھ سکتے تھے۔ گلیشیر یا برفشار جمی ہوئی برف کے میناروں اور تودوں کا گڈمڈ آہٹا سا ہے۔ ہمیں بتایا گیا کہ گلیشیر کی نقل و حرکت سے اکثر برف میں زلزلے پھاہوتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں برف کی بڑی بڑی سلیس تیزی سے نیچے گرنے لگتی ہیں۔

پہلا کیمپ چھ ہزار میٹر کی بلندی پر برفشار کے بس ذرا اوپر تھا۔ میں جلد سے جلد برفشار کے قریب پہنچنا چاہتی تھی۔ اسی شام میں اپنے بعض ساتھیوں کے ساتھ اس مقام تک جا پہنچی۔ ماہ اپریل میں جب میں صدر کیمپ میں تھی، تین سنگھ اپنی سب سے چھوٹی بیٹی ویک کے ساتھ کیمپ میں تشریف لائے تھے۔ جب میں نے ان کو بتایا کہ میں قطعی نوشق ہوں اور ایورسٹ پر چڑھائی کی یہ میری پہلی مہم ہے تو انھوں نے ہنس کر کہا ”ایورسٹ میری بھی پہلی مہم تھی اور چوٹی کو میں ساتویں کوشش میں سر کر سکا تھا۔“

15/16 مئی کو بدھ پور نیا تھی۔ اس رات ہم لہوتسے کی برفیلی پرتوں والی سیدھی ڈھلان پر خیمہ انداز تھے۔ اس کیمپ میں میرے علاوہ دس افراد اور تھے۔ میں گہری نیند میں تھی۔ ساڑھے بارہ بجے کا عمل ہوگا کہ اچانک کوئی بھاری شے بڑے زور سے میرے سر کے پچھلے حصے پر آکر لگی جس نے مجھے جھنجھوڑ کر جگادیا اور اس کے ساتھ ہی بڑا بھیانک



دھماکہ ہوا۔ میں نے محسوس کیا کہ میں کسی بھاری شے کے نیچے دبی چلی جا رہی ہوں۔ وہ شے مجھے کچلے دے رہی ہے۔ میں بہ مشکل سانس لے پا رہی تھی۔

آخر ہوا کیا تھا؟ لہو تسے گلشیر کی برف کی ایک بڑی لاٹ جو ہمارے کیمرے کے عین اوپر تھی، ٹوٹ کر نیچے آگری تھی۔ برف کے بے پناہ بڑے تودوں نے جمی ہوئی برف کو پاش پاش کر دیا تھا اور یہ تودے عمودی ڈھلان سے کسی ایکسپریس گاڑی کی رفتار سے اور بہرہ کرنے والی گھن گرج کے ساتھ نیچے گرنے لگے تھے۔ ہم میں سے ہر ایک کو چوٹیں آئیں۔ یہ ہماری خوش قسمتی تھی کہ ہم میں سے کوئی ہلاک نہیں ہوا تھا۔ لوپسانگ نے اپنے سوئس چاقو کی مدد سے کسی طرح خیمے کو چاک کر دیا۔ وہ اس میں سے باہر نکل آیا اور فوراً ہی مجھے بچانے کے لیے ہاتھ پاؤں مارنے لگا۔ اگر ذرا سی تاخیر ہوتی تو موت یقینی تھی۔

سارے خیمے تھس تھس ہو گئے تھے۔ کچن والا خیمہ

البتہ صحیح سلامت تھا۔ میں اور لوپسانگ ہاتھ کے بل چلتے ہوئے وہاں

پہنچے۔ اس وقت تک سبھی کچن والے خیمے میں یا اس کے قریب پہنچ چکے تھے۔ میں نے

اپنے اولین طبی امداد والے تھیلے سے نکال کر باہر ایک کو درد دور کرنے والی گولیاں دیں۔ ان کے لیے گرم ماگرم چائے بنائی۔

میں نے کسی کی مدد کی تھی، اس احساس نے حواس پر طاری افسردگی اور بے دلی کو پرے جھٹک دیا۔



ہم نے صبح ہونے سے پہلے ہی برف کھود کھود کر اپنا سامان نکالنا شروع کر دیا۔ جلد ہی امدادی ٹیمیں آپہنچیں اور 16 مئی کے آٹھ بجے تک ہم تقریباً سبھی دوسرے کیمپ میں پہنچ چکے تھے۔ چوٹ لگنے سے میرے سر کے پیچھے جو گومڑا سا بن گیا تھا، اب دُکھنے لگا تھا۔ لیکن میں نے اپنی تکلیف کسی کو بتائی نہیں۔ ہماری ٹیم کے سبھی نومردوں کو صدر کیمپ بھیجا جانا تھا۔ انھیں سخت چوٹیں آئی تھیں کرنل کھلڑ نے مجھ سے مخاطب ہو کر پوچھا: ”کیا تم بھی ڈر گئی تھیں؟“ میں نے جواب میں دھیرے سے کہا ”ہاں“۔ کیا تم بھی نیچے واپس جانا چاہتی ہو؟ انھوں نے پوچھا۔ ”ہرگز نہیں؟“ میں نے بلاتامل جواب دیا۔

چوٹی کو سر کرنے کے لیے جانے والی دوسری ٹیم کی واحد خاتون رکن ہونے کا شرف میرے حصے میں آیا۔ صبح سویرے چار بجے اٹھ بیٹھی۔ کچھ برف پگھلائی اور چائے تیار کی اور ہلکا پھلکا ناشتہ کیا۔ ساڑھے پانچ بجتے بجتے میں خیمے سے باہر نکل آئی۔ انگ ڈور جی باہر کھڑا تھا۔ اُس نے مجھ سے پوچھا: ”کیا تم میرے ساتھ چلنا پسند کرو گی؟“

مجھے ڈور جی پر بڑا اعتماد تھا۔ ایسا ہی اعتماد مجھے

اپنی قوت برداشت اور کوہ پیما کی صلاحیت پر بھی تھا۔

ایک بات اور بھی تھی۔ اس وقت کوئی دوسرا چلنے کو تیار بھی نہیں

تھا۔ اس وقت صبح کے چھ بج کر بیس منٹ ہوئے تھے۔ دن پوری طرح نکل

آیا تھا، ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی۔ سردی بڑی شدید تھی۔ میں کوہ پیما کے لباس میں اپنے آپ کو گرم اور محفوظ

محسوس کر رہی تھی۔ ہم رستہ باندھے بغیر چڑھ رہے تھے۔ جی ہوئی برف سے ڈھکی کھڑی ڈھلانیں شیشے کی چادر کی طرح

ٹھوس تھیں۔ ہمیں بار بار ’برف کدال‘ کا سہارا لینا پڑ رہا تھا۔ پھر بھی مجھے کوئی دشواری نہیں ہو رہی تھی۔ ہم دو گھنٹے سے

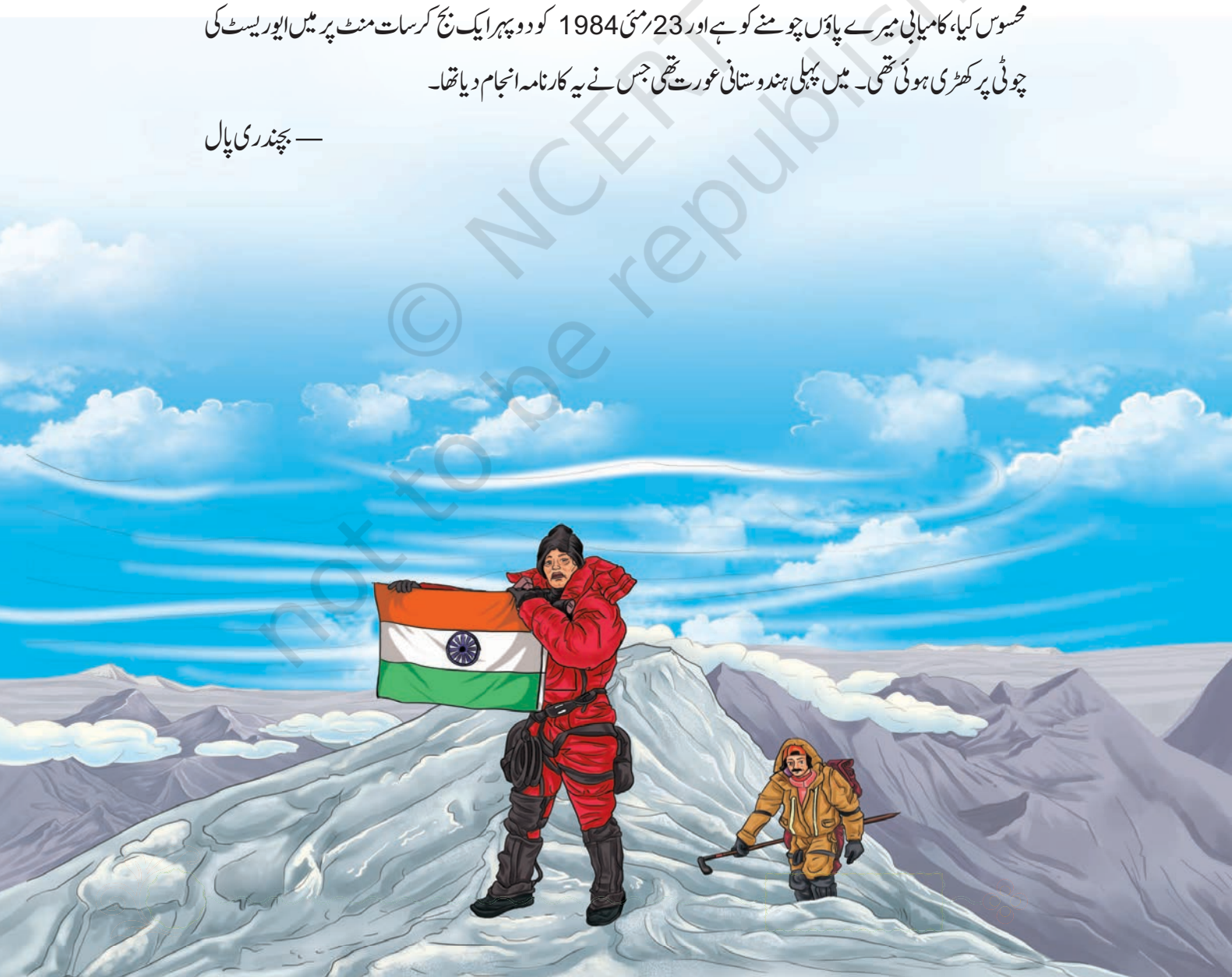
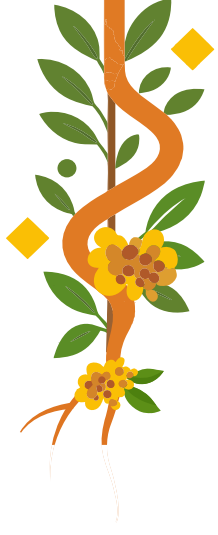


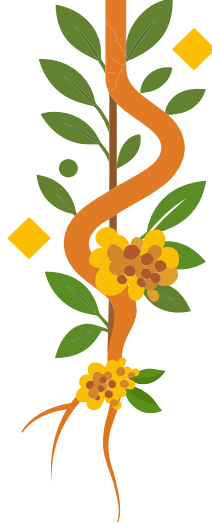
کم وقت میں چوٹی کی کمپ میں پہنچ گئے۔ انگ ڈورجی نے پوچھا، کیا میں تھک گئی ہوں اور جب میں نے نفی میں جواب دیا تو اُسے بڑی حیرانی ہوئی اور خوشی بھی۔

جنوبی چوٹی پر پہنچنے کے بعد ہوا تیز ہو گئی تھی۔ شدید پُر پیچ آندھی میں برف کے ذرات برابر شامل ہو رہے تھے اور کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ سلسلہ کوہ چاقو کی دھار جیسا تھا۔ بال برابر چوک ہوئی اور قصہ ختم۔ کسی بھی طرف لڑھک سکتے تھے۔ جنوبی چوٹی اور اس حصے کے درمیان چڑھائی خاص طور پر خطرناک تھی جسے عام طور پر 'ہلاری اسٹیپ' کہتے ہیں۔ انگ ڈورجی نے ہاتھ سے چوٹی کی طرف اشارہ کیا اور اس کے ساتھ ہی ایک خوشی سی رگ وپے میں دوڑ گئی۔ منزل اتنی قریب تھی۔ سورج کی شعاعوں نے برف کو نرم بنا دیا تھا۔ پچھلے کی نسبت اس حصے پر چڑھنا زیادہ آسان تھا۔

کچھ دیر تک ہم برف کے ذرات والی تیز آندھی میں کھڑے رہے پھر ہم نے دیکھا کہ آندھی کا زور گھٹنے لگا ہے۔ چند ہی قدم چلنے کے بعد میں نے دیکھا، چڑھائی بس دو چار میٹر اور تھی۔ میرے دل کی دھڑکن رک سی گئی تھی۔ میں نے محسوس کیا، کامیابی میرے پاؤں چومنے کو ہے اور 23 مئی 1984 کو دو پہر ایک بج کر سات منٹ پر میں ایوریسٹ کی چوٹی پر کھڑی ہوئی تھی۔ میں پہلی ہندوستانی عورت تھی جس نے یہ کارنامہ انجام دیا تھا۔

— بچندری پال





قیام	:	ٹھہرنا
افسردہ	:	اداس، بجھا، بجھاسا
مہوت	:	حیران، ہکا بکا
نومشق	:	نواآموز، ناتجربہ کار
نقل و حرکت	:	ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا
عمودی ڈھلان	:	کھڑی ڈھلان
بلا تامل	:	سوچے سمجھے بغیر، غور کیے بغیر
کوہ پیما کی	:	پہاڑ پر چڑھنا
شعاعوں	:	(شعاع کی جمع) کرن، روشنی

غور کیجیے



- نیپال اور تبت کی سرحد پر واقع دنیا کے سب سے اونچے پہاڑ کی چوٹی کا نام ایوریسٹ ہے جس کو نیپال میں ساگر ماتھا اور تبت میں چو مولنگھا کہا جاتا ہے۔ یہ دنیا کی سب سے اونچی چوٹی ہے۔ یہاں کا موسم انتہائی سرد اور خطرناک ہوتا ہے۔ اس چوٹی پر آکسیجن کی کمی بھی ایک بڑا مسئلہ ہے۔
- بچندری پال کی پیدائش 24 مئی 1954 کو اتراکھنڈ کے چمپلی ضلع کے بمپا گاؤں میں ہوئی تھی۔ وہ ہندوستان کی پہلی خاتون ہیں جنہوں نے ایوریسٹ سر کرنے کا کارنامہ انجام دے کر ملک کا نام روشن کیا۔ بچندری پال کو بہت سے اعزاز ملے۔ حکومت ہند نے انہیں 1984 میں 'پدم شری' اور 2019 میں 'پدم بھوشن' سے نوازا۔
- سبق میں شامل حصہ ان کی آپ بیتی 'Everest—My Journey to The Top' سے لیا گیا ہے۔
- ماؤنٹ ایوریسٹ پر چڑھنے والی سب سے کم عمر ہندوستانی خاتون کامیا کارتی کسین ہیں۔ جنہوں نے محض 16 سال کی عمر میں یہ کارنامہ انجام دیا۔ نیپال کی پورنما شرسٹی نے ایک ہی سیزن میں تین بار ماؤنٹ ایوریسٹ پر چڑھ کر نئی تاریخ رقم کی۔ اسی طرح ماؤنٹ ایوریسٹ پر فتح حاصل کرنے والی ایک اور ہندوستانی خاتون ارونما سنہا ہیں، جنہوں نے 21 مئی 2013 کو ایوریسٹ کی چوٹی پر پہنچنے والی پہلی مخصوص اہمیت ایتھلیٹ ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔





- i. برف میں زلزلے کی اصل وجہ کیا ہوتی ہے؟
- ii. بچندری پال ایوریسٹ کی چوٹی پر کب پہنچیں؟
- iii. صدر کیمپ پہنچنے سے پہلے بچندری پال کو کون سی بری خبر ملی؟
- iv. شیر پاقلی کی ہلاکت کی خبر کے بعد کرنل کھلرنے ٹیم کا حوصلہ کس طرح بڑھایا؟
- v. ایوریسٹ کی چوٹی پر پہنچنے کے بعد بچندری پال کی جذباتی کیفیت کیا تھی؟ بیان کیجیے۔

پڑھیے، سمجھیے اور لکھیے



آپ جانتے ہیں کہ وہ لفظ جو کسی شخص یا چیز کی ذاتی حالت کو ظاہر کرے اسے 'صفت ذاتی' کہتے ہیں۔ جن الفاظ سے کسی شخص یا چیز کا آپس میں تعلق ظاہر ہوا انہیں 'صفت نسبتی' کہتے ہیں اور جو لفظ کسی شخص یا چیز کی تعداد کو ظاہر کرے 'صفت عددی' کہلاتا ہے۔ اس سبق میں صفت ذاتی، صفت نسبتی اور صفت عددی کی چند مثالیں بیان کی گئیں ہیں۔ مثلاً مشہور تھیانگ بوچھے مٹھ، دس کلومیٹر، برف کی بڑی سلیس وغیرہ۔ اپنے ساتھیوں سے گفتگو کیجیے اور نیچے دی گئی عبارت سے صفت ذاتی، صفت نسبتی اور صفت عددی تلاش کر کے لکھیے:

صدر کیمپ پہنچنے سے پہلے ایک خراب خبر اور ملی تھی۔ کچن کے ایک ملازم کی موت ہو گئی تھی۔ اگلے دن صدر کیمپ پہنچنے پر میں نے ایوریسٹ پہاڑوں کے گٹھے ہوئے سلسلے اور اس کے ذیلی سلسلوں کو دیکھا۔ میں مبہوت کھڑی جمی ہوئی برف کے بے ترتیب ٹھوس دریا کو حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ ہم کھمبو گلیشیر کو ایک کلومیٹر سے کم فاصلے سے تقریباً چھ سو میٹر نیچے گرتا ہوا دیکھ سکتے تھے۔ گلیشیر یا برفشار جمی ہوئی برف کے میناروں اور تودوں کا گڈمڈ آبشار سا ہے۔ ہمیں بتایا گیا کہ گلیشیر کی نقل و حرکت سے اکثر برف میں زلزلے پناہوتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں برف کی بڑی بڑی سلیس تیزی سے نیچے گرنے لگتی ہیں۔



- 'سر کرنا' ایک محاورہ ہے جس کے معنی ہے 'فتح کرنا' اسی طرح اس سبق میں اور بھی محاورے استعمال ہوئے ہیں ان محاوروں کو تلاش کر کے نیچے لکھیے اور انہیں جملوں میں استعمال کیجیے:

محاورے	جملوں میں استعمال
i.	_____
ii.	_____
iii.	_____
iv.	_____
v.	_____

- آپ جانتے ہیں کسی اسم کا مذکر (نر) یا مؤنث (مادہ) ہونا 'جنس' کہلاتا ہے مثلاً لڑکا، لڑکی۔ جنس کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ 'جنس حقیقی' اور 'جنس غیر حقیقی'۔ جان دار اسماء کے مذکر و مؤنث ہونے کو جنس حقیقی کہتے ہیں جیسے باپ، ماں اور بے جان اسماء کے مذکر و مؤنث ہونے کو جنس غیر حقیقی کہتے ہیں جیسے دن، رات۔ سبق سے پانچ جنس حقیقی اور پانچ جنس غیر حقیقی اسماء تلاش کر کے لکھیے:

جنس حقیقی	جنس غیر حقیقی
i.	_____
ii.	_____
iii.	_____
iv.	_____
v.	_____

◆ دیے گئے جملوں کو غور سے پڑھیے۔

- ایوریسٹ کے لیے ہماری ٹیم 7 مارچ کو دہلی سے کٹھمنڈو کے لیے بذریعہ جہاز روانہ ہوئی، ساڑھے پانچ بجتے بجتے میں خیمے سے باہر نکل آئی۔



- ان جملوں میں ایوریسٹ، کٹھمنڈو اور خیمہ جگہ کے لیے استعمال ہوئے ہیں۔ ایسے الفاظ جو کسی مقام کو ظاہر کرتے ہوں انھیں ظرف مکان کہتے ہیں۔ اسی طرح ان جملوں میں مارچ، 'ساڑھے پانچ' الفاظ وقت کے لیے استعمال ہوئے ہیں۔ ایسے الفاظ جو کسی وقت کو ظاہر کریں ان کو 'ظرف زماں' کہتے ہیں۔ سبق کو پڑھ کر ظرف مکان اور ظرف زماں کی پانچ مثالیں تلاش کر کے لکھیے:

ظرف مکان	ظرف زماں
i.	_____
ii.	_____
iii.	_____
iv.	_____
v.	_____

تلاش کیجیے



- ایوریسٹ فتح کرنے والے پانچ ملکی اور پانچ غیر ملکی کو ہیماؤں کے نام اور ان کے کارناموں کے بارے میں ایک ایک پیرا گراف لکھیے اور سامنے ان کی تصویریں بھی چسپاں کیجیے۔

تخلیقی اظہار



- بچندری پال نے کوہ پیمائی کے اپنے سفر کو اپنی آپ بیتی 'Everest — My Journey to the Top' میں تفصیل سے لکھا ہے۔ آپ بھی اپنے کسی یادگار سفر کے بارے میں دل چسپ انداز میں لکھیے۔
- سبق میں یہ جملہ شامل ہے "ایوریسٹ میری بھی پہلی مہم تھی لیکن چوٹی پر پہنچنے میں اپنی ساتویں کوشش میں کامیاب ہوا" کیا آپ کو ایسا کوئی واقعہ یاد ہے کہ جب کامیابی حاصل کرنے کے لیے آپ کو کئی مرتبہ کوشش کرنی پڑی ہو۔ اس واقعے کی تفصیل لکھیے اور اپنی جماعت کے طلباء کو سنائیے۔



- ایوریسٹ پر پانچ مرتبہ فتح حاصل کرنے والی ارومناسنہا کے بارے میں مختلف ذرائع سے معلومات حاصل کیجیے اور ان پر چند جملے تحریر کر کے کمرہ جماعت میں سنائیے، اور ان کی تصویر تختہ سیاہ پر چسپاں کیجیے۔
- نیچے دیے گئے نکات کی روشنی میں ان جاں باز ہندوستانی کوہ پیما کی فہرست بنائیے جنہوں نے ماؤنٹ ایوریسٹ پر فتح حاصل کر کے ملک اور قوم کا نام روشن کیا ہے۔



- _____ کوہ پیما کا نام
- _____ جائے پیدائش
- _____ کس سن میں کامیابی حاصل کی

یہ بھی جانئے

- ملک کا سب سے بڑا شہری اعزاز 'بھارت رتن' ہے۔ یہ اعزاز ان لوگوں کو دیا جاتا ہے جنہوں نے فن، ادب، سائنس، سماجی خدمات اور کھیل جیسے مخصوص شعبوں میں غیر معمولی اور قابل ذکر خدمات انجام دی ہیں۔ اب تک 53 لوگوں کو ان کی گرانقدر خدمات کے اعتراف میں بھارت رتن ایوارڈ سے نوازا جا چکا ہے۔ دیے گئے ویب لنک کی مدد سے مزید تفصیلات حاصل کیجیے:

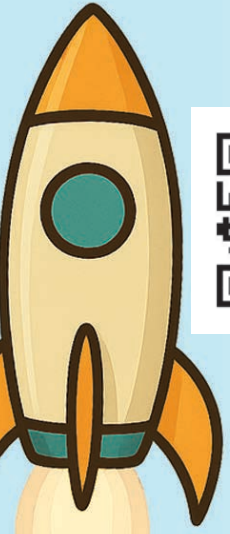


<https://www.cheeggindia.com/general-knowledge/list-of-bharat-ratna-awardees/>

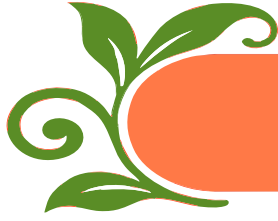
- پدم ایوارڈ ملک کے اعلیٰ ترین شہری اعزازات میں سے ایک ہیں۔ یہ پدم و بھوشن، پدم بھوشن اور پدم شری۔ ان کا اعلان ہر سال یوم جمہوریہ کے موقع پر کیا جاتا ہے۔ یہ ایوارڈ تین زمروں میں دیے جاتے ہیں۔ دیے گئے ویب لنک کی مدد سے مزید تفصیلات حاصل کیجیے:



<https://www.padmaawards.gov.in/>



4871CH12A



عزم و عمل



ذہن کی تاریکیوں کو دور ہونا چاہیے
علم سے ادراک کو پُر نور ہونا چاہیے
امتحان کا خوف دل سے دور ہونا چاہیے
وقت کا ہر فیصلہ منظور ہونا چاہیے
عزم و استقلال سے انسان پہنچا چاند پر
دل کو اب تو اور بھی مسرور ہونا چاہیے
جذبہٴ ایثار سے ہوتی ہے تعمیرِ حیات
دل کو احساسات سے معمور ہونا چاہیے
بے اصولی سے نہیں ہوتا ہے کوئی سُرخرو
کام کرنے کا بھی اک دستور ہونا چاہیے



حوصلوں کے سامنے ہر امتحاں اک کھیل ہے
جذبہ عزم و عمل بھر پور ہونا چاہیے

نامرادی بھی اگر آئے تو کوئی غم نہ ہو
زندگی کا کچھ یہی دستور ہونا چاہیے

تنگ نظری کو زمانے سے مٹانے کے لیے
علم سے اخلاق سے معمور ہونا چاہیے

یہ مشینی دور ہے رفتار اس کی تیز ہے
آگے بڑھنا ہی تمہیں منظور ہونا چاہیے

نیک نامی کے لیے اے نو نہالانِ وطن
غم گسار بے کس و مجبور ہونا چاہیے

— شوکت پر دیسی
(پڑھنے کے لیے)





4871CH13



اے شریف انسانو!

13

خون اپنا ہو یا پرایا ہو
نسلِ آدم کا خون ہے آخر
جنگِ مشرق میں ہو کہ مغرب میں
امنِ عالم کا خون ہے آخر
بم گھروں پر گریں کہ سرحد پر
روحِ تعمیر زخم کھاتی ہے
کھیت اپنے جلیں کہ اوروں کے
زیستِ فاقوں سے تِلْمَلاتی ہے
ٹینک آگے بڑھیں کہ پیچھے ہٹیں
کوکھ دھرتی کی بانجھ ہوتی ہے
فتح کا جشن ہو کہ ہار کا سوگ
زندگی میتوں پہ روتی ہے
جنگ تو خود ہی ایک مسئلہ ہے
جنگ کیا مسئلوں کا حل دے گی

آگ اور خون آج بخشے گی
بھوک اور احتیاج کل دے گی

اس لیے اے شریف انسانو
جنگ ٹلتی رہے تو بہتر ہے

آپ اور ہم سبھی کے آنگن میں
شمع جلتی رہے تو بہتر ہے

— سآحرلدھیانوی





نسل	:	خاندان، اولاد، قبیلہ
روحِ تعمیر	:	تعمیر کا جذبہ، زندگی کو بنانے سنوارنے کی خواہش
زیست	:	زندگی
بانجھ	:	بخر زمین، اوسر
احتیاج	:	ضرورت

غور کیجیے



- 'اے شریف انسانو!' مشہور شاعر ساحر لدھیانوی کی نظم ہے۔ نظم کا بنیادی موضوع امن ہے۔ انسانی معاشرہ اور تہذیب کی سب سے بڑی ضرورت امن ہے۔ گزشتہ صدی میں دنیا دو عالمی جنگوں کا سامنا کر چکی ہے۔ ان عالمی جنگوں کے علاوہ بھی کچھ ممالک کے درمیان جنگیں ہوئی ہیں جن کے نتیجے میں انسانیت کا بہت نقصان ہوا ہے۔ جنگ ترقی اور خوشحالی کی بھی دشمن ہے۔ اس نسلِ آدمِ تباہ اور برباد ہوتی ہے۔
- نظم میں مشرق اور مغرب الفاظ استعمال ہوئے ہیں دونوں کا استعمال سمت کے لیے بھی ہوتا ہے۔

سوچیے اور بتائیے



1. نظم میں 'اے شریف انسانو!' کہہ کر کس کو مخاطب کیا گیا ہے؟
2. روحِ تعمیر کے زخم کھانے سے کیا مراد ہے؟
3. جنگ کو امن عالم کا خون کیوں کہا گیا ہے؟
4. نظم میں جنگ کے ٹلتے رہنے پر کیوں زور دیا گیا ہے؟
5. جنگ نہ ہونے سے کون کون سی پریشانیوں سے بچا جاسکتا ہے؟



♦ درج ذیل مفہوم کا ذکر جن اشعار میں موجود ہے نظم سے انھیں تلاش کر کے لکھیے:

i. دنیا کے خطوں کا ذکر	_____
ii. جنگی ہتھیار کا ذکر	_____
iii. شکست کا ذکر	_____
iv. بھوک اور محتاجی کا ذکر	_____

♦ درج ذیل شعر کو غور سے پڑھیے:

آگ اور خون آج بخشے گی
بھوک اور احتیاج کل دے گی

اس شعر میں جنگ کے نقصانات کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان کے علاوہ بھی بہت سارے نقصانات ہوتے ہیں۔ اپنے دوستوں کے ساتھ گفتگو کیجیے اور ان نقصانات کی فہرست سازی کیجیے۔ کچھ نقصانات فوری ہوتے ہیں اور کچھ کا اثر دیر پا ہوتا ہے۔ دیے گئے جدول میں ان کی درجہ بندی کیجیے:

فوری نقصانات	دیر پا نقصانات

♦ نظم میں استعمال ہوئے درج ذیل اضافی مرکبات کی وضاحت کیجیے:



_____	نسلِ آدم
_____	امنِ عالم
_____	روحِ تعمیر



◆ نیچے دیے گئے الفاظ کے جوڑ ملائیے:

- | | |
|-----------------------------|----------|
| i. جنگی آلات | صلح |
| ii. لڑائی کا میدان | سبز فائر |
| iii. جنگی حکمت عملی | محاذ |
| iv. امن قائم کرنے کا عمل | ہتھیار |
| v. لڑائی بند کرنے کا معاہدہ | منصوبہ |

پڑھیے، سمجھیے اور لکھیے



جنگ مشرق میں ہو کہ مغرب میں
امن عالم کا خون ہے آخر

اس شعر میں مشرق، مغرب اور عالم الفاظ آئے ہیں جو ایک سے زیادہ معانی میں استعمال ہوتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ کچھ الفاظ ایسے بھی ہیں جو الگ الگ سیاق میں الگ الگ مفہوم ادا کرتے ہیں جیسے مشرق سمت کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے اور ایشیائی ممالک کو بھی مشرق کہا جاتا ہے۔

◆ مثال کے مطابق ذیل میں دیے گئے الفاظ کے مفہوم و معنی لکھیے اور جملوں میں استعمال کیجیے۔

مشرق	سمت	سورج مشرق سے طلوع ہوتا ہے۔
	ایشیا کے ممالک	جاپان مشرق میں واقع ہے۔
مغرب		



		عالم
		نیم
		دام
		مانگ

◆ تضاد کے بارے میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ نظم میں آیا ہے — ’ٹینک آگے بڑھیں کہ پیچھے ہٹیں‘ یہاں آگے اور پیچھے ایسے الفاظ ہیں جو ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ نظم میں الفاظ تلاش کر کے لکھیے جو تضاد کی مثال ہوں:

- i. _____
- ii. _____
- iii. _____
- iv. _____
- v. _____



◆ آپ جانتے ہیں کہ کسی کام کے واقع ہونے کی جگہ یا وقت کو ظاہر کرنے والے الفاظ اسم ظرف کہلاتے ہیں۔ جیسے آگے، پیچھے، آج، کل وغیرہ۔ اسم ظرف کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ ظرفِ مکاں اور ظرفِ زماں۔

جو الفاظ جگہ کو ظاہر کریں انہیں 'ظرفِ مکاں' کہتے ہیں جیسے آگے اور پیچھے 'ظرفِ مکاں' کی مثال ہیں کیوں کہ یہ جگہ کو ظاہر کر رہے ہیں۔ جو الفاظ وقت کو ظاہر کریں انہیں 'ظرفِ زماں' کہتے ہیں کیوں کہ یہ وقت کو ظاہر کرتے ہیں جیسے آج اور کل ظرفِ زماں کی مثال ہیں۔ ذیل میں دیے گئے خانوں میں پانچ پانچ ظرفِ زماں اور ظرفِ مکاں والے الفاظ لکھیے:

ظرفِ مکاں

ظرفِ زماں

◆ محاوروں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

_____	میدان میں آنا
_____	جوئے شیر لانا
_____	پنیر بدلنا
_____	ٹوٹ پڑنا
_____	آگ بھڑکانا
_____	چھٹی کا دودھ یاد آنا
_____	خاک میں مل جانا

تلاش کیجیے



- 'ریڈ کراس' ایک عالمی تنظیم ہے جو جنگ اور قدرتی آفات سے متاثرہ لوگوں کی مدد کرتی ہے۔ اپنے اسکول کی لائبریری یا اساتذہ سے اس کے متعلق معلومات حاصل کیجیے اور لکھیے کہ یہ کس طرح متاثرین کی مدد کرتی ہے۔
- ان شخصیات کے بارے میں معلوم کیجیے جنہیں امن کا پیامبر کہا جاتا ہے۔ ان میں گوتم بدھ اور مہاتما گاندھی کے نام شامل ہیں۔

تخلیقی اظہار



- اس نظم کا مرکزی خیال لکھیے۔
- 'امن و سلامتی' کے عنوان پر مضمون تحریر کیجیے۔

عملی کام



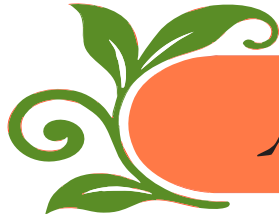
- اس نظم کا خلاصہ اپنی زبان میں لکھیے اور جماعت میں اپنے ساتھیوں کو سنائیے۔
- اس نظم کے بارے میں ایک تصویر بنائیے اور اس میں رنگ بھریں۔ آپ بغیر رنگ کا استعمال کیے یا موجود رنگوں کی مدد سے بھی تصویر بنا سکتے ہیں۔
- 21 ستمبر کو عالمی یوم امن منایا جاتا ہے۔ اس دن دنیا کے تمام ممالک قیام امن کی کوششوں کو جاری رکھنے کا اعادہ کرتے ہیں۔ امن کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے کبوتر کی علامت استعمال کی جاتی ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ کبوتر وہ پرندہ ہے جو فطری طور پر امن و سکون اور عالمی سطح پر ہمدردی اور محبت کی علامت تصور کیا جاتا ہے۔ دیے گئے ویب لنک کی مدد سے مزید معلومات حاصل کیجیے:

<https://www.un.org/en/observances/international-day-peace>





4871CH14



ہاکی کا جادوگر

14

مہاجر دھیان چند کی پیدائش 29 اگست 1904 کو الہ آباد میں ہوئی۔ ان کا اصل نام دھیان سنگھ تھا لیکن وہ مشہور دھیان چند کے نام سے ہوئے۔ ان کے والد سمیشور سنگھ فوج میں صوبے دار کے عہدے پر فائز تھے اور فوج کی طرف سے ہاکی کھیلتے تھے۔ ان کے بھائی روپ سنگھ بھی اپنے زمانے کے مشہور ہاکی کھلاڑی تھے۔ شروع میں دھیان چند کی دل چسپی کشتی میں تھی۔



جب وہ 16 برس کی عمر میں ایک سپاہی کے طور پر فوج میں بھرتی ہوئے۔ تو وہاں صوبیدار مہاجر نے ان کی صلاحیتوں کو بہ خوبی پہچان لیا اور یہ محسوس کیا کہ وہ ہاکی کے اچھے کھلاڑی بن سکتے ہیں۔ انھوں نے دھیان چند کو ہاکی کی مشق کرتے رہنے کا مشورہ دیا۔ اور وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہاکی کھیلنے کی مشق کرنے لگے۔ اس طرح دھیان چند کی ہاکی سے دل چسپی بڑھ گئی۔ رفتہ رفتہ اس دل چسپی نے جنون اور دیوانگی کا روپ اختیار کر لیا۔ وہ چاندنی رات میں بھی ہاکی کی مشق کرنے لگے۔ دیکھتے ہی دیکھتے دنیا کے ایک عظیم کھلاڑی بن گئے۔ ایک میچ کے دوران ان کے جوتوں کی حالت خراب

ہو گئی تو انھوں نے ننگے پاؤں کھیلنے کا فیصلہ کر لیا، اس کے باوجود انھوں نے کئی گول کیے جس سے مخالف ٹیم حیران رہ گئی۔

1925 میں انڈین فیڈریشن کا قیام عمل میں آیا۔ 1928 کے ایمسٹرڈم اولمپکس میں ہندوستان کی ہاکی ٹیم نے جب

پہلی بار اولمپک کھیلوں میں حصہ لیا تو فائنل میں ہندوستان اور ہالینڈ کا مقابلہ تھا۔ دھیان چند اور ٹیم کے دوسرے ساتھی



اچانک بیمار ہو گئے۔ دھیان چند کو بھی تیز بخار تھا لیکن انھوں نے سوچا کہ انھیں دلیری کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ ان کے اس قدم سے پوری ہندوستانی ٹیم تمام طاقت یک جا کر کے میدان میں کود پڑی۔ اس میچ میں ہندوستان نے ہالینڈ کو تین گولوں سے شکست دی، جن میں سے دو گول دھیان چند نے کیے۔ ان کے کھیل کو دیکھ کر لوگوں کو شک ہوا کہ ان کے اسٹک میں کوئی مقناطیس ہے۔ ان کی ہاکی اسٹک کو توڑ کر دیکھا گیا مگر اس میں سے کچھ نہ نکلا۔

آسٹریا کے شہر ویانا میں دھیان چند کی شاندار کارکردگی دیکھ کر مقامی لوگ بہت متاثر ہوئے۔ انھوں نے کہا یہ کھلاڑی دو نہیں بلکہ چار ہاتھوں سے کھیلتا ہے۔ وہاں کے لوگوں نے ان کے اعزاز میں ایک مجسمہ بنایا جس کے چار ہاتھ تھے اور سبھی ہاتھوں کو ہاکی اسٹک پکڑے دکھایا گیا ہے۔

1932 میں لاس اینجلس اولمپک میں دھیان چند نے اپنی بہتر کارکردگی پیش کر کے ایک بار پھر ٹیم کو اولمپک چیمپئن بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ دھیان چند کی صلاحیتیں اور گول کرنے کی رفتار کافی حیران کن تھی۔ ان کے جادوئی کھیل اور صلاحیت سے ملک کو ہمیشہ بلندی اور سرخ روئی حاصل ہوئی۔ امریکہ کے خلاف پول میچ میں ہندوستانی ہاکی ٹیم نے 24 گول کیے۔ ہندوستان نے امریکہ کو 24-1 سے ہرایا جو اب تک اولمپکس کا سب سے بڑا ریکارڈ ہے اس میچ میں دھیان چند نے اکیلے آٹھ گول کیے جو ان کی ناقابل یقین صلاحیت کا ثبوت ہے۔



1936 کے برلن اولمپک مقابلوں میں دھیان چند کو ہندستان کی ہاکی ٹیم کا کپتان منتخب کیا گیا۔ فائنل مقابلہ ہندستان اور جرمنی کی ٹیموں کے درمیان تھا۔ یہ مقابلہ بڑا سخت ثابت ہوا۔ میچ کے درمیان گیند ہر وقت دھیان چند کی ہاکی اسٹک کے ساتھ چپکی رہتی تھی۔ گیند کو اپنے قابو میں رکھنے کے اس انوکھے طریقے کو دیکھ کر تماشائی حیران رہ گئے۔ مقابلے کے شائقین میں سے کچھ لوگوں کو یہ شک ہونے لگا کہ کہیں دھیان چند کی اسٹک میں کوئی ایسی چیز تو نہیں لگی ہے جو گیند کو اپنی جانب کھینچ رہتی ہے۔ چنانچہ دھیان چند کو دوسری اسٹک سے کھیلنے کے لیے کہا گیا۔ دوسری اسٹک سے بھی دھیان چند نے پے در پے گولوں کا تانتا باندھ دیا۔ اب انتظامیہ کو یقین ہو گیا کہ جادو اسٹک کا نہیں، بلکہ دھیان چند کی لچک دار اور مضبوط کلائیوں کا ہے۔ لوگوں نے اسی وقت سے دھیان چند کو 'ہاکی کا جادوگر' کہنا شروع کر دیا۔ اس اولمپک میں ہندستانی ٹیم نے کل 38 گول کیے جن میں سے 11 اکیلے دھیان چند ہی نے کیے تھے۔

وہ اپنی خود نوشت 'گول' میں لکھتے ہیں:

”اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ سارے گول میں ہی کرتا تھا میری تو ہمیشہ کوشش رہتی تھی کہ میں گیند کو گول کے پاس لے جا کر اپنے کسی ساتھی کھلاڑی کو دے دوں تاکہ اس کو گول کرنے کا موقع ملے اور اس کی بھی ستائش ہو۔“ کھیل کے اس جذبے کی لوگوں نے بڑی قدر کی۔ دھیان چند نے اپنا آخری بین الاقوامی میچ 1948 میں کھیلا جب ان کی عمر 43 سال تھی۔ اس عمر میں بھی انھوں نے بہترین کھیل کا مظاہرہ کرتے ہوئے کئی گول کیے۔ عالمی شہرت حاصل ہونے کے باوجود دھیان چند میں کبھی بھی غرور پیدا نہیں ہوا۔ وہ کہتے تھے:

”ہاکی کے میدان میں جو تھوڑی بہت خدمت مجھ سے ہو سکی ہے اس کا سبب میرے ملک کے باشندوں کی مجھ سے محبت ہے۔“ نوجوان کھلاڑیوں کو یہی مشورہ دیتے تھے کہ ذاتی شہرت یا نام کے بجائے





ملک کی ناموری کے لیے پوری ٹیم کو یک جان ہو کر کھیلنا چاہیے۔
1956 میں جس وقت وہ فوج سے سبک دوش ہوئے اُس وقت میجر کے عہدے پر فائز تھے۔ اسی سال انھیں پدم بھوشن کے اعزاز سے نوازا گیا۔
3 دسمبر 1980 کو ان کی وفات ہوئی۔ حکومت نے ان کی یاد میں ایک ڈاک ٹکٹ جاری کیا۔

ان کے نام پر ہندوستان میں کھیلوں کا سب سے بڑا اعزاز 'میجر دھیان چند کھیل رتن ایوارڈ' دیا جاتا ہے۔ یہ ایوارڈ بین الاقوامی سطح پر شاندار کارکردگی اور ملک کا نام روشن کرنے والے کھلاڑی کو دیا جاتا ہے۔ 29 اگست کو پورے ملک میں کھیلوں کے قومی دن کے طور پر منایا جاتا ہے۔ جو میجر دھیان چند کا یوم پیدائش ہے۔ ان کے نام پر دہلی کے نیشنل ہاکی اسٹیڈیم کا نام میجر دھیان چند نیشنل ہاکی اسٹیڈیم رکھا گیا ہے۔

— ادارہ





فائز	:	کامیاب، کسی بلند درجے پر پہنچنا
دلیری	:	بے باکی، جرأت مندی
شکت	:	ہار، ناکامی
اعزاز	:	عزت، مرتبہ، رتبہ
مقتناطیس	:	ایک ایسی دھات جو لوہے کو اپنی طرف کھینچتی ہے

غور کیجیے



- عزم اور حوصلہ پختہ ہو تو کسی بھی شعبے میں کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے۔ دھیان چند ہاکی کے کھیل میں ماہر تھے جنہوں نے اپنے عزم اور حوصلے سے بہترین کھیل کا مظاہرہ کیا اور 'ہاکی کا جادو گر' کہلائے۔
- 'ميجر دھیان چند کھیل رتن ایوارڈ' کسی کھلاڑی کو گزشتہ چار برسوں کے دوران کھیلوں میں شاندار کارکردگی کے لیے دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ارجن ایوارڈ، درونا چاریہ ایوارڈ اور مولانا ابولکلام آزاد ٹرافی وغیرہ قومی اور بین الاقوامی مقابلوں میں بہترین کارکردگی کے عوض دیے جاتے ہیں۔
- ہاکی دنیا کے مقبول ترین کھیلوں میں سے ایک ہے۔ اس کھیل میں 11 کھلاڑیوں پر مشتمل دو ٹیمیں حصہ لیتی ہیں۔ ہر کھلاڑی کا مقصد گیند کو مخالف ٹیم کے گول پوسٹ میں داخل کرنا ہوتا ہے۔ ہاکی کھیل کے مقابلوں کے کچھ کپ اور ٹرافیاں اس طرح ہیں، آغا خان کپ، دھیان چند ٹرافی، لیڈی رتن ٹاٹا ٹرافی، نہرو ٹرافی، رنگا سوامی ٹرافی، سندھیا ٹرافی وغیرہ۔



1. کھیلوں میں ضابطے کیوں بنائے جاتے ہیں؟
2. برلن اولمپک میں دھیان چند کی ہاکی اسٹک کو تبدیل کرنے کی کیا وجہ تھی؟
3. ہاکی سے ملتے جلتے اور کون کون سے کھیل کھیلے جاتے ہیں؟
4. کن کن مقامات پر دھیان چند نے ملک کو کامیابی دلائی؟
5. مشکل وقت میں آپ کس طرح فیصلہ کرتے ہیں؟

درج ذیل دیے گئے الفاظ کی مدد سے خالی جگہوں کو پُر کیجیے:

- 1885، برلن اولمپک، بین الاقوامی، 1-24، ہالینڈ، کپتان
1. میں ملک کا پہلا ہاکی کلب کلکتہ میں قائم کیا گیا۔
2. ہندوستان نے پہلی دفعہ 1928 کے اولمپک کھیلوں میں _____ کو فائنل میں ہرا کر ہاکی طلائی تمغہ حاصل کیا۔
3. 1932 میں لاس اینجلس اولمپک میں ہندوستان نے امریکہ کو _____ سے ہرایا۔
4. دھیان چند نے اپنا آخری _____ میچ 1948 میں کھیلا۔
5. 6391 کے _____ مقابلوں میں دھیان چند کو ہندوستان کی ہاکی ٹیم کا _____ منتخب کیا گیا۔

سبق میں آئے درج ذیل الفاظ کے متضاد معلوم کر کے لکھیے:



- i. انتہا : _____
- ii. جدید : _____
- iii. غروب : _____
- iv. موافق : _____
- v. آئندہ : _____



◆ سبق کی مناسبت سے دیے گئے جملوں کو ترتیب وار لکھیے۔

1. وہاں کے تماشاخیوں نے اُسی وقت سے دھیان چند کو ہاکی کا جادوگر کہنا شروع کر دیا۔
2. ہاکی کے میدان میں جو تھوڑی بہت خدمت مجھ سے ہو سکی اس کا سبب میرے ملک کے باشندوں کی مجھ سے محبت ہے۔
3. ہندوستان نے پہلی دفعہ 1928 کے کھیلوں میں ہالینڈ کو ہرا کر فائنل میچ میں طلائی تمغہ حاصل کیا۔
4. ہندوستان کی ہاکی ٹیم نے جب پہلی بار اولمپک کھیلوں میں حصہ لیا تو فائنل میں ہندوستان اور ہالینڈ کا مقابلہ تھا۔
5. میچ کے درمیان گیند ہر وقت دھیان چند کی ہاکی اسٹک کے ساتھ چپکی رہتی تھی۔

◆ نیچے کھلاڑیوں کے نام دیے گئے ہیں۔ یہ معلوم کر کے لکھیے کہ کون سا کھلاڑی کس کھیل سے تعلق رکھتا ہے:

مشتاق احمد، محمد کیف، محمد شاہد، اشوک کمار، سچن تندولکر، کے ڈی سنگھ بابو، تاج محمد، منو بھاکر، اسلم شیر خاں، پی۔ وی۔ سندھو، میری کوم، سائننا ہوال، کرنم ملیشوری

پڑھیے، سمجھیے اور لکھیے



● لفظوں کا وہ مجموعہ جو ایک خاص ترتیب میں کسی قدر بامعنی ہونے کے باوجود مکمل نہ ہو 'فقرہ' کہلاتا ہے۔ مثلاً ہاکی کا جادوگر۔ اسی طرح آپ بھی اپنی روزمرہ زندگی سے وابستہ واقعات سے پانچ فقرے لکھیے:

1. _____
2. _____
3. _____
4. _____
5. _____

◆ نیچے دیے گئے الفاظ کے دو دو مترادف لکھیے:



- | | | |
|-------|-------|----------|
| _____ | _____ | i. سورج |
| _____ | _____ | ii. تارے |
| _____ | _____ | iii. باغ |
| _____ | _____ | iv. رات |
| _____ | _____ | v. درخت |

◆ مرکب لفظ کے بارے میں آپ پڑھ چکے ہیں، مثال کے مطابق دیے گئے الفاظ کے صحیح جوڑ تلاش کر کے مرکب الفاظ بنائیے:

انڈھیری	کھلاڑی	آدمی	کھیل	زبان
مشق	دل چسپ	رات	مشہور	مشکل
فہین	شیریں			

مثال: اندھیری + رات = اندھیری رات

- | | | |
|-------|-----------------|------|
| _____ | = _____ + _____ | i. |
| _____ | = _____ + _____ | ii. |
| _____ | = _____ + _____ | iii. |
| _____ | = _____ + _____ | iv. |
| _____ | = _____ + _____ | v. |
| _____ | = _____ + _____ | vi. |
| _____ | = _____ + _____ | vii. |





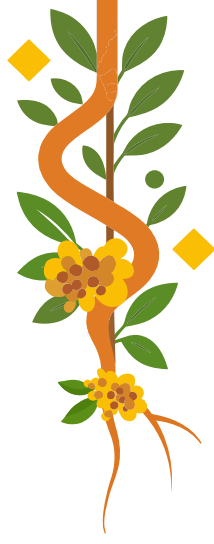
- لائبریری سے میجر دھیان چند کی آپ بیتی 'گول' حاصل کیجیے اور اسے پڑھیے۔
- کھیل کی دنیا میں لائف ٹائم اچیومنٹ ایوارڈ جن شخصیات کو دیا گیا ان کو تلاش کیجیے اور ان کی فہرست تیار کیجیے۔ ساتھ ہی ان کی تصاویر کے خاکے بنائیے۔
- اپنے پسندیدہ کھیل کے مشہور کھلاڑیوں کے بارے میں معلومات حاصل کیجیے اور ان شخصیات کے کارناموں پر ایک مضمون لکھیے۔
- معلوم کیجیے کہ ہندوستان نے عالمی کھیلوں میں کہاں کہاں کامیابی حاصل کی ہے۔



- اپنے روزانہ کے کاموں کی تفصیل ایک ڈائری میں تاریخ وار لکھیے۔
- اپنے اسکول میں یوم کھیل (اسپورٹس ڈے) کے انعقاد کی ایک رپورٹ تیار کیجیے اور اسے کلاس روم میں سنائیے۔
- اپنے گھر یا علاقے کے کسی ایسے شخص سے ملیے جس نے کھیلوں کے مقابلے میں تمغہ حاصل کیا ہو۔ ان کی تعلیم، کھیل میں دل چسپی، حالات زندگی اور کھیلوں کے مقابلوں میں حصہ داری سے متعلق سوالات تیار کر کے ان سے گفتگو کیجیے یا انٹرویو لیجیے۔



- انفرادی اور اجتماعی کھیلوں کی فہرست بنائیے اور چارٹ پر ہر کھیل کے بارے میں تین سطریں لکھیے اور اس کی تصویر بھی چسپاں کیجیے۔
- سبق میں آپ نے پڑھا کہ ایک مرتبہ دھیان چند نے بخار میں مبتلا ہونے کے باوجود اور دوسری بار جو توں کی حالت خراب ہونے کے بعد بھی بہترین کھیل کا مظاہرہ کیا۔ اگر دھیان چند کی جگہ آپ ہوتے تو کیا کرتے۔ اپنے تاثرات کو پیرا گراف کی شکل میں لکھیے۔



- چند دنوں کے اخبارات میں کھیل سے متعلق خبروں کا مطالعہ کیجیے اور کسی ایک کھیل کے مقابلے کی رپورٹ اپنی زبان میں لکھیے۔
- کسی کھیل کے بارے میں کی جارہی کمٹری کو سنیے اور دوستوں کے ساتھ مل کر اسی طرح اپنے پسندیدہ کھیل کی کمٹری سنانے کی مشق کیجیے۔
- خواتین ہاکی ٹیم کی مشہور کھلاڑیوں اور ان کی نمایاں خدمات کی فہرست بنائیے۔





4871CH15



مصنوعی ذہانت

15

ہر جاندار ایک چھوٹا یا بڑا دماغ رکھتا ہے۔ اُس کا بہتر اور مناسب استعمال 'ذہانت' کہلاتا ہے۔ انسانوں میں یہ دماغ اور اس کی کارکردگی اعلیٰ ترین سطح پر نظر آتی ہے۔ اسی ذہانت کی مدد سے انسان صدیوں سے نئی نئی ایجادات کر رہا ہے، نئی نئی مشینیں بنا رہا ہے۔ شروع میں یہ مشینیں ہاتھ سے چلتی تھیں پھر بھاپ کی طاقت سے چلیں اور اب بجلی یا سورج کی توانائی سے چلنے لگی ہیں۔ ان کو خاص وقت پر اپنے آپ چلانے کے طریقے کو ہم 'خود کاری' اور ایسی مشین کو خود کار یعنی آٹومیٹک کہتے ہیں۔ حیدر آباد دکن کے مشہور سالار جنگ میوزیم میں ایسی ہی ایک خود کار میوزیکل گھڑی لگی ہوئی ہے جس میں ہر گھنٹے پر ایک دروازہ کھلتا ہے اور ایک درباری دونوں ہاتھوں میں گھنٹہ بجانے کے گرز لے کر باہر نکلتا ہے اور ٹھیک وقت پر وہ اس سے گھنٹہ بجاتا ہے۔ چار بجے چار گھنٹے اور بارہ بجے بارہ گھنٹے۔ یہ خود کار کردگی مشین میں میکانیکل یعنی مشینی پرزوں کی مدد سے سیٹ کی گئی تھی۔

کمپیوٹر کی ایجاد نے مشینوں کی خود کاری (آٹومیشن) کو بہت بہتر اور تیز کر دیا۔ ہماری کپڑے دھونے کی مشین اب اپنے آپ کام مکمل ہونے پر رُک جاتی ہے، کھانا گرم کرنے والے مائیکرو ویو اوُن ہمارے حکم (کمانڈ) کے مطابق 5 یا 10 منٹ کھانا گرم کر کے خود رُک جاتے ہیں۔ لیکن یہ خود کاری کی وہ قسم تھی جس کو ہم سیٹ کرتے ہیں۔ آپ سوچیں کہ اگر کوئی مائیکرو ویو کھانے کو دیکھ کر خود فیصلہ کرے کہ اس کو کس طرح اور کتنی دیر گرم کرے تو یہ کتنا اچھا ہو گا۔ یعنی ہم خود مشین کے اندر ذہانت پیدا کر دیں کہ وہ سوچ سکے، کام کو سمجھے اور ضرورت کے





مطابق ایک فیصلہ لے کر اُس پر عمل کرنے لگے۔ اسی کو ہم 'مصنوعی ذہانت' کہتے ہیں یعنی انسان کے ذریعے بنائی گئی ذہانت جو مشینوں کو خود سوچنے، سمجھنے، دیکھنے، سننے اور کام کرنے کی صلاحیت دیتی ہے۔ ہمارے روبات اس کا نمونہ ہیں۔

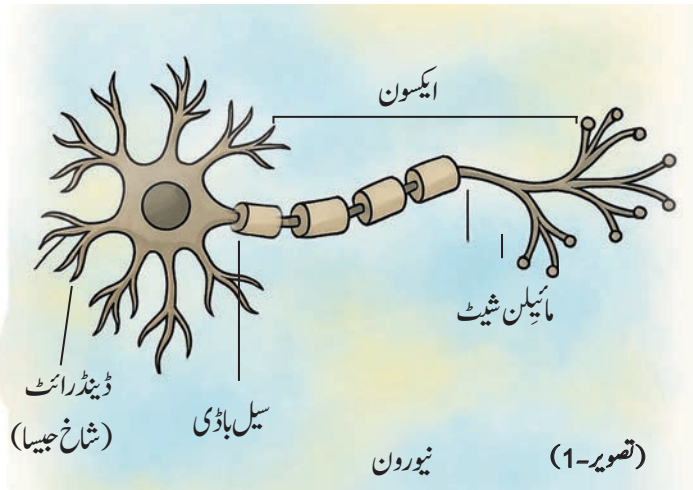
آپ گھر میں سیری، الیکسا یا گوگل اسسٹنٹ کو کچھ کرنے کو کہتے ہیں یا کچھ پوچھتے ہیں تو وہ جواب دیتا ہے۔

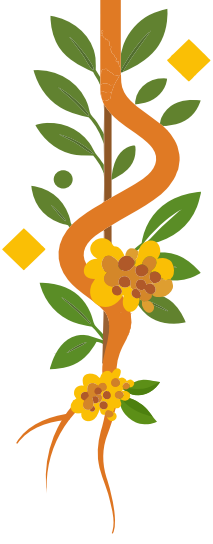
گوگل پر جب آپ کوئی سوال ٹائپ کرتے اور جواب پاتے ہیں، یا آپ کے گھر میں ایسا موبائل فون ہے جو استعمال کرنے والے کا چہرہ پہچان کر کھلتا ہے۔ یہ سب مصنوعی ذہانت کے کرشمے ہیں۔

مصنوعی ذہانت کمپیوٹر سائنس کا ہی ایک نیا شعبہ ہے۔ اس میں اسی طرح کے 'سوفٹ ویئر' یعنی کمپیوٹر پروگرام بنائے جاتے ہیں جو مشینوں کو اپنے ماحول کو سمجھنے، اطراف کی ہر چیز کو دیکھنے پہچاننے اور ان کے بارے میں 'اپنی سمجھ' سے فیصلہ کرنا سکھاتے ہیں تاکہ وہ مطلوبہ کام کر سکیں۔ اس کی شروعات اگرچہ 1956 میں ہوئی تھی لیکن کمپیوٹر سائنس میں ہونے والی پیش رفت اور تیز رفتار ترقی کے بعد 2000 سے مصنوعی ذہانت کے میدان کو بھی وسعت ملنے لگی اور پھر 2020 کے دہے سے 'ڈیپ'، 'مشینیں'، کمپیوٹر، آلات اور موبائل تیزی سے بننے اور پھیلنے لگے۔

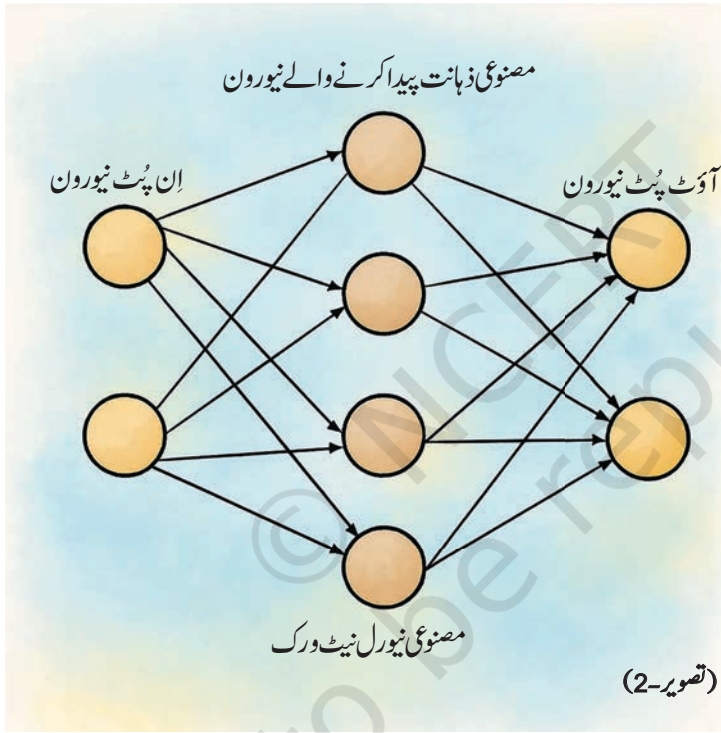
انسان اور اُس کے ہم نسلوں کے دماغ کی بنیادی اکائی سیل (خلیہ) ہوتے ہیں اُن کو نیورون کہا جاتا ہے۔ یہ سیل لمبوترے ہوتے ہیں جن کے دونوں سروں پہ بہت ساری شاخیں نکلی رہتی ہیں (تصویر-1)۔ ایک سیل کی شاخیں دوسرے سیل کی شاخوں تک پیغامات بہت ہلکی، کم قوت کی بجلی کے ذریعے پہنچاتی ہیں۔ یعنی ہمارے دماغ میں ہر وقت لاکھوں کروڑوں ہلکی بجلی کے سرکٹ

چلتے رہتے ہیں جن کی مدد سے پیغام وصول بھی ہوتے ہیں اور دماغ سے جسم کے تمام حصوں کو جاتے بھی ہیں۔ یہی نیورون ہمیں 'ذہانت' دیتے ہیں۔ ہم چیزیں دیکھ اور پہچان سکتے ہیں، سمجھ سکتے ہیں،





بول اور سن سکتے ہیں۔ ہماری یہ تمام صلاحیتیں بچپن میں ہمارے ہوش سنبھالتے ہی پنپنے لگتی ہیں۔ بچہ ہلکے ہلکے اپنے آس پاس کی آوازوں اور چیزوں کو پہچاننے لگتا ہے۔ آوازوں کو سننے لگتا اور پھر بولنے لگتا ہے۔ اسی طرح مشینوں کو ڈھین بنانے کے لیے ان میں انسانی دماغ کی طرح، لیکن مصنوعی، نیورل نیٹ ورک بنائے جاتے ہیں جو اب سلی کون چپس (Chips) پہ بن رہے ہیں۔ ان میں ایک پرت پیغام وصول کرنے والی 'ان پٹ' پرت ہوتی ہے، ایک 'آؤٹ پٹ' یعنی پیغام دینے والی اور درمیان کی پرت میں ہی 'مصنوعی ذہانت' کے نیٹ ورک آنے والے پیغام کی بنیاد پر آؤٹ پٹ یعنی ایک کام یا نتیجہ دیتے ہیں (تصویر-2)۔ ان مصنوعی نیٹ ورکس کو بھی ان پٹ دے کر پہلے سکھایا جاتا ہے کہ کیا چیز کیسی ہے، ہر رنگ کیسا دکھتا ہے، یا بلی کیسی ہوتی ہے۔



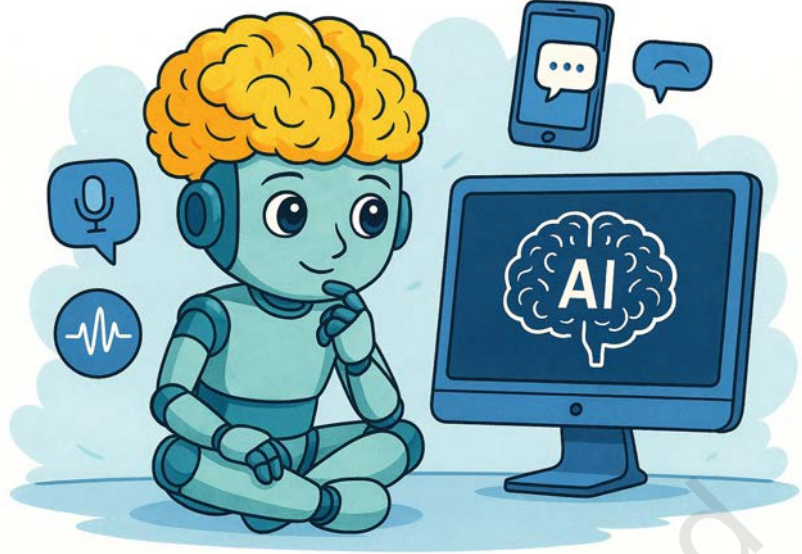
چھوٹے بچے کی طرح یہ مصنوعی نیورون بھی ہلکی ہلکی چیزوں کو پہچان کر ان کو اپنی یادداشت میں ڈانکی شکل میں محفوظ کر لیتے ہیں۔ اس بنیادی معلومات کے بعد پھر مزید پیچیدہ معلومات سکھائی جاتی ہیں، زبانیں، ان کے حروف، ان کی آوازیں سکھائی جاتی ہیں۔ پھر جذبات یعنی مسکراہٹ، آنسو، غصے کی کیفیت کو پہچاننا اور اُسی کے مطابق رد عمل دینا۔ یہ

ارتقا درجہ بہ درجہ ہوا۔ اسی لیے شروع میں بننے والے روبوٹ صرف مشین جیسے نظر آتے تھے پھر رفتہ رفتہ وہ ایک شکل لینے لگے۔ ایک روبوٹ مکھی کی طرح اڑے گا، آواز پیدا کرے گا لیکن اُس کی آنکھوں میں لگا ہوا کیمرہ جہاں وہ ہے وہاں کی تصویریں اپنے مالک کو پہنچا دیگا۔ انسان کے کام کرنے والے روبوٹ اب انسانوں کی شکل اور رنگ روپ میں نظر آتے ہیں۔ پہلے یہ روبوٹ دھات کے بنے نظر آتے تھے آج سلی کون اور دیگر مادوں سے یہ انسان کی طرح نرم گوشت پوست والے دکھائی دیتے ہیں۔ ہم سے باتیں کرتے اور ہماری بات کو سمجھ کر ان کا جواب دیتے ہیں۔ ایک طرح سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ کمپیوٹر زندہ ہو گئے ہیں۔





اس مصنوعی ذہانت کو ہم کسی بھی انسان کی آواز کے ریکارڈ سن کر، بالکل اُس انسان جیسی آواز بنا سکتے اور کسی کی بھی شکل جیسا دوسرا انسان بنا سکتے ہیں۔ یعنی آج ہم اپنے کمپیوٹر پر کسی بڑی شخصیت کو حال کے کسی مسئلے یا موضوع پر بات کرتے ہوئے خود دیکھ سکتے ہیں۔



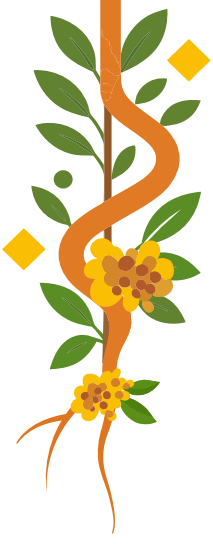
ہر نئی ترقی کے بہت سارے فائدے ہیں تو کچھ نقصانات بھی ہوتے ہیں۔ مصنوعی ذہانت بھی انسانیت کے لیے کئی میدانوں میں خطرناک ثابت ہو رہی ہے۔ ایک بڑا خطرہ اصل اور نقل کا ہے۔ آپ ویڈیو میں دیکھتے ہیں کہ آپ پیرس کے ڈاؤن ٹاؤن میں گھوم رہے ہیں جب کہ آپ تو وہاں کبھی گئے ہی نہیں۔ لوگ ایک دوسرے کی شکل، میک اپ کے ذریعے نقلی (Fake) بناتے تھے جو بڑی حد تک اصل جیسی لگتی تھی لیکن اب مصنوعی ذہانت اتنی گہری نقل بناتی ہے کہ وہ اصل ہی لگتی ہے۔ اسی لیے اس کو 'ڈیپ فیک' کہتے ہیں۔

اس 'ڈیپ فیک' کی وجہ سے دھوکا بازی اور جعل سازی کے خطرات بہت بڑھ گئے ہیں۔ اب اس کے ماہرین لوگوں کو خبردار کر رہے ہیں کہ آپ اپنے گھر کے افراد اور رشتہ داروں کی تصویریں، ویڈیو یا آوازوں کے کلپ سوشل میڈیا پر ڈالتے وقت احتیاط سے کام لیں۔ تاکہ کوئی بھی اُن کا غلط استعمال کر کے آپ کی ویڈیو اور آواز سے کوئی غلط پیغام میڈیا پر نہ ڈال سکے۔



دوسری طرف اس تکنیک کے بہت فائدے بھی ہیں۔ اب انٹرنیٹ پر کسی بھی موضوع کو تلاش کرنا اور اُس کا مواد حاصل کرنا آسان ہو گیا ہے اور ہر چیز کی بھرپور تفصیل مل جاتی ہے۔ نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ کے دِکشا (DIKSHA) پورٹل پر ساڑھے تین لاکھ سے زیادہ ای مواد دستیاب ہے جو ویڈیو، آڈیو اور تصویروں کی شکل میں ہیں۔ ان سے





ہم چند ساعتوں میں اپنی ضرورت کا مواد آسانی سے تلاش کر لیتے ہیں۔ اسی طرح این سی ای آر ٹی کی ایک اور پیش کش ای جادوئی پٹارہ میں تین مصنوعی ذہانت بوٹ (3AI bots) نصب ہیں۔ ایک پڑھنے پڑھانے کے طریقوں سے متعلق ہے، دوسرا کہانیاں تلاش کر کے سنانے اور تیسرا بچوں کی پرورش کی خاطر والدین کے لیے۔ 'چیٹ جی پی ٹی'،



’گوگل جیمینی‘، ’گروک‘ ایسے چند تیز ترین ’کھوجی‘ ہیں جو انٹرنیٹ کی دنیا سے آپ کی مطلوبہ معلومات کو منٹوں میں لے کر آجاتے ہیں۔ بلکہ اس کو اپنے طور سے بہتر کر کے آپ کو مضمون، تقریر، کہانی، ڈرامہ یا سلائیڈس کی شکل میں دے دیتے ہیں۔ کسی بھی چیز کو از خود اپنی ’ذہانت‘ اور حکمت سے بنانے کی ان کی صلاحیت ان کو انسانی دماغ کے قریب لے آئی ہے۔

آنے والے وقت میں یہ ’ذہین‘ مشینیں سائنسدانوں کو ان کی ریسرچ میں، ڈاکٹروں کو نئی دوائیں کھوجنے، اساتذہ کو درس و تدریس، شہروں میں صفائی، ٹریفک کے نظم و نسق اور ماحولیات کے مسائل حل کرنے میں انسانوں کی بہترین ساتھی اور معاون ہوں گی۔

— ڈاکٹر محمد اسلم پرویز





توانائی	:	طاقت، قوت، زور
خود کار	:	اپنے آپ کام کرنے والی مشین
خود مختار	:	آزاد، باختیار
وسعت	:	کشاوگی، پھیلاؤ
مطلوبہ	:	طلب کیا گیا، جس کی خواہش کی گئی ہو
پیش رفت	:	آگے بڑھنا، پیش قدمی
ڈاؤن ٹاون	:	تجارتی، تاریخی یا تہذیبی اہمیت کا حامل شہر
ڈیپ فیک	:	کمپیوٹر کے ایک ایپ (APP) کا نام جو مصنوعی ذہانت میں اصل کی نقل بنانے میں استعمال ہوتا ہے۔
جعل سازی	:	دھوکے بازی، نقل بنا کر دھوکا دینا
کلپ	:	ویڈیو یا فلم کا مختصر حصہ



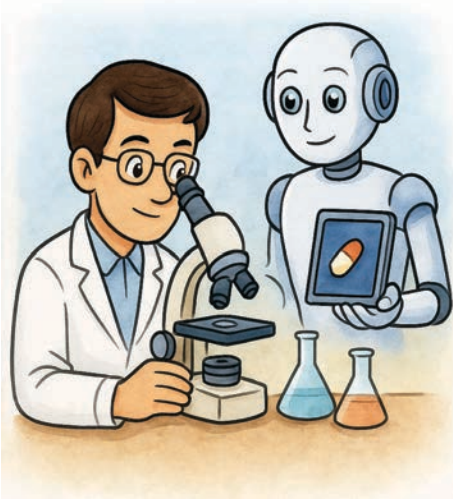
- اکیسویں صدی ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کی صدی ہے۔ کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کے بعد مصنوعی ذہانت ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کی جدید ترین اور تیز رفتار ایجاد ہے۔ مصنوعی ذہانت کی مدد سے خود کار مشینوں میں پروگرامنگ اس طرح کی جاتی ہے کہ بغیر انسانی مدد کے ہمارے روزانہ کے کام آسانی سے ہو جاتے ہیں۔ مشین طے کر لیتی ہے کہ اسے کب تک چلنا ہے اور کب رک جانا ہے۔ جیسے واشنگ مشین، مائیکرو ویو اور آؤن وغیرہ۔ اسی طرح کمرے کا اے سی (AC)



کمرے کے بدلتے ہوئے درجہ حرارت کے مطابق کم اور زیادہ ہو جاتا ہے۔ یہ سب مصنوعی ذہانت کے استعمال کے فوائد ہیں۔

● سلی کون ایک کیمیائی مادہ ہے جس کی دریافت سب سے پہلے 1824 میں سویڈن میں ہوئی تھی۔ یہ کمپیوٹر چپس (Chips) اور روبوٹ بنانے میں استعمال ہو رہا ہے۔

سوچیے اور بتائیے



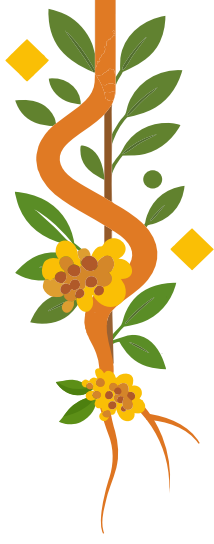
1. مصنوعی ذہانت سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟
2. مصنوعی ذہانت کی ایجاد نے ہماری زندگی پر کیا اثرات مرتب کیے ہیں؟
3. جدید ترین روبوٹ پرانے روبوٹوں سے کس طرح مختلف ہیں؟
4. ممکنہ سائبر خطرہ کون کون سے ہیں اور ان سے کیسے محفوظ رہا جاسکتا ہے؟
5. مصنوعی ذہانت کا استعمال کہاں کہاں ہو رہا ہے؟

پڑھیے، سمجھیے اور لکھیے



◆ نیچے دیے گئے جملوں کو فعلِ ناتمام میں بدل کر لکھیے۔

فعل کے بارے میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ اس کے دو حصے ہوتے ہیں۔ فعلِ تمام اور فعلِ ناتمام۔ اب سلی کون چپس بن رہے ہیں۔ اس جملے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کام شروع تو ہوا ہے لیکن مکمل نہیں ہوا ہے۔ اسے فعلِ ناتمام کہتے ہیں۔ جیسے 'ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ کمپیوٹر زندہ ہو گئے ہیں۔' اس جملے سے پتہ چلتا ہے کہ کام مکمل ہو چکا ہے تو یہ فعلِ تمام کی مثال ہے۔ نیچے دیے گئے جملوں کو فعلِ ناتمام میں بدل کر لکھیے۔



فعل نام تمام

فعل تمام

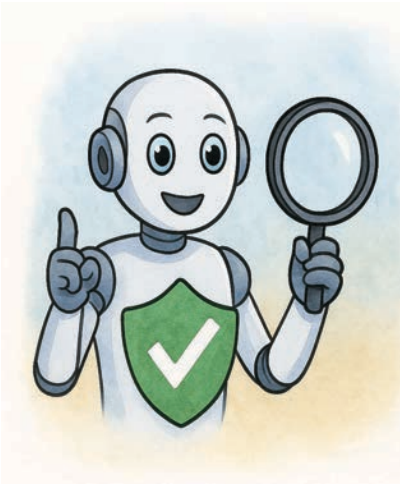
- i. مصنوعی نیوران بنائے جا چکے ہیں۔

- ii. سلی کون اور دیگر مادوں کا استعمال کر لیا گیا ہے۔

- iii. مشینوں میں کام کرنے کی صلاحیت پیدا ہو گئی ہے۔

- iv. مشینیں پرزوں کی مدد سے بنائی گئی ہیں۔

◆ نیچے دیے گئے اقتباس کو غور سے پڑھیے۔ ان میں رموزِ اوقاف کی نشان دہی کرتے ہوئے ان کے نام لکھیے:



ماں نے کہا: ”بیٹا کھانے کا وقت ہو گیا ہے، آ جاؤ۔“ علی نے جواب دیا: ”امی! میں ابھی آتا ہوں۔“ وہ کل کے امتحان کی تیاری کر رہا تھا۔ اچانک دروازے پر دستک ہوئی۔ ٹھک! ٹھک! علی نے پوچھا: ”کون ہے؟“ باہر سے آواز آئی، ”میں ہوں، احمد۔“

- i. _____
- ii. _____
- iii. _____
- iv. _____

◆ سبق کا عنوان ’مصنوعی ذہانت‘ ہے، اس میں مصنوعی لفظ صفت ہے جو ذہانت سے اپنی نسبت ظاہر کرتا ہے۔ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر صفت نسبتی کے الفاظ تلاش کر کے اپنی کاپی پر لکھیے اور یہ بھی لکھیے کہ وہ کس صفت کو ظاہر کرتے ہیں۔



مصنوعی ذہانت سے متعلق درج ذیل بیانات کے سامنے صحیح یا غلط کا نشان لگائیے:

1. روبوٹ ہمیشہ انسانوں سے زیادہ سمجھدار ہوتے ہیں۔ ()
2. مصنوعی ذہانت کا مطلب انسانوں کے بغیر کام کرنے والی مشین سے ہے۔ ()
3. AI کا تعلق زبان کے ترجمے سے نہیں ہے؟ ()
4. مصنوعی ذہانت انسانوں کی طرح سوچ سکتی ہے۔ ()
5. سفر کے دوران AI کی مدد سے گاڑی کو منزل مقصود تک لے جاسکتے ہیں۔ ()

تلاش کیجیے



- چیٹ بوٹس کے متعلق معلومات حاصل کیجیے اور اس کے استعمال کے طریقے لکھیے۔
- آج کل ڈرون کا استعمال عام ہو گیا ہے۔ اس کا ہم کس طرح اور کہاں کہاں استعمال کر رہے ہیں کمرہ جماعت میں گفتگو کیجیے۔

تخلیقی اظہار



- ڈیجیٹل ٹیکنالوجی صحت و صفائی کے سلسلے میں کس طرح کارآمد ثابت ہو سکتی ہے۔ مصنوعی ذہانت کی مدد سے ایک پیراگراف لکھ کر کمرہ جماعت میں سنائیے۔
- AI روبوٹ سے بات کرنے کے لیے کسی موضوع پر ایک سوال نامہ تیار کیجیے۔
- عام زندگی میں AI کا استعمال کس طرح کیا جاتا ہے معلومات حاصل کیجیے اور ایک پیراگراف لکھیے۔

عملی کام



- دیے گئے لنک کی مدد سے سائبر تحفظ اور سیکورٹی کے بارے میں معلومات حاصل کیجیے۔ اپنے ساتھیوں سے اس کے متعلق گفتگو کیجیے۔



<https://ciet.ncert.govt.in/cyber-safety-security>

● نیچے دیے گئے ویب لنک کی مدد سے ہم ای جادوئی پٹارہ تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔

<https://ejaadupitara.ncert.gov.in>

<https://diksha.gov.in>

● بازار میں مصنوعی ذہانت (AI) کا استعمال کرتے ہوئے آپ کس طرح کی سہولیات حاصل کر سکتے ہیں۔ اپنے ہم جماعت ساتھیوں سے گفتگو کیجیے۔

● آپ اپنے آس پاس اور گھروں کو دیکھیے کہ کن کن کاموں میں ایسے ساز و سامان استعمال کیے جاتے ہیں جن میں مصنوعی ذہانت کا استعمال شامل ہے۔ ان کاموں کی فہرست بنائیے اور ان کے متبادل اشیاء پر غور کیجیے جن میں انسانی ذہن کا استعمال کرتے ہوئے دستی متبادل شامل ہوں، مثلاً کپڑے دھونے کی مشین کے استعمال میں وقت سیٹ کرنے کے بجائے خود کی گھڑی پر وقت مقرر کر کے اس کا استعمال کیا جائے۔





4871CH15A



اسٹیفن ہاکنگ



اسٹیفن ہاکنگ 8 جنوری 1942 کو آکسفورڈ، انگلینڈ میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی سے انھیں ریاضی اور سائنس سے خاص دل چسپی تھی۔ 21 سال کی عمر میں وہ ایک ایسی بیماری میں مبتلا ہو گئے جس میں ان کا اعصابی نظام پوری طرح مفلوج ہو گیا۔ اس بیماری نے ان کے پورے جسم کو بے حرکت بنا دیا۔ وہ اپنی انگلیاں ہلانے سے بھی معذور ہو گئے لیکن انھوں نے ہار نہیں مانی۔

وہیل چیئر کی مدد سے چلنے پھرنے والے اسٹیفن نے جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کا وسیلہ ڈھونڈ نکالا۔ وہ اپنے رخسار کو جنبش دے کر کمپیوٹر کو احکامات دیتے اور کمپیوٹر اسے نوٹ کر کے دنیا تک پہنچا دیتا۔ وہ تخلیق کائنات کے

رموز جاننا چاہتے تھے۔ کیمبرج یونیورسٹی میں داخل ہونے کے بعد انھوں نے بلیک ہولز اور نظریات اضافیت پر تحقیق کی اور کائنات کی ابتدا کے متعلق بگ بینگ (Big Bang) کے نظریے کو ریاضی کے مختلف پیمانوں سے ثابت کیا۔ اسٹیفن ہاکنگ نے 1988 میں ایک کتاب تحریر کی جس میں وقت کے تصور کو ایک نیا رخ دیا اور ریاضی کے اصولوں سے بہت سی ایسی باتوں کو ثابت کیا جو اب تک دنیا کی نظر سے پوشیدہ تھیں۔ ان کی اس کتاب کا نام 'اے بریف ہسٹری آف ٹائم' (A Brief History of Time) ہے۔

ان کی چند اہم دریافتوں میں 'بلیک ہولز اور ہاکنگ ریڈی ایشن' شامل ہیں۔ ہاکنگ نے ثابت کیا کہ بلیک ہولز مکمل طور پر 'سیاہ' نہیں ہوتے بلکہ وہ خاص قسم کی شعاعیں خارج کرتے ہیں جنہیں انھیں کے نام پر 'ہاکنگ ریڈی ایشن' کہا گیا۔ یہ دریافت فلکیات کی دنیا میں ایک انقلاب ثابت ہوئی۔

کائنات کی ابتدا کا نظریہ پیش کرتے ہوئے ہاکنگ نے بگ بینگ تھیوری پر تحقیق کی اور یہ ثابت کیا کہ کائنات کی ابتدا ایک دھماکے سے ہوئی اور ذرات پوری کائنات میں پھیل گئے جو بعد میں وسعت اختیار کر کے موجودہ کائنات میں تبدیل ہو گئے۔



نئی نسل کو دل چسپ اور افسانوی انداز میں سائنسی معلومات سے آگاہ کرنے کے لیے اسٹیفن ہاکنگ نے جارج نام کے ایک ایسے بچے کا کردار تخلیق کیا جو کائنات کے رموز کو جاننے کی خواہش رکھتا اور بڑی کوششوں کے بعد خلائی سفر پر روانہ ہو جاتا ہے۔ اس بچے کے خلائی سفر میں پڑھنے والے خود کو شریک محسوس کرتے ہیں اور وہ ان سب تحریکات کا لطف لیتے ہیں جن سے یہ بچہ گزر رہا ہے۔ اس سلسلے کی پہلی کتاب 'جارج سیکرٹ کی ٹو دی یونیورس' (George's Secret)



2007 (Key to the Universe) میں شائع ہوئی۔ نو سال کے عرصے میں اس سیریز کی پانچ کتابیں منظر عام پر آئیں۔

ہاکنگ نے سائنسی کانفرنسوں میں شرکت کے لیے دنیا کے بہت سے ملکوں کا سفر کیا۔ 2001 میں انھوں نے ہندوستان میں بھی ایک سائنسی کانفرنس سے خطاب کیا۔ دوران سفر وہ ہندوستان کی مہمان نوازی کی تہذیب و ثقافت سے بے حد متاثر ہوئے۔

اسٹیفن ہاکنگ کے عالمی دورے ان کے عزم اور علم کے فروغ کے جذبے کی مثالیں ہیں۔ انھوں نے بیشتر ممالک میں سائنسی تحقیق کو نئی تحریک دی اور دنیا بھر کے لوگوں کو حوصلہ دیا کہ علم کی کوئی سرحد نہیں ہوتی۔

اسٹیفن ہاکنگ کیمبرج یونیورسٹی میں طبیعیات کے پروفیسر تھے۔ انھوں نے اپنے لیکچروں سے لوگوں کو جینے کا حوصلہ دیا۔ وہ وہیل چیئر پرسیکٹروں، ہزاروں افراد کے سامنے اسٹیج پر آتے اور کمپیوٹر کے ذریعے لوگوں سے خطاب کرتے۔ جسمانی حس و حرکت اور قوت گویائی سے محرومی کے باوجود انھوں نے کبھی شکست تسلیم نہیں کی، عزم و ہمت کی علامت، عظیم سائنسی خدمات، انسانی جدوجہد اور کبھی شکست تسلیم نہ کرنے والے اسٹیفن ہاکنگ کا 76 سال کی عمر میں 14 مارچ 2018 کو انتقال ہو گیا۔ ان کی تقریر کا ایک بڑا مشہور اور حوصلہ افزا جملہ ہے:

”میرے جیسا انسان جو ہر لحاظ سے معذور ہے، صرف پلکوں کے ذریعے اتنا کام کر سکتا ہے تو آپ کے تو ہاتھ پاؤں ہیں۔ چل پھر سکتے ہیں، بول سکتے ہیں، اتنے اعضا کے مالک ہیں تو آپ کیوں نہیں بڑے کام کر سکتے ہیں، بس عزم اور ہمت ہونی چاہیے۔“

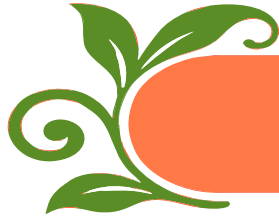
— ادارہ

(پڑھنے کے لیے)





4871 CH16



پیغام رسانی

16

پیغام رسانی ہماری زندگی کا ٹوٹ حصہ ہے۔ پیغام رسانی کی ہماری زندگی میں غیر معمولی اہمیت رہی ہے۔ اس کی غیر موجودگی سے بہت سے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ اس کا احساس ابتدا ہی سے رہا ہے، لہذا اس اہم انسانی ضرورت کی تکمیل کے لیے مختلف ادوار میں مختلف تدابیر اختیار کی گئی ہیں۔ ڈاک کا نظام شروع میں صرف پیغام بھیجنے اور موصول کرنے تک محدود تھا۔ لیکن وقت کے ساتھ ترقی کر کے یہ محکمہ اب بہت سارے کام انجام دے رہا ہے۔

ہندوستان میں ڈاک نظام کی ابتدا 1766 میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے زیر نگین لارڈ کلایون نے کی۔ یکم اکتوبر



1854 کو اسے عوامی سطح پر شروع کیا گیا۔ پہلا ڈاک خانہ کلکتہ میں قائم کیا

گیا اور پہلا کاغذی ڈاک ٹکٹ ملکہ وکٹوریہ کی تصویر کے ساتھ

جاری ہوا۔ بعد میں مدراس اور ممبئی میں بھی ڈاک

خانے قائم ہوئے اور لندن سے منگوائے ہوئے

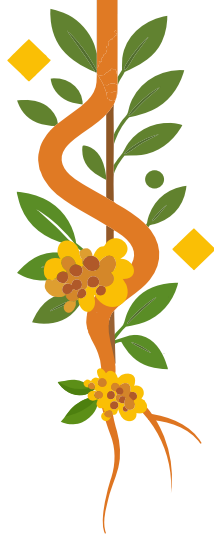
لیٹر باکس مختلف مقامات پر لگائے گئے۔

کچھ ہی عرصے میں ملک کے متعدد علاقوں

میں باقاعدہ ڈاک کا نظام قائم ہو گیا۔ ہندوستان

میں بعض انوکھے ڈاک خانے بھی بنائے گئے۔





جیسے جموں و کشمیر میں شکارے اور کشتیوں پر ڈاک گھر کھولے گئے۔ ریگستانی علاقوں میں اونٹوں کے ذریعے ڈاک خانوں کا نظام قائم کیا گیا۔ آسام میں 'برہم پتر' ملک کی بڑی ندیوں میں ایسی ندی ہے جو آج بھی آبی مواصلات کا بڑا وسیلہ ہے۔ یہاں فیری بوٹ پوسٹ آفس بنائے گئے۔ جن کا آغاز 1976 میں ہوا۔ ان سب ڈاک گھروں نے عوام کی بڑی خدمت کی۔ ایسے مقامات پر خطوط پہنچانے کی سہولت

فراہم کی جہاں پہنچنا دشوار تھا۔

مغربی بنگال میں خچر ڈاک گھر دارجلنگ (Darjeeling) ڈویژن کے پہاڑی گاؤں میں شروع کیے گئے جو بہت ہی کارآمد ثابت ہوئے۔ میدانی علاقوں میں سائیکل اور رکشہ ڈاک گھر کا تجربہ کیا گیا لیکن بعد میں باقاعدہ ڈاک خانے قائم ہوئے اور سائیکل سوار ڈاکوں نے گھر گھر ڈاک پہنچانے کا کام کیا۔

وزارت مواصلات اور اطلاعات کا محکمہ ڈاک ملک کا سب سے قدیم اور اہم محکمہ ہے جس سے نہ صرف خطوط بلکہ تار اور مینی آرڈر بھی بھیجے جاتے تھے۔ آزادی کے بعد ملک کے پہلے مواصلاتی وزیر رفیع احمد قدوائی نے رات کی ہوائی ڈاک کا نظام قائم کیا جو شروع میں محدود تھا لیکن بعد میں اس نے بڑی وسعت حاصل کی۔ موجودہ دور میں جدید ٹیکنالوجی کی مدد سے مواصلاتی نظام میں انقلابی تبدیلیاں رونما ہوئیں ہیں۔ لیکن ڈاک نظام کی اہمیت ابھی بھی قائم ہے۔



دور دراز علاقوں میں رابطے کا ذریعہ ڈاک ہی ہے۔ ایسے علاقے جہاں انٹرنیٹ یا موبائل نیٹ ورک کی سہولیات بہت کم دستیاب ہیں وہاں ڈاک ہی رابطے کا سب سے قابل بھروسہ ذریعہ ہے۔

خط، بل، سرکاری دستاویز اور دیگر پیغامات ڈاک کے ذریعے پہنچائے جاتے ہیں۔ پاسپورٹ، شناختی کارڈ، عدالتی نوٹس اور دیگر سرکاری کاغذات آج بھی ڈاک کے





ذریعے ہی محفوظ طریقے سے بھیجے جاتے ہیں۔
ڈاک نظام سے خط، پارسل، تحفے اور کتابیں
وغیرہ بھیجی جاسکتی ہیں۔ پوسٹ آفس کی اسپید
پارسل سروس آج بھی مقبول ہے۔ اس لیے
ڈاک نظام کو قابل اعتماد اور محفوظ ذریعہ سمجھا
جاتا ہے۔

محکمہ ڈاک 160 سال سے زیادہ کے
عرصے سے ہندوستان کے مواصلاتی نظام

کی ریڑھ کی ہڈی رہا ہے۔ اس نے ملک کی سماجی، اقتصادی ترقی میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ بتدریج ان خدمات میں ترقی اور
توسیع ہوتی رہی ہے۔ گزشتہ دس بارہ برسوں میں ان سہولیات میں خاصی تیزی اور بہتری دیکھی گئی ہے۔ پہلے اگر ملک
کے لاکھوں شہری ان سہولیات سے مستفید ہوتے تھے تو اب ان کی تعداد بڑھ کر کروڑوں تک پہنچ گئی ہے۔ پہلے اگر
سیکڑوں دیہی علاقے ڈاک کی سہولیات سے فیض یاب ہوتے تھے تو اب ایسے لاکھوں دور دراز کے علاقے فیض یاب
ہو رہے ہیں۔ جو پہلے ان سہولیات سے محروم تھے۔ انفارمیشن ٹیکنالوجی نے جو انقلابی سہولیات کا اضافہ کیا ہے ان سے
ڈاک خانے کی خدمات میں بھی قابل قدر تیزی آئی ہے اور رفتار میں بھی حیرت انگیز تبدیلی پیدا ہوئی ہے۔ بہت سی بینکنگ
اور پوسٹل خدمات اب گھر بیٹھے حاصل ہو جاتی ہیں۔

دہلی کے شاستری بھون میں ملک کا پہلا خواتین

ڈاک گھر شروع ہوا۔ یہ مارچ 2013 میں شروع
کیا گیا۔ ہندوستان کی پہلی خاتون ڈاکہ 'اندراتی'
ہیں، جن کا تقرر دہلی کے کنٹ پلس ڈاک گھر
میں ہوا تھا۔

محکمہ ڈاک میں بڑے پیمانے پر جدید
مواصلاتی ٹیکنالوجی پروجیکٹ کے آغاز کے بعد
صورت حال میں زبردست تبدیلی آئی ہے۔
محکمہ ڈاک نے اپنے ڈاک خانوں کے وسیع نظام



کو بغیر رکاوٹ کے ایک مرکزی بینکنگ پلیٹ فارم سے جوڑ دیا ہے، جو صارفین کو ملک بھر میں انٹرنیٹ بینکنگ، ای۔ پاس بک، این ای ایف ٹی، آر ٹی جی ایس کے ذریعے کئی جدید بینکنگ سہولیات فراہم کر رہا ہے۔

پہلے پینشن یافتگان کو اپنی لائف سرنٹیکٹ (Life Certificate) دینے کے لیے سال میں ایک مرتبہ بینک یا پوسٹ آفس میں حاضری دینی پڑتی تھی اب ڈاک کے ذریعے IPPB کی مدد سے ڈیجیٹل سرنٹیفکیٹ (DLC) خدمات نے اس مشکل کو بھی آسان کر دیا ہے۔

محکمہ ڈاک نے شہریوں کے فائدے کے لیے پاسپورٹ اور آدھار فراہم کرنے کے لیے وسیع پوسٹل نیٹ ورک مہیا کر دیا ہے۔ 430 سے زیادہ ڈاک خانے پاسپورٹ سیوا کیندر (POSK) کھولے گئے ہیں۔ یہ کیندر وہی سہولیات فراہم کرتا ہے جو کسی بھی پاسپورٹ سیوا کیندر کے ذریعے مہیا کی جاتی تھیں، اب یہ بھی آن لائن پورٹل سے منسلک ہو گئے ہیں۔ ڈاک خانے موجودہ دور میں شہریت ترمیم قانون کے تحت تارکین وطن کو رجسٹریشن کی خدمات بھی فراہم کر رہے ہیں۔



— ادارہ





زیرنگیں	:	ماتحت، تقرّف
قائم	:	بنیاد رکھنا
آغاز	:	ابتداء، شروعات
محدود	:	حد کے اندر، گھرا ہوا
وسعت	:	چوڑائی، کشادگی
مواصلاتی نظام	:	خبر پہنچانے والا انتظام
رُونما	:	سامنے آنا، ظاہر ہونا
کار آمد	:	کام کی چیز، فائدہ مند
اقتصادی	:	مالی، معاشی
بتدرج	:	ایک کے بعد ایک
توسیع	:	بڑھانا، وسعت دینا
مستفید	:	فائدہ اٹھانا
فیض یاب	:	فیض حاصل کرنا، فائدہ اٹھانا
تقرر	:	مقرر کرنا، ملازمت، نوکری
صارفین	:	استعمال کرنے والا، صارف کی جمع
یافتگان	:	پانے والا، حاصل کرنے والا
منسلک	:	جڑا ہوا، وابستہ
تارکینِ وطن	:	وطن چھوڑنے والے لوگ
ترمیم	:	اصلاح، درستی، تبدیلی



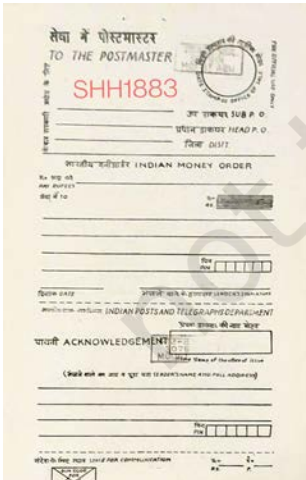
- ہندوستان میں ڈاک نظام 1766 میں قائم ہوا اور پہلا ڈاک گھر کلکتہ میں کھولا گیا۔ 1877 میں پارسل سروس، 1879 میں پوسٹ کارڈ، 1880 میں منی آرڈر اور 1911 میں الہ آباد سے پہلی ہوائی ڈاک کی شروعات ہوئی۔ ہمارے ملک میں 1986 میں اسپید پوسٹ سروس شروع کی گئی۔
- خوش بودار ڈاک ٹکٹ ہندوستان میں پہلی بار 2006 میں جاری کیے گئے جس میں گلاب اور چندن کی خوش بو تھی۔
- قومی ڈاک عجائب گھر (میوزیم) دہلی میں واقع ہے۔ یہاں پوری دنیا بھر کے ٹکٹوں کا انوکھا ذخیرہ ہے۔ یہ میوزیم ڈاک بھون سردار پٹیل چوک نئی دہلی میں ہے۔
- ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کے استعمال سے ڈاک خانے کی خدمات میں متعدد نئی سہولیات کا اضافہ ہوا ہے جیسے آن لائن بینکنگ، ای پاس بک، این ای ایف ٹی اور آر ٹی جی ایس وغیرہ۔
- بہت سے ڈاک خانے 24 گھنٹے اور روز کھلے رہتے ہیں۔

سوچیے اور بتائیے

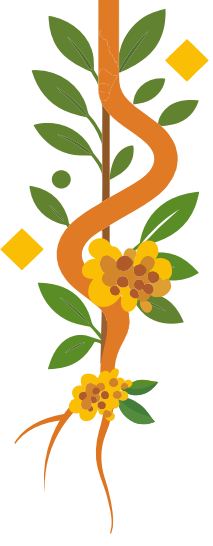


1. دور دراز علاقوں تک ڈاک کی رسائی کے لیے کیا طریقے اپنائے گئے؟
2. اطلاعات و نشریات تک وزارت نے ڈاک نظام کو کس طرح مستحکم کیا؟
3. موجودہ دور میں ڈاک کے نظام میں کیا تبدیلیاں آئی ہیں؟
4. موجودہ دور میں ڈاک خانہ شہریوں کو کونسی سہولیات مہیا کر رہا ہے؟

◆ نیچے لکھے وضاحتی فقرے کے لیے ایک لفظ لکھیے:



- i. خط پہنچانے والا کارندہ
- ii. خط ڈالنے کی جگہ
- iii. خطوط کی تقسیم کا نظام چلانے والا گھر
- iv. لفافہ پر چسپاں کیا جانے والا ٹکٹ



v. بذریعہ ڈاک پیسہ روانہ کرنا

vi. جسے خط لکھا جائے



پڑھیے، سمجھیے اور لکھیے

◆ ان جملوں کو غور سے پڑھیے۔

— ابھی کچھ رات باقی ہے۔

— ابھی دن نہیں نکلا ہے۔

پہلے جملے سے مثبت خیال ظاہر ہو رہا ہے۔ ایسے جملے کو 'مثبت' جملے کہتے ہیں۔ دوسرے جملے میں لفظ 'نہیں' آیا ہے جس کی وجہ سے یہ جملہ 'منفی جملہ' کہلاتا ہے۔ لیکن انھیں پڑھنے سے معلوم ہو رہا ہے کہ پہلے اور دوسرے جملے میں بات ایک ہی کہی گئی ہے۔

◆ درج ذیل جملوں کو منفی جملوں میں تبدیل کیجیے:

i. یہاں سے بچ کر جانا بدشوار ہے۔

ii. میں آپ کی ہر بات ماننے کو تیار ہوں۔

iii. وہ کیوں ان میں شمار کیا جائے؟

iv. موبائل نیٹ ورک کی سہولیات دستیاب ہیں۔

◆ مثال میں دیے گئے اشارے کی مدد سے خالی جگہ بھریے:

مثال:	یہ خط نامعلوم پتے سے آیا ہے۔	(سابقہ)	نا
1.	پیغام رسانی پہلے مشکل تھی مگر اب آسان ہو گئی ہے۔	(متضاد)	_____
2.	2006 میں خوش بودار ٹکٹ جاری کیے گئے تھے۔	(لاحقہ)	_____
3.	ڈاکے نے دروازے کے آگے خط ڈال دیا۔	(ظرف مکان)	_____
4.	میں نے کل ایک پارسل بھیجا تھا۔	(ظرف زمان)	_____
5.	رضیہ نے محنت سے اپنا لوہا منوایا۔	(محاوہ)	_____



درست الفاظ استعمال کیجیے:

1. ڈاک خانہ ایک _____ ہے۔ (رنگ/پرنده/اداره)
2. خط _____ کے ذریعے پہنچایا جاتا ہے۔ (ڈاکٹر/استاد/ڈاکیہ)
3. لفافے پر _____ چپکاتے ہیں (نوٹ/سکہ/ٹکٹ)
4. پیغام کچھ دنوں میں _____ کے ذریعے پہنچ جاتا ہے۔ (اسپیڈ پوسٹ/ایس ایم ایس/خط)

دیے گئے جدول میں پیغام رسانی کے قدیم اور موجودہ طریقے لکھیے:

قدیم طریقے	جدید طریقے



تلاش کیجیے

- پوسٹ کارڈ حاصل کیجیے اور اس کے استعمال کے بارے میں پتہ کیجیے۔
- آج کھانے پینے اور روزمرہ استعمال کی چیزیں پارسل کے ذریعہ منگوائی جا رہی ہیں۔ معلوم کیجیے کہ اس کو بھیجنے اور حاصل کرنے کا طریقہ کار کیا ہے۔
- اپنے ڈاک خانہ کا نام، پتہ اور پین کوڈ (Pin Code) معلوم کیجیے۔





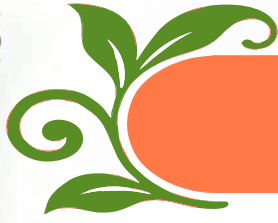
- تصور کیجیے آپ کسی مقام کی سیر کو گئے ہیں۔ اپنے سفر کا حال اپنے دوست کو خط لکھ کر بیان کیجیے۔
- اسکول انتظامیہ کو ای۔ میل (E:mail) بھیج کر معلوم کیجیے کہ گرمیوں کی تعطیلات کب سے شروع ہو رہی ہیں۔
- اپنے محلے یا علاقے کے ڈاک خانہ میں جائیے اور معلوم کیجیے وہاں کون سے کام انجام دیے جاتے ہیں۔ اپنی جمع کی گئی معلومات کی بنیاد پر ایک رپورٹ تیار کیجیے۔

عملی کام



- اپنے والدین کی مدد سے قریبی ڈاک خانے میں اپنا کھانا کھولیں۔ اپنے انعام اور تہواری کی رقم جمع کر کے بچت کے طریقوں پر اپنے ہم جماعت ساتھیوں کے ساتھ گفتگو کیجیے۔
- ٹکٹ کب جاری ہوتا ہے؟
- موقع یا شخصیت کا انتخاب کس طرح کیا جاتا ہے؟
- کن کن شخصیات پر ڈاک ٹکٹ جاری کیے جا چکے ہیں؟
- ڈاک ٹکٹ کا مطالعہ (Philately) کیا ہے؟ نیچے دیے گئے ویب لنک سے معلوم کیجیے۔
www.postagestamps.gov.in/philataley
- اپنے علاقے کے ڈاک کیہ سے گفتگو کیجیے اور ڈاک نظام کے بارے میں معلومات حاصل کیجیے۔





نیتی ششتم



4871CH16A

علم کے زیور سے قائم آدمی کی شان ہے
دولتِ محفوظ ہے، ہر عیش کا سامان ہے
گیان، راجہ ہے، رشی ہے، دیوتا، بھگوان ہے
گیان سے محروم انسان واقعی حیوان ہے

ہے حق پرستوں کا ہر دم شعار
مصیبت سے لڑتے ہیں مردانہ وار
کسی کا وہ احسان لیتے نہیں
نہ مانگیں کسی سے وہ ہرگز اُدھار



تشدّد نہ حرص و ہوس سے ہو کام
کرو بے کسوں کی مدد صبح و شام
ہر اک فرد و ملت کے ہو خیر خواہ
سبھی مذہبوں کا کرو احترام



اک بوند گر کے تپتے تَوے پر ہوئی فنا
اک بوند جا کے سیپ میں موتی ہے بے بہا
اک بوند سے ہے پھول کے چہرے پہ آب و تاب
صحبت جدا جدا تھی تو قسمت جدا جدا

دودھ سے پانی کی ہو جاتی ہے یاری پیاری
آتی ہے پانی میں بھی دودھ کی رنگت ساری
دودھ کھولا ہے تو پانی ہی جلا ہے پہلے
یوں ہی اچھوں میں ہوا کرتی ہے اچھی یاری

— بھرتی ہری، مترجم امتیاز الدین خاں
(پڑھنے کے لیے)

(بھرتی ہری کا شمار سنسکرت کے عظیم شاعروں میں ہوتا ہے۔ کئی صدیاں گزر جانے کے بعد بھی ان کے کلام سے دل چسپی برقرار ہے۔ اردو کے متعدد شعرا نے ان کے کلام کے منظوم ترجمے کیے ہیں۔ یہاں معروف شاعر و ادیب امتیاز الدین خاں کے بھرتی ہری کے بعض شلوکوں کے منظوم ترجمے پیش کیے گئے ہیں۔)



© NCERT
not to be republished

© NCERT
not to be republished

© NCERT
not to be republished